مطلع القمرین

۱۲۹۷ھ

فی

اِبانۃِ سبقۃِ العُمَرین

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلِ سنت مجدد دین و ملت

برکۃ المصطفیٰ الشاہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فاضل بریلوی



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصۡحَابِهِ الطَّاهِرِيۡنَ اَجۡمَعِيۡنَ

پوری اُمتِ مسلمہ جن اکابرینِ ملت، اساطین فقہ اور ائمہ تصوف پر آج تک ناز کرتی ہے، ان سب کا متفقہ طور پر یہی نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم ﷺ کو اکرم المخلوقین و افضل العالمین بنایا اور پھر انبیاء سابقین اور پھر ملائکہ مقربین کو ساری مخلوقات سے زیادہ فضیلت عطا فرمائی۔ ان کے بعد رب تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کے صحابہ کرام کو ساری کائنات سے زیادہ عزت و عظمت سے نوازا۔ صحابہ کرام میں سے بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل ہیں۔ پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ان کی خلافت کی ترتیب افضلیت کی ترتیب کے مطابق) اور پھر بقیہ صحابہ کرام اصحاب فضیلت ہیں۔ تفضیل شیخین امت کا قطعی مسئلہ ہے۔ اس کا مخالف بدعتی، اس کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ مکروہ ہے۔ البتہ اس افضلیت سے مراد افضلیت علی الاطلاق ہے، افضلیت من کل الوجوہ نہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام میں سے بہت سے حضرات کو سرکارِ دو عالم ﷺ نے ایسے خاص فضائل سے مشرف فرمایا تھا جو ان کے علاوہ کسی میں بھی نہ پائے جاتے تھے۔ سارے صحابہ کرام ہی صاحبِ فضیلت ہیں اِن میں سے کسی کو دوسرے پر من کل الوجوہ افضل نہیں کہہ سکتے ورنہ خصائص خصائص نہ رہیں گے۔

جب نصوص شرعیہ کی روشنی میں تفضیل شیخین اور محبتِ ختنین امت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ اور اجماعی عقیدہ ٹھہر چکا تو اسے دل و جان سے تسلیم کر لینا چاہیے تھا مگر افسوس .... کہ کچھ لوگ صحابہ و اہلِ بیت اور خصوصاً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ مبارکہ کے حوالہ سے افراط و تفریط کا شکار ہو کر اُمت کے کارواں سے علیحدہ ہو گئے۔ اِن میں سے کچھ تو وہ بدنصیب ہیں جو آپ کے فضائل و خصائص کے بالکل ہی منکر ہیں یہ وہی خارجی ہیں جن کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا الخوارج کلاب النار ۔(ابنِ ماجہ صفحہ 16)۔ خارجی جہنم کے کتے ہیں۔ اور کچھ وہ نادان ہیں جو حضرت علی کو سیدنا صدیق اکبر سے بھی افضل سمجھتے ہیں، انہیں تفضیلی کہا جاتا ہے۔ پھر اِن تفضیلیوں میں سے بھی کچھ تو وہ ہیں جو واضح الفاظ میں مولا علی کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت خلفاء ثلاثہ سے افضل کہتے ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جنھوں نے افضلیت کو سیاست اور روحانیت میں تقسیم کر کے عقیدہ یہ ٹھہرالیا کہ سیاست و خلافت کے لحاظ سے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی افضل ہیں مگر ولایت و روحانیت کے اعتبار سے حضرت علی افضل .... ظلم تو یہ ہے کہ تفضیلیوں کا یہ مؤخر الذکر طبقہ خود کو اہلِ سنت بھی کہتا ہے، اور پیروئ سلف کا مدعی بھی ہے۔ مگر ان کا نظریہ مسلکِ اہلسنت سے صریح بغاوت پر مبنی ہے۔ یہ لوگ اہلسنت کا لبادہ اوڑھ کر اپنے عقیدۂ تفضیل کے ذریعے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان پر حملے کر رہے ہیں اور آپ کی عظمت کو گھٹانے کے جتن کر رہے ہیں۔ مگر یاد رکھیں جسے اللہ اور اس کے حبیب ﷺ نے افضلیت دی اُن کی عظمت کو گھٹایا نہیں جا سکتا۔

عہدِ حاضر میں اس گروہ کے سالار اپنی چرب زبانی اور وسائل کے بل بوتے پر بانگ دہل اس باطل نظریے کا پرچار کر رہے ہیں۔ یہ حضرت صرف اپنی ناک اونچی رکھنے کے چکر میں ہیں مگر شاید انہیں یہ اندازہ نہیں کہ اِن کا قد بڑھانے کا شوق خود انہی کے گلے کا طوق بن چکا ہے، اور اِن کا ذوقِ خودنمائی اِنہی کے لیے باعثِ رسوائی ہو گیا ہے۔ معلوم نہیں یہ کیسے ''قائدِ انقلاب'' ہیں جو فرقہ بندی کی آگ بھڑکا کر مذہب، ملت اور اپنی جماعت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ دین و مذہب کی خدمت کا یہ طریقہ، ناموسِ صحابہ و اہلِ بیت کے تحفظ کا یہ سلیقہ، خلفائے راشدین سے محبت کا یہ انداز، خود ساختہ تحقیقات کے اظہار کا یہ ڈھنگ اور اپنے فرضِ منصبی یہ

اسلوب غالبًا اسلام کے انہی پیروکاروں کے ہاتھ لگا ہے۔

اہلِ دل کی نظر میں اِن کی یہ روش نہ تو دین ومذہب کی خدمت ہے اور نہ ہی ملک وملت کی، بلکہ یہ عیار قسم کے لوگ سوادِ اعظم اہلسنت کے سادہ لوح عوام کو ان کے فکری اور اعتقادی محور سے ہٹانے اور اپنے فاسد نظریات کی تخم ریزی کر کے اُمت کے کارواں کو چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم کرنے کا مکروہ دھندہ کر رہے ہیں۔

یہی وہ میرِ کارواں ہیں جو خوئے دلنوازی سے محروم ہیں اور اُمت بھی ایسے قافلہ سالاروں سے بیزار ہے۔

اس ناخوشگوار کیفیت کو دیکھ کر اہلِ دِل یہ سوچتے ہیں کہ اگر صورتحال یہی رہی تو انجام کیا ہوگا۔ اگر اس سیلابِ بدعقیدگی کے آگے بند ھ نہ باندھے گئے، پشتے مضبوط نہ کیے گئے اور عقائد کے رُخ متعین نہ کیے گئے تو خدانخواستہ بڑی تباہی مچ سکتی ہے۔ اسی فکر کے پیشِ نظر استاذ العلماء بقیۃ السلف شیخ الحدیث والتفسیر علامہ حضرت غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی نے ''ضربِ حیدری'' لکھ کر اُمت کی راہنمائی فرمائی اور تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ دُنیائے اسلام کے نامور علمائے کرام نے اس کتاب پر شاندار تقاریظ لکھ کر اپنے مؤقف کو واضح کرتے ہوئے اس فتنہ کے سامنے دیوار کھڑی کر دی، اور ان شاء اللہ العزیز امام اہلِ سنت کی یہ کتاب ''مطلع القمرین'' تفضیلیوں کے لیے سدِ سکندری ثابت ہوگی۔

زیرِ نظر تصنیف فاضلِ بریلوی نے تقریباً 21 سال کی عمر میں لکھی اور اس نازک مسئلہ پر اپنے منفرد انداز میں تحقیقات وتدقیقات کے دریا بہادیئے۔ اعلیٰ حضرت کا دُنیائے اسلام پر یہ عظیم احسان ہے کہ آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان گھٹانے والی لمبی لمبی زبانوں کو کاٹ کے رکھ دیا، اور مسلمہ عقائد کے بارے میں خرافات بکتے رہنے کی جرأت کو کمزور کر دیا اور اس طبقۂ مذمومہ کے خود ساختہ نظریات وتاویلات کو طشت از بام کر کے اُمت کو ان کا شکار ہونے سے بچالیا۔ یہ بھی آپ کی کرامت ہے کہ مسئلہ افضلیت پر جو شبہات آج پیدا ہو رہے ہیں آپ نے سو صدی سے زائد عرصہ پہلے اُن کا جواب عطا فرما دیا ہے اور اسے بھی فاضلِ بریلوی کی کرامت ہی سمجھئے کہ آپ کے قلم کی نوک نے مخالفین کو مبہوت کر کے رکھ دیا ہے۔ وہ رضا کے نیزے مار سے کراہتے تو ہیں مگر آج تک کسی میں یہ جرأت نہ ہو سکی کہ اعلیٰ حضرت کی کسی تصنیف کا برائے نام ہی سہی جواب لکھ کر چھاپ دیتا۔ میدانِ رزم میں اُس مردِ میداں کی ہیبت وجلالت سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم — جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیئے ہیں

فاضلِ بریلوی کی یہ تصنیف پہلی بار شائع ہو کر منظرِ عام پر آرہی ہے۔ اگرچہ ہمیں یہ کتاب مکمل دستیاب نہ ہو سکی تاہم مالا یدرک کلہٗ لا یترک کلہٗ کے مطابق جتنا حصہ مل سکا اُسے من وعن شائع کیا جا رہا ہے۔ اصل مسودہ میں جہاں فاضلِ بریلوی نے خالی جگہ چھوڑی تھی اُسے بیاض کی صورت میں ہی رہنے دیا گیا ہے۔ اور جہاں سے کتاب کی تحریر مرورِ زمانہ کے باعث دیمک کی نظر ہو چکی تھی اور ہم سے پڑھی نہ جا سکی اُس مقام کو اس نشان (........) کے ساتھ واضح کر دیا گیا ہے۔ اور کتاب کے آخر میں اصل مقام کا عکس دے دیا ہے تاکہ اہلِ علم حضرات اصل مسودہ دیکھ کر استفادہ کر سکیں اور ہماری رہنمائی فرمادیں۔ کتاب کی تخریج وتحقیق کا کام جاری ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ کتاب کا بقیہ حصہ اگر آپ کے پاس موجود ہو تو ارسال فرمادیں اور اگر نظر سے گزرا ہو تو اُس کے حصول پر رہنمائی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تخریج کے ساتھ اُسے شاملِ اشاعت کیا جا سکے۔

کتبہٗ محمد مسعود احمد غازی

جامعہ اسلامیہ کھاریاں

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین		صفحہ نمبر
۱۔	مقدمہ تحقیق معنی افضلیت میں		۵
	تبصرہ اولی	تمام صحابہ و خلفاء اربعہ کے فضائل	۵
	تبصرہ ثانیہ	آل پاک کے فضائل اور آل پاک کا دائرہ وسعت	۱۴
	تبصرہ ثالثہ	فضائل کی تعداد اور فضائل کی قوت میں فرق	۲۲
	تبصرہ رابعہ	ولایت میں افضلیت	۲۳
	تبصرہ خامسہ	تخلیقی کمالات افضلیت کا مدار نہیں	۲۴
	تبصرہ سادسہ	امورِ خارجیہ پر مدارِ افضلیت نہیں	۲۵
	تبصرہ سابعہ	شیخین کی افضلیت من کل الوجوہ نہیں	۲۶
	تبصرہ ثامنہ	تفضیلیہ کے دو فرقے	۳۳
		کثرتِ ثواب سے مراد (اس پر دس دلیلیں)	۳۷
	تبصرہ تاسعہ	افضلیت ثابت کرنے کے دو طریقے	۴۸
	تبصرہ عاشرہ	دفعِ اوہام (مشتمل بر تنبیہات)	۵۱
	تنقیحات	(پانچ تنقیحات)	۵۴
۲۔	سلسلہ مبادی بانجام رسیدن ورخت بمنزل مقصود کشیدن		۶۲
۳۔	باب اول	نصوص واخبار واجماع وآثار سے افضلیتِ شیخین کا اثبات	۶۲
	الفصل الاول فی الاجماع		۶۲
		ابن عبد البر کی عبارت سے اشتباہ کا جواب	۶۹
		فائدہ جلیلہ۔ (یہ مسئلہ قطعی ہے یا ظنی)	۷۶
		تنبیہ الختام مذمتِ مخالفتِ جماعت	۷۷
		حکم تفضیلیہ وسفضیہ	۸۲
	الفصل الثانی فی الآیات القرآنیہ		۸۲
	الفصل الثالث فی الاحادیث النبویہ		۹۹
۴۔	مطلع القمرین	(حصہ دوم)	۱۰۵
	فصل اول	جانثاری	۱۰۵
	فصل دوم	دربارِ نبوت میں شیخین کی جاہ وثروت	۱۲۰
	فصل سوم	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سرورِ عالم ﷺ سے مشابہت	۱۳۷

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی افضل المرسلین وآلہ

وصحبہ اجمعین حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل علی اللّٰہ توکلنا

ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم

مقدمہ تحقیقِ معنیِ افضلیت میں

مشتمل دس تبصروں پر۔ تبصرۂ اولیٰ: حضرت حق سبحانہ وجل جلالہ نے جب انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو آرام گاہِ عالم ارواح سے ہدایتِ خلق کے لیے دارالہموم والاحزان میں بھیجا ہر وقت وہر زمانہ میں خیارِ اُمم ان کی صحبت ومعیت وائتلاف وموانست کے لیے پیدا کیے تا زمانہ نبی میں اس کی خدمت ورفاقت ونصرت واعانت سے بہرہ یاب ہوں اور اس کے سایہ عاطفت میں دودھ پیتے بچوں کی طرح پرورش پا کر اسی کی عادتیں سیکھیں اور متخلق باخلاق اللہ ہو جائیں۔ پھر جب پیغمبر رحلت فرمائے، اس کی نیابت اور خلق کو اس کی روش پر ہدایت اور اس کی شرح کی طرف ارشاد ودعوت کریں اور جو لوگ مشرف بایمان ہوں ان کے اخلاق وعادات دیکھ کر نبی کی عادات واخلاق سیکھیں اور ہمنشینانِ گل میں بوئے گل پا کر مشام جان تازہ کریں۔ بعدہ جب ان لوگوں کی تعلیم وارشاد وتخلق واقتیاد کا اثر عالم سے زائل اور یہ سلسلہ متناہی ہو جائے اور خلق از سرِنو مرشد مستقل کی محتاج ہو، اس کے بعد دوسرا پیغمبر بھیجا جائے اور وہ سلسلہ طیبہ جیسے پہلے شروع ہوا تھا یہاں پھر نظام پائے۔ عرصہ بعید ومدت مدید ایک عالم اسی ذہاب وایاب اور نجوم رسالت کے طلوع وغروب میں تھا کلما ھلک نبی خلفہ نبی فترتِ عیسوی میں جو ظلمت وتاریکی عالم پر چھائی، کبھی نہ تھی، مذاہب فاسدہ وعقائد کاسدہ بیش از بیش مجتمع ہوئے۔ فرق کفار کا انشعاب بکثرت تھا اور امم سابقہ کی گمراہی وضلالت اور تازہ احداث وابتداع علاوہ۔ اب وقت وہ آیا کہ آفتاب خمیت طلوع فرمائے اور عالم میں اس بادشاہ عرش بارگاہ کا حکم احکم جاری ہو جسے جناب باری کی خلافت عظمیٰ حاصل اور اس کی دعوت وہدایت سب سے قوی وکامل ہو۔ شریعت اس کی کہ خاتم الشرائع ہے ایسی

عمدہ تہذیب وغایت اعتدال میں واقع ہو جسے اختلاف امصار وتبدل اعصار نہ بدل سکے اور اصحاب واحباب اس کے صفات فاضلہ میں ایسے کامل ومنتہی ہوں جس کے تخلق واقتیاد وہدایت وارشاد کا اثر تا قیام قیامت زائل نہ ہونے پائے کہ یہ سلسلہ معدوم ہو کر عالم کو پھر ہادی بالاستقلال کی حاجت پڑے۔گویا آیت کریمہ کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر میں اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔پس حکمت الٰہیہ نے صحبت ونیابت سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کے لیے وہ لوگ پسند فرمائے جو بہترین عالم تھے اور نفوس قدسیہ ان کے فضائل محمودہ میں سب سے اعلیٰ واکرم۔تربیت ربانی نے انہیں اس خوبی سے سنوارا کہ شریعت غرائے بیضائے سید الانبیاء ﷺ کا بارگراں جسے قول ثقیل سے تعبیر فرماتے ہیں انا سنلقی علیک قولا ثقیلا۔اپنے دوش ہمت پر اٹھالیا اور باحسن وجوہ اس کی ترویج وتبلیغ کو انجام دیا اپنے مولیٰ و آقا ﷺ کی عادتیں اختیار کرنا اور ان کی چال چلنا ایسا سکھایا کہ سراپا انکا آفتاب رسالت کے رنگ میں رنگ گیا۔اور ہر رگ وریشہ گل اصطفا کی بو سے مہک اٹھا۔اثر ان کے تخلق وتعلم عادات کا ہمیشہ باقی رہے گا اور نور اخلاق مصطفائی کا عالم سے کبھی محو نہ ہوگا،اس لیے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:فی عم ان اللہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد ﷺ خیر قلوب العباد فاصطفاہ وبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد ﷺ فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلھم وزرآء نبیہ ﷺ یقاتلون عن دینہ یعنی حق سبحانہ نے بندوں کے دلوں میں نظر فرمائی تو محمد ﷺ کا دل تمام جہان کے دل سے بہتر پایا پس انہیں چن لیا اور اپنا پیغمبر کر کے بھیجا پھر قلب محمد ﷺ کے بعد قلوب بندگان ملاحظہ فرمائے تو اصحاب محمد ﷺ کے دل سب دلوں سے بہتر نظر آئے پس انہیں اپنے نبی ﷺ کا وزیر کیا کہ اس کے دین کی طرف سے قتال کرتے ہیں۔آفتاب نیمروز سے روشن تر کہ محب جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کی رفاقت و ملازمت اور دربارداری وخدمت گزاری کے لیے نہایت سنجیدہ وپسندیدہ ووفادار وکارگذار ونیک اطوار لوگ جنہیں اپنی نظر میں تمام دنیا سے بہتر اور انکے ملکات نفسانیہ کو کل عادات حسنہ کا عطر سمجھتا

ہے مقرر کرتا ہے۔ حق تبارک و تعالیٰ قادر مطلق اور رسول اللہ ﷺ اس کے محبوب و سید المحبوبین کیا عقل سلیم تجویز کرتی ہے کہ ایسے حکیم بلند قدرت نے ایسے عظیم ذی وجاہت جان محبوبی کان عزت کے لیے خیار علق کو جلیس و انیس نہ فرمائے۔

ایک روز جناب طیبہ طاہرہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہما پر خشیت الٰہی مستولی اور محاسبہ نفس میں کمال مشغولی تھی، سیدنا و ابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حاضری چاہی۔ فرما بھیجا اس وقت میں ایک غم و کرب میں ہوں لوٹ جاؤ۔ حضرت ابن عباس نے کہا میں وہ نہیں کہ بے حاضر ہوئے لوٹ جاؤں۔ آخر اذن دیا اور فرمایا مجھے اس وقت ایک غم اور بے چینی ہے اور بعض خوفناک باتوں سے ڈر رہی ہوں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا آپ کو مژدہ ہو خدا کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ عائشہ میری بی بی ہے جنت میں۔ اور رسول اللہ ﷺ کا رتبہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ ہے کہ جہنم کی چنگاریوں سے ایک چنگاری ان کے نکاح میں دے۔ جناب عفت مآب نے فرمایا تم نے میرا غم دور کیا اللہ تمہارا غم دور کرے فقد روی الامام ابو حنیفة عن الهیثم عن عكرمة عن ابن عباس انه استأذن على عائشة فارسلت اليه انى اجد غما و كربا فانصرف فقال للرسول ما انا الذى ينصرف حتى ادخل فرجع الرسول فاخبرها بذلك فاذنت له فقالت انى اجد غما و كربا وانى مشفقة مما اخاف عليه فقال لها ابن عباس ابشرى فوالله لقد سمعت رسول الله ﷺ يقول عائشة زوجى فى الجنة و كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اكرم على الله ان يزوجه جمرة من جمر جهنم فقالت فرجت عنى فرج الله عنك۔

بالجملہ جناب سید عالم ﷺ کی جلالت شان ان کے اصحاب کرام کی رفعت مکان کو مستلزم، جو کور باطن بے بصیرت ان میں سے کسی پر طعن سے اپنی زبان کو آلودۂ ہزار خباثت کرتا ہے، جناب الٰہی کی کمال قدرت و عظم حکمت یا رسول اللہ ﷺ کی غایت محبوبیت و نہایت کرامت و منزلت پر حرف رکھتا ہے اسی لیے ارشاد ہوا ت اللّٰہ اللّٰہ فى اصحابى ،اللّٰہ اللّٰہ فى اصحابى ،اللّٰہ اللّٰہ

فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللّٰہ ومن اذی اللہ فیوشک اللہ ان یاخذہ یعنی اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں ،اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں ،اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں ،انھیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد ،جو ان سے دوستی رکھتا ہے میری محبت کے سبب ان سے دوستی رکھتا ہے اور جو ان سے کینہ رکھتا ہے وہ میرے بغض کے سبب ان سے بیر رکھتا ہے اور جس نے انھیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی سو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔ اللہ راضی ہو فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت سے وہ ایسے ہی امور پر لحاظ کر کے فرماتے ہیں الصحابۃ کلھم خیار عدول لا نتکلم فیھم الا بخیر اور اہل سنت کیا کہتے ہیں خود صاحب سنت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے فرمایا طب اذا ذکر اصحابی فامسکوا جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو زبان روک لو۔ غرض اس میں شک نہیں کہ صحابہ سرور عالم ﷺ بعد انبیاء و مرسلین کے خیر الخلق و افضل الناس تھے مگر جبکہ منظور الٰہی تھا کہ شریعت محمدیہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ قوم دون قوم یا یوم غیر یوم سے خاص اور بعثت والا کسی زمان و مکان پر مقتصر نہ ہو اور یہ ظاہر کہ قلوب ناس قبول نصح و استفادہ و استرشاد میں مختلف ہوتے ہیں بعض پر نرمی سریع الاثر ہوتی ہے اور بعض بشدت و سختی مانتے ہیں۔ لہٰذا حکمت الٰہیہ مقتضی ہوئی کہ حاملان شریعت و نائبان رسالت ایک رنگ پر نہ ہوں کسی کے سر پر ارحم امتی بامتی کا تاج رکھا جائے اور کوئی اشدھم فی امر اللہ کا خطاب پائے۔ علاوہ بریں جب رحمت الٰہی ان کی طرف بے حد و پایاں متوجہ ہے اور سب تشریف شریف رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ سے بہرہ مند عزت و وجاہت ان کی خواستگار ہوئی کہ ان میں سے اکثر کو خلعت ہائے خاصہ کرامت فرمائیں تا باعث ان کی زیادت اعزاز و وفور امتیاز کا ہو۔ بنابرآں بہت اصحاب کرام الطاف و عنایات خاصہ سے ممتاز ہوئے کہ ان کے غیر میں نہ پائی جاتیں۔ گو ان سے اعلیٰ و افضل دوسروں میں موجود ہوں۔ مثلاً خ م اول تیر، کہ

راہِ خدا میں پھینکا گیا سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا اور خ م سید العالمین ﷺ نے انہیں اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو تشریف فداک ابی وامی سے مشرف فرمایا۔

خ م حواری حضور کے حضرت زبیر ہیں اور ت عبداللہ بن عباس دو بار رویت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ممتاز۔ ت سیدنا وابن سیدنا اسامہ بن زید بن حارثہ کی نسبت ارشاد ہوا مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے پھر علی۔ ت ابوذر سارا ست گفتار زیر آسمان نہیں ت ق حب مس حسن قرأت میں ابی بن کعب کو سب پر سبقت زید بن ثابت فرائض دانی اور معاذ بن جبل علم حلال و حرام میں فائق، ابوعبیدہ اس امت کے امین۔ خ م سعد بن معاذ کے انتقال سے عرشِ خدا ہل گیا۔ خ م اللہ تعالیٰ نے ام المومنین خدیجہ کو سلام کہلا بھیجا۔ خ م سیدنا ابوموسیٰ کو مزمار آلِ داؤد عطا ہوا۔ خ م حذیفہ صاحب اسرار ہوئے۔ م تمیم داری سے رسول اللہ ﷺ نے قصہ جساسہ بلفظ حدثنا تمیم الداری حکایت فرمایا اور عکس صدیق کا سباق بالخیر ہونا فاروق سے بکلمہ حدثنی عمر نقل کیا۔ م ت حضرت جلیبیب جب شہید ہوئے حضور انکی نعش اپنے دستِ اقدس پر اٹھا کر لے چلے اور ارشاد فرماتے تھے جلیبیب منی وانا من جلیبیب جلیبیب منی وانا من جلیبیب جلیبیب منی وانا من جلیبیب یعنی جلیبیب میرا اور میں جلیبیب کا، جلیبیب میرا اور میں جلیبیب کا، جلیبیب میرا اور میں جلیبیب کا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وحشرنا فی زمرۃ محبیھم یوم الدین آمین۔

یہ تو عموم صحابہ کے بحارِ فضائل سے ایک خفیف قطرہ تھا اور صحرائے فواضل کا ادنیٰ ذرہ پھر اے اشتیاق بھرے دل اور انتظار والے کان کیا پوچھتا ہے۔ حال ان چار سروران ابرار و سیدانِ اخیار کا جو اس بارگاہ عرش اشتباہ کے پہلے صدر نشینان بزم عز و جاہ ہیں۔ جن کی کرسی عزت خاص پایۂ تخت سلطانی سے پہلو بہ پہلو بچھائی جاتی ہے اور اس خسرو کون و مکان کے بعد چتر شہریاری ان کے پاک مبارک سروں پر قربان ہوتا ہے۔

ع قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

روئے زمین کے ریگ دانے ایک ایک کر کے گن لیجیے۔ آسمان کے تارے فرداً فرداً شمار کر دیجیے مگر حاشا کہ ان کے فضائل خاصہ و مناقب مختصر پابند زنجیر حصر و شمار ہوں۔ عزیزا اگر درخت قلمیں اور دریا سیاہی اور طباقِ آسمان اوراق ہو جائیں اور تمام جن و انس تا قیامِ قیامت لکھنے پر کمر باندھیں عجب کیا کہ ہنوز روزِ اول ہو۔

وعلی تفنن واصفیه بحسنه   یفنی الزمان و فیه مالم یوصف

یہی سبب ہے کہ ان چار ارکان قصر ملت و چار انہار باغ شریعت کے خصائص و فضائل کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کے مناقب پر تنہا نظر کیجیے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں اور ان سے بڑھ کر کون ہوگا؟

بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم
بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

علی الخصوص شمع شبستانِ ولایت بہار چمنستان معرفت خاتم خلافت نبوت فاتح سلاسل طریقت طاہر مطہر قاسم کوثر امام الواصلین سید العارفین مولی المسلمین امیر المومنین ابو الائمۃ الطاہرین مطلوب کل طالب اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب سیدنا و مولٰنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم وحشرنا فی زمرتہ فی یوم عقیم امین۔ کہ اس جناب گردوں قباب کی محامد جلیلہ و مناقب جمیلہ جس کثرت و شہرت کے ساتھ ہیں[1]۔ دوسرے کے لیے وارد نہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں[2]: **ما جاء لاحد من اصحاب رسول اللہ علیه وسلم من الفضائل ما جاء لعلی بن ابی طالب** ترجمہ: اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی کے لیے اس قدر فضائل وارد نہ ہوئے جس قدر علی ابن ابی طالب کے۔

(۱) قولہ دوسرے کے لیے وارد نہیں۔ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں۔ علماء نے فرمایا ظاہرا سبب اس کثرت و اشتہار کا یہ کہ بنی امیہ اس جناب کی تنقیص شان کرتے تھے تو جس محدث کے پاس مناقب مرتضوی سے جو کچھ تھا اسے مشتہر کرتا اور وہ لوگ جس قدر ان کے مناقب بجھانا چاہتے اور محدثین کو انکی تحدیث پر ڈراتے اسی قدر فضائل والا زیادہ انتشار و اشتہار پاتے۔ (۲) امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں الخ اور اسی کی مثل مروی ہوا ابو عبد الرحمن نسائی اور ابو علی نیساپوری اور اسماعیل قاضی سے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین .... فی شرح المواہب فی ذکر کتاب المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہمارے ائمہ وعلماء نے ان میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادت کونین وشرافت دارین حاصل کی۔ والحق غیر متناہی کا شمار کس کا اختیار۔ واللہ العظیم اگر ہزار دفتر اس جناب کے شرح فضائل میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ان سے مواخات کی علوِ نسب و شرافت صہر میں سب پر برتری ملی۔ جہاد ستانی ولشکر شکنی تھی کہ قوت الٰہی کا نمونہ۔ روئے انور کی تاب وتجلی تھی کہ عارض ایمان کا گلگونہ۔ تلوار تھی یا چہرۂ اسلام کی ڈھال اور بازو تھے کہ زور نبوی کی تمثال۔ انہیں بازوؤں نے درِ خیبر اکھیڑ کر سپر بنایا اور اسد اللہ الغالب لقب پایا خود اس جناب عرفان مآب نے اپنے خصائص میں چند اشعار انشاء وارشاد فرمائے۔ علماء فرماتے ہیں ہر مسلمان پر واجب کہ انہیں حفظ کرلے تا فضائل مرتضوی پر وقوف واطلاع رہے وھی ھذہٖ

محمدن النبی اخی و صهری و حمزة سید الشهداء عمی

وجعفرن الذی یضحی و یمسی یطیر مع الملئکة ابن امی

و بنت محمد سکنی و عرسی مشوب لحمها بدمی و لحمی

و سبطا احمد ابنای منها فایکم له سهم کسهمی

سبقتکم الی الاسلام طرا غلاما ما بلغت او ان حلمی

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے کہ اللہ اسے اس سرکار کی مداحی مقبول دارین میں عطا فرمائے ان پانچ اشعار کریمہ کا پانچ شعر میں ترجمہ کر کے شاہد سرمایۂ ناز عرب کو لباس تنگ وچست فارس پہنایا اور دیگر فضائل کی اضافت سے گلدستۂ باغ ایمان بنایا۔

منقبت

السلام ای احمدت صہر و برادر آمدہ

حمزہ سردار شہیدان عم اکبر آمدہ

جعفری کو می پرد صبح ومسا با قدسیان

با تو ہم مسکن بہ بطن پاک مادر آمدہ

بنت احمد رونق کاشانہ وہانوئے تو
گوشت و خونت بلحمش شیر و شکر آمدہ
ہر دو ریحان نبی گلہائے توزان گلزمین
بورۂ گلچینیت زین باغ برتر آمدہ
می چمیدی گلبنا در باغ اسلام و ہنوز
غنچہ ات نشگفت ونی نخلے دگر بر آمدہ
ہر نبی را ذریت در صلب او نہادہ اند
نسل پاک مصطفی از پشت تو بر آمدہ
نرم نرم از بزم دامن چیدہ رفتہ باد تند

صدیق اکبر کے خصائص سے اس قدر بس کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شان گرامی کو تمام شانوں سے الگ کر دیا اور انہیں خاص اپنی ذات پاک کے لیے چن لیا کہ صحابہ سے ارشاد ہوتا ہے۔ خ هل انتم تارکولی صاحبی هل انتم تارکولی صاحبی کیوں تم سے ہوسکتا ہے کہ میرے یار کو میرے لیے چھوڑ دو، کیوں تم سے ہوسکتا ہے کہ میرے یار کو میرے لیے چھوڑ دو۔ حق جل وعلیٰ نے انہیں ثانی اثنین خطاب دیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اخ م ت ما ظنک یا ابابکر باثنین الله ثالثهما اے ابوبکر تیرا کیا گمان ہے ان دو کے ساتھ جن کا تیسرا خدا ہے سبحان اللہ کن دو کے تیسرے ایک رب العالمین جل جلالہ دوسرے افضل المرسلین ﷺ۔

ان تین کا چوتھا نظر آتا نہیں کوئی والله کہ صدیق کا ہمتا نہیں کوئی

فاروق اعظم امیر المومنین امام العادلین ﷺ کے جوہر نفس کو خدا جانے صبغۃ اللہ نے کس رنگ پر رنگا تھا کہ سید المرسلین ﷺ نے فرمایا ات مس طب عس لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا۔ شیطان اس جناب کے سایہ سے بھاگتا اور جب چہرۂ اقدس پر نظر پڑتی تازیانۂ جلال فاروقی کی تاب نہ لاکر منہ کے بل گر پڑتا۔ سب

نے اسلام کی طرف رغبت کی اور انہیں اس سے عزت ملی بخلاف عمر بن الخطاب کے کہ اسلام نے ان کی طرف رغبت کی اور اسے ان سے عزت ملی۔ نہ آئے جب تک نہ بلایا اور نہ اٹھے جب تک نہ اٹھایا۔ یہاں چند کلمات شاہ ولی اللہ صاحب کے فقیر کو کس قدر پسند آئے کہ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں:

تدبیر غیب اور اخواہی نخواہی با سلام آورد

مصرعہ گر نیاید بخوشی موئے کشانش آرند

مراد بود نہ مرید، مخلص بود نہ مخلص شتان بین المرتبتین دریں راہ نیامد تا آنکہ از درو دیوار ندایش نکردند و بر خوان نعمت نرسید تا آنکہ فکر بہر زبانش بخواندند رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ذوالنورین غنی رضی اللہ عنہ کو نفاق مال میں وہ رتبہ بخشا جس کے سبب۔ ت ما علی عثمان ما فعل بعد ھذہ ما علی عثمان ما فعل بعد ھذہ کا خلعت ملا یعنی اس کے بعد عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں اس کے بعد عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں۔ تجہیز جیش العسرۃ و وقف بیر رومہ و زیادت مسجد نبوی ﷺ روز ازل سے اس غنی الدارین کا بہرۂ خاص تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے دو جگر پارے نکاح میں آئے اور ان دو چاند سورج کے سبب ذی النورین لقب پایا اور فضیلت پر فضیلت یہ کہ حضور نے ارشاد فرمایا ؑس اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں ایک کے بعد ایک سب عثمان کے نکاح میں دیتا۔ کتابت قرآن عظیم سے پہلے مشرف اور ص لوط علیہ السلام کے بعد اول مہاجر خدا کی طرف رضی اللہ عنہ بالجملہ اصل بات وہی ہے کہ

بہر گلے کہ ازیں جا بباغ می نگرم

بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اگر کلام کو اس کے نظام سے خارج کرنا اور سوق بیان کی غرض و غایت سے دور جا پڑنا مخل مرام نہ ہوتا تو سمند خامہ کو کہ اشتیاق جولان میں لگا میں چابتا اور باگیں توڑاتا ہے، چندے رخصت خرام دی جاتی مگر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ایک جواب یاد آیا اس نے تسکین کر دی۔ کسی سردار

نصرانی نے آپ سے حضور سید المرسلین ﷺ کی صفت دریافت کی۔ فرمایا تفصیل تو میری قدرت میں نہیں اور اجمالی یہ ہے کہ جیسا مرسل ویسا رسول۔ اسی طرح شرف مصطفیٰ ﷺ سے ان حضرات کے فضائل کو اندازہ کیا چاہیے والسلام۔

تبصرۂ ثانیہ: سید المرسلین ﷺ کی ذات بابرکات سے ادنیٰ انتساب دو جہان کی عزت اور کیسی عمدہ شرافت ہے۔ صو: اولاد انصار سے ایک مرد کو کسی نے بعد ان کے انتقال کے خواب میں دیکھا۔ پوچھا خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ کہا بخش دیا۔ کہا کس سبب سے؟ کہا بسبب اس مشابہت کے جو مجھے رسول اللہ ﷺ سے تھی۔ کہا تم سید ہو۔ کہا نہیں۔ کہا پھر مشابہت کیسی؟ کہا ایسی جیسے کتے کو راعی سے ہوتی ہے۔ ابنِ عدیم کہتے ہیں میں نے اس مشابہت کی یہ تعبیر دی کہ وہ مرد انصاری النسب تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں میں نے اسے انتساب علم خصوصاً علم حدیث کے ساتھ تاویل کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سب سے زیادہ قریب مجھے وہ لوگ ہیں جو مجھ پر درود بہت بھیجتے ہیں اور اہل حدیث کی درود سب سے زیادہ ہے۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ قولِ ثانی اظہر ہے کہ وجہ شبہ سگ و شبان میں محافظت گوسپند ہے اور علماء بھی رسول اللہ ﷺ کی امت کے اس گرگ خونخوار یعنی شیطان ستمگار سے نگہبان ہیں۔ جب مجرد انتساب پر یہ حال ہے تو ان کا تو کیا کہنا جو رسول اللہ ﷺ کے جگر پارے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدنِ اقدس کے ٹکڑے، گوشت و پوست ان کا رسول اللہ ﷺ کے خون سے بنا اور سراپا ان کا اس جوہر شریف میں خمیر کیا گیا۔ اللہ اللہ وہ رخشندہ موتی جو بحر اصطفا سے نکلے اور وہ زیبندہ پھول جو شاخِ نبوت میں پھولے علی الخصوص حضرت بتول جگر پارۂ رسول خاتونِ جہان بانوے جنان سیدۃ النساء فاطمہ زہراء اور اس دو جہان کی آقازادی کے دونوں شاہزادے، عرش کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخ سیادت کے مہ پارے، باغ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العینین رسول، امامین کریمین، سعیدین، شہیدین، تقیین، نقیین، نیرین، زاہرین، ابو محمد حسن و ابو عبد اللہ حسین رضی اللہ عنہم وارضیٰ ورحمنا بھم یوم تعرض الاعمال عرضا آمین۔

پھران سے جو آگے نسل چلی وہ بھی وہ پاک نونہال ہیں جنہیں آبشار یطھرکم تطھیراً سے پانی ملا اور نسیم اخرج منکما کثیرا طیبا نے نشوونما دیا سبحان اللہ۔ وہ برکت والی نسل جس کے منتہی حضور سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء اور وہ شجرۂ طیبہ جس کی توقیع مدح اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء قط حب: ایک غلام قریشی نے سید العالمین ﷺ کا خون حجامت پی لیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا: احترزت من النار ویروی قال اذھب فقد احرزت نفسک من النار یعنی تو دوزخ سے بچ گیا یا فرمایا جا کہ تو نے اپنے تئیں دوزخ سے بچالیا۔ عزیزا جب حضور کے خون پاک کی برکت سے آتش دوزخ حرام ہوگئی تو جو اسی خون سے بنی ہیں اور وہ ان کی رگ و پے میں ساری ہے ان کے غلاموں کو دوزخ کی آنچ کیونکر پہنچ سکتی ہے۔ اسی لیے ارشاد ہوتا ہے طب رتم: ان فاطمۃ احصنت فرجھا فحرمھا اللہ وذریتھا علی النار بے شک فاطمہ نے اپنی عفت نگاہ رکھی پس خدا نے اسے اور اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام کردیا اور حدیث صحیح (کذا ذکرا بن حجر نقلہ المناوی) میں آیا دمس: وعدنی ربی فی اھل بیتی من اقر منھم بالتوحید ولی بالبلاغ ان لا یعذبھم میرے رب نے مجھ سے میرے اہلِ بیت کے حق میں وعدہ کیا جو ان میں سے خدا کی وحدانیت اور میری تبلیغ رسالت کا اقرار کرے گا اس پر عذاب نہ فرمائے گا۔ اور بروایت ثقات وارد ہوا صو: حضور نے حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ارشاد فرمایا: ان اللہ غیر معذبک ولا ولدک اللہ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیرے بچوں کو۔ اور وارد ہوا مح فر: وکذا اخرجہ ابو القاسم بن بشران فی امالیہ کما فی صو سالت ربی ان لا یدخل النار احدا من اھل بیتی فاعطانی ذلک یعنی میں نے اپنے رب سے سوال کیا میرے اہلِ بیت سے کسی کو دوزخ میں نہ لے جائے۔ پس اس نے مجھے یہ عطا کیا اور فرماتے ہیں طب قط: اول من اشفع لہ من امتی اھل بیتی الا قرب فالاقرب الحدیث یعنی میں اپنی امت میں پہلے

شفاعت اپنی اہل بیت کی کروں گا جو نزدیک تر ہیں پھر جو نزدیک تر ہیں۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں ح: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اللھم انھم عترۃ رسولک فھب مسیئھم لمحسنھم وھبھم لی ففعل قلت ما فعل قال فعلہ ربکم بکم ویفعلہ بمن بعدکم یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو دعا کرتے سنا الٰہی وہ تیرے رسول کی آل ہیں پس انکے بدکار کو، ان کے نیکوکار کو بخش دے اور ان سب کو مجھے دے ڈال پس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا، میں نے عرض کیا، کیا کیا؟ فرمایا تمہارے رب نے یہ تمہارے ساتھ کیا اور جو تمہارے بعد آئیں گے انکے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔ احادیث کہ اس نسل مکرم کے فضل میں وارد دائرۂ احصار و شمار سے خارج ہیں اے عزیز روزِ قیامت سب نسب اور رشتے منقطع ہیں کوئی نہ پوچھے گا کس کا بیٹا کس کا پوتا۔

ع کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

خود حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یعنی پھر جس وقت پھونک ماری صور میں تو نہ ذاتیں ہیں ان میں، مگر نسب پاک صاحبِ لولاک ﷺ کا اور حضور ﷺ سے رشتہ وعلاقہ کہ یہ وہ عروۂ وثقیٰ ہے جسے کبھی انقطاع نہیں۔ قصہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے ر: حضور سرورِ عالم ﷺ نے بلال کو حکم دیا لوگوں کو نماز کے لیے ندا کریں پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا: ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع کل سبب ونسب تنقطع یوم القیمۃ الا نسبی و سببی فانھا موصولۃ فی الدنیا والاخرۃ یعنی کیا حال ہے ان لوگوں کا جو گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہ دے گی۔ روزِ قیامت ہر رشتہ ونسب منقطع ہوگا سوا میرے نسب وعلاقہ کے کہ وہ دنیا وآخرت میں جوڑا ہوا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث بطرقِ عدیدہ حضور سے مروی کہ ان میں بعض کے رجال اہلِ توثیق ہیں اور اسے بیہقی وحاکم ودارقطنی وبزار وطبرانی نے حضرت امیر المومنین فاروقِ اعظم وحضرت عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر وعبداللہ بن زبیر ومنذر ومسور وغیرہم صحابہ سے روایت کیا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ذہبی کہتے ہیں اسناد اس کی صالح ہے اور ابنِ حجر نے صواعق میں بعض طرق کو صحیح کہا اور

طب: مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے قصہ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں مروی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تزعمون ان شفاعتی لا تنال اھل بیتی وان شفاعتی تنال صداء وحکما تم گمان کرتے ہو میری شفاعت میرے اہلِ بیت کو نہ پہنچے گی حالانکہ میری شفاعت تو صداء وحکم کو پہنچے گی کہ دو قبیلے ہیں اہلِ عرب کے یمن میں یعنی جب دور والے محروم نہیں تو پھر گھر والے تو گھر والے ہیں۔ مگر بایں ہمہ قرآن وحدیث نے ہمیں کان کھول کر سنادیا کہ نسب وجزئیت عند اللہ مدار افضلیت نہیں بلکہ اس کا مدار عزیمت دین وتقویٰ ہے۔ قال ربنا تبارک وتعالیٰ یایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی وجعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم یعنی اے لوگو ہم نے تمہیں پیدا کیا ایک نر اور ایک مادہ سے اور کیا تم کو شاخیں اور قبیلے تا کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو بے شک بزرگ تر تمہارا خدا کے نزدیک تمہارا بڑا پرہیز گار ہے یعنی اصل تم سب کی ایک مرد وعورت سے ہے نسب کی شاخیں اور قبیلوں کی جدائیاں تو اس غرض سے ہیں کہ اپنے اقربا کو پہچان کر صلہ رحم کرو۔ ہماری بارگاہ میں زیادت عز ووجاہت اسی سے ہے کہ پرہیز گاری زیادہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: خ م: عن ابی ھریرۃ اکرم الناس اتقھم یعنی زیادہ بزرگ لوگوں میں وہ ہے جو زیادہ تقوے والا ہے۔ اور فرماتے ہیں حم: انظر فانک لست بخیر من احمر ولا اسود الا ان تفضلہ بتقوی اللہ یعنی دیکھ کہ تو کسی سرخ وسیاہ سے بہتر نہیں مگر یہ کہ تو اس سے تقویٰ خدا میں زیادہ ہو۔ اور فرماتے ہیں: طب: المسلمون اخوۃ لا فضل لاحد علی احد الا بالتقویٰ یعنی مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں کسی کو کسی پر بڑائی نہیں مگر بسبب تقویٰ کے۔ اور فرماتے ہیں: ان اللہ قد اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ انما ھو مومن تقی وفاجر شقی الناس کلھم بنو ادم وادم خلق من تراب یعنی بے شک خدا نے تم سے دور کیا نخوت جاہلیت کو لوگ دو ہی قسم کے ہیں۔ مسلمان پرہیز گار اور بد بخت تباہ کار۔ آدمی سب اولادِ آدم ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے۔ اور فرماتے ہیں: م ق: ان اللہ لا ینظر

الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم یعنی بے شک خدا تمہاری صورتیں اور مال نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔ اور فرماتے ہیں: (: ان انسابکم هذه لیست بمسبة علی احد کلکم بنو ادم لیس لاحد علی احد فضل الابدین او تقوی یعنی تمہارے نسب کسی کو گالی دینے کے لیے نہیں تم سب اولادِ آدم ہو کسی کو کسی پر بڑائی نہیں مگر دین یا تقویٰ سے۔ اور فرماتے ہیں: (: یایها الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد الا لافضل لعربی علی عجمی ولا لاسود علی احمر الا بالتقوی خیرکم عند الله اتقکم لله یعنی اے لوگوں تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک۔ سن لو نہ کسی عربی کو بزرگی عجمی پر نہ کسی سیاہ کو سرخ پر مگر بسبب تقویٰ کے۔ بہتر تمہارا خدا کے نزدیک وہ ہے جو خدا سے زیادہ ڈرتا ہے۔ اور فرماتے ہیں: جرعک: الناس لا دم وحواء ان الله لا یسألکم عن احسابکم ولا عن انسابکم یوم القیمة الا عن اعمالکم ان اکرمکم عند الله اتقکم یعنی خدا روزِ قیامت تمہارے حسب پوچھے گا نہ نسب سوا اعمال کے۔ بے شک تم میں زیادہ بڑائی خدا کے یہاں اسے ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ اور فرماتے ہیں: م: من ابطأ به عمله لم یسرع به نسبه جس کے ساتھ اس کا عمل درنگ کرے گا اس کا نسب جلدی نہ کرے گا یعنی جو اپنے اعمال میں گھٹ رہا نسب سے نہ بڑھ جائے گا۔ اور فرماتے ہیں: طب: ان اهل بیتی یرون انهم اولی الناس بی ولیس کذلک ان اولی الناس بی منکم المتقون من کانوا وحیث کانوا یعنی میرے اہل بیت کو خیال ہے کہ وہ سب میں زیادہ مجھ سے قریب ہیں اور ایسا نہیں۔ بے شک سب میں زیادہ نزدیک مجھ سے تمہارے پرہیزگار ہیں، کوئی ہوں اور کہیں ہوں۔

اے عزیز اگر نسبت جزئیت مدار افضلیت ہوتی تو سراپردہائے عفت آسمان رفعت، کنیزانِ درگاہ تقدس پناہ حضرات بتول زہرا و زینب و رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو خدامِ بارگاہ والا جاہ مرتضوی پر تفضیل ہوتی بلکہ جناب سبطین کریمین بھی حضرت مولیٰ سے افضل ہوتے کہ ان کی قرابت

کوان جگر پاروں سے جو درحقیقت رسول اللہ ﷺ کے اجزائے بدن ہیں کیا مناسبت(1)
حالانکہ یہ امر باجماع فریقین باطل خود رسول اللہ ﷺ نے جناب ابنین مکرمین رضی اللہ عنہما کو اپنا بیٹا
اور جوانانِ اہلِ جنت کا سردار کہہ کے ان کے والد ماجد کو ان پر تفضیل دی۔ فقد اخرج ق: عن
ابن عمرو مس : عنه وعن ابن مسعود طب : عن قرة وملک بن الحویرث و
عس: عن علی وابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین : ان النبی ﷺ قال ابنای
هذان الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة وابوهما خیر منهما ولفظ
طب : افضل منهما صححه الحاکم واسناد طب : حسن یعنی حضور نے ارشاد فرمایا
میرے یہ دونوں بیٹے حسن و حسین سب جوانانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بہتر و
افضل ہے۔ البتہ محبت طبعی اپنے عزیزوں قریبوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں ہمارا کلام نہیں جاہ و
کرامت دینی کا مدار وہی عزیت تقویٰ ہے کما مر۔ اسی لیے ارشاد ہوتا ہے طس: عن ابی ہریرۃ رجالہ
رجال الصحیح فاطمة احب الی منک وانت اعز علی منها یعنی اے علی فاطمہ مجھے تجھ سے
زیادہ پیاری ہے اور تیری عزت میری نگاہ میں اس سے بیشتر ہے۔

تنبیہ نبیہ

سید المرسلین ﷺ کی ابوت صرف ابوت جسمانی پر منحصر نہیں بلکہ اس کی دوسری قسم
روحانی ہے۔ اور یہ قسم قسم اول سے اعلیٰ و اکمل۔ تمام مسلمان حضور کے مثل اولاد ہیں کہ زیر سایہ

(1) قولہ کیا مناسبت۔ شیخ محقق مولینا عبدالحق محدث دہلوی در اشعۃ اللمعات در باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم می فرماید ہیچ کس حیث شرف ذات وطہارت طینت و پاکی جوہر بفاطمہ و حسن و حسین نرسد اجما اسی مقام پر نظر کر کے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بنسبت فرماتے ہیں لا افضل علی بضعۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارہ پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا۔ علامہ عبدالرؤف مناوی زیر حدیث افضل نساء اہل الجنۃ فرماتے ہیں واخوہا ابراہیم افضل من جمیع الصحابۃ فاطمہ زہرا اور ان کے بھائی سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہما سب صحابہ سے افضل ہیں الخ۔ **اقول** پس اگر شرافت نسب و نظافت جوہر و طہارت عنصر و طیب و طینت میں گفتگو کرتے ہو تو حضرت بتول زہرا رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں اور ان امور میں بحث نہیں تو دلائل تفضیل مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میں ان کا ذکر کیوں لاتے ہو۔ غرض حق یہ ہے کہ سنفضیہ کی کسی بات کا محل نہ پڑا۔

رحمت تربیت و پرورش پاتے ہیں۔اس لیے ارشاد ہوتا ہے ادس ق حب: انما انا لکم بمنزلة الوالد اعلمکم یعنی میں تمہارے لیے بجائے باپ کے ہوں تمہیں تعلیم کرتا ہوں۔اور قرأت شاذہ میں وارد النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجه امهاتھم وھو ابوھم یعنی نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں اور وہ ان کا باپ علماء فرماتے ہیں حضور کی کنیتوں سے ایک کنیت ابوالمومنین ہے یعنی سب مسلمانوں کے باپ۔پھر جو شخص مشیمۂ نفس و تکدرات ہوا کی ظلمات سے باہر آ کر فضائے وسیع اتقا میں قدم رکھتا اور اس ولادت ثانیہ کے بعد ذکر خدا سے استہلال کرتا اور خون ناپاک حب دنیا کا تغذیہ چھوڑ شیر خوشگوار شریعت سے نشوونما پاتا ہے اس کا نسب معنوی نہایت مستحکم ہو کر تربیت محمدیہ کا سچا بیٹا پیارا فرزند گنا جاتا ہے اور یہ نسب نسب ظاہری سے بغایت اعلیٰ و اغلی ہوتا ہے اس لیے شرافت عالم کو شرف سید پر ترجیح و تفوق ہے۔انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں طس طص: آل محمد کل تقی محمد ﷺ کی آل ہر پرہیزگار ہے۔

امام الفریقین عارف اجل حضرت شیخ شہاب الدین سروردی قدس سرہ العزیز رسالہ اعلام الہدیٰ و عقیدۂ ارباب التقیٰ میں فرماتے ہیں کونك تنسب علیا الی النبی ﷺ بالصحبة اکمل فی وصفه من نسبة القرابة اذ ھی نسبة صوریة و الکل عال لان نسبة القرابة نسبة صوریة و نسبة الصحبته نسبة معنی

ترجمہ: تیرا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی طرف صحبت کے لحاظ سے منسوب کرنا زیادہ کامل ہے نسبت قرابت کے وصف سے، جبکہ یہ نسبت صوری ہے، ویسے دونوں نسبتیں بڑی بلند ہیں، اس لیے کہ نسبت قرابت نسبت صوری ہے اور نسبت صحبت نسبت معنوی ہے۔

عوارف کے باب اول فی التمسک بالعقیدہ الصحیحہ میں ہے شك نیست کہ محبت ھر محبوبے اقتضای محبت کند باھر کہ نسبتے بسبب قرب و قرابت با او دارد و صحابه و اهلبیت رسول اللہ را و رضی اللہ تعالی عنھم

بعضی ہم نسبت صورت و معنی داشتند و بعضی مجرد معنی و نسبت معنوی از نسبت صوری کامل تر ست پس خوب ملحوظ و محفوظ رہے کہ صحابہ کرام میں کسی کو شرف جزئیت سے محرومی نہیں بلکہ وہ سب حضور سرور عالم ﷺ کے اہل وعیال واجزا واطفال ہیں اور حضور سے اعلیٰ درجہ کا قرب وقرابت رکھنے والے۔ اسی جگہ سے فقیر عرض کرتا ہے۔

مثنوی:۔

بحر داخر شرع پاک مصطفی
وان صدف عرش خلافت ای فتی

قطرہا آن چار بزم آرای او
زانکہ او کل بود و شان اجزائی او

برگھائی آن گل زیبا بدند
رنگ و بوئی احمدی می داشتند

قصد کاری کرد آن شاہ جواد
ہر یکی انی لہ گویان ستاد

جنبش ابرو نہ تکلیف کلام
خود بود این کار اجزا والسلام

آن عتیق اللہ امام المتقین
بود قلب خاشع سلطان دین

وان عمر حقگو زبان آنجناب
ینطق الحق علیہ و الصواب

بود عثمان شرمگیں چشم نبی
تیغ زن دستِ جواد او علی

نیست گردستِ نبی شہر خدا

چون ید اللہ نام آمد مرودا

دستِ احمد عین دست ذوالجلال

آمد اندر بیعت و اندر قتال

سنگریزہ می زند دستِ جناب

ما رمیت اذ رمیت آید خطاب

وصف اہل بیعت آمد اے رشید

فوق ایدیھم ید اللہ المجید

تبصرۂ ثالثہ : بعض فضیلتیں اس درجہ قبول و رضا میں واقع ہوتی ہیں کہ وہ ایک عنداللہ ہزار پر غالب آتی ہیں۔ جس کا ناصیہ دل آستانہ شرع پر جبیں سائی سے منور اس پر یہ امر شمس وامس سے اظہر، احادیث صحیح و نصوص معتبرہ سے ثابت کرت ق : ایک ساعت صف جہاد میں کھڑا ہونا ہزار دن کی عبادت اور ایک رات راہ خدا میں پاسبانی ہزار رات کے صیام و قیام اورم : ایک شبانہ روز سرحدِ کفار پر گھوڑے باندھنا مہینہ بھر کی روزہ داری و شب بیداری : اور عالم کی خدمت میں گھڑی بھر کی حاضری ہزار دن کی ریاضت اورن فر : عالم کی ایک ساعت کہ اپنے بچھونے پر تکیہ لگائے علم دین کا مطالعہ کرے عابد کی ستر برس کی عبادت اور رمضان کا ایک روزہ ماہ حرام اور ماہ حرام کا اور دنوں کے تیس روزوں سے افضل ہے۔ اور عشرۂ اول ذی الحج میں ایک روزہ صیام یکسالہ اور اشہر حرم میں پنج شنبہ جمعہ شنبہ کا اکیس سو برس کی عبادت اور ماہ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا لااقل ستر گونہ۔ ق : مسجد القدس میں ایک رکعت پانچ ہزار اور مسجد اقدس مدینہ میں پچاس ہزار اور مسجد الحرام میں ایک لاکھ اور کعبہ میں بیس لاکھ رکعت کا ثواب رکھتی ہے۔ قی : مدینہ طیبہ میں رمضان کے روزے غیر مدینہ میں ہزار مہینوں کے صیام اور ایک جمعہ اور جگہ کے ہزار جمعہ کی مثل ہے۔

لـ: مسواک کے ساتھ نماز بے مسواک کی ستر نمازوں سے افضل۔ لرخ م دت ق مس: ہمارا کوہ احد برابر سونا صحابہ کے تین پاؤ غلہ برابر نہیں۔ خ م: ایک شخص اسی وقت مسلمان ہوا اور جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوا حضور نے ارشاد فرمایا عمل ھذا قلیلا فاجرہ کثیر اس کا عمل قلیل اور اجر کثیر صح: امیر المومنین عمر ﷺ فرماتے ہیں ر: واللہ ابوبکر کا ایک دن رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے۔

لع: عن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ اتانی جبریل انفا فقلت یا جبریل حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب فقال لو حدثتک بفضائل عمر منذ ما لبث نوح فی قومہ ما نفدت فضائل عمر و ان عمر حسنۃ من حسنات ابی بکر یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابھی میرے پاس جبریل آیا۔ میں نے کہا اے جبریل میرے سامنے ہے عمر بن الخطاب کی فضیلتیں بیان کرو۔ جبریل نے عرض کیا اگر میں عمر کے فضائل اس قدر مدت تک حضور سے کہوں جب تک نوح اپنی قوم میں رہے فضائل عمر ختم نہ ہوں اور بے شک عمر ایک نیکی ہے ابوبکر کی نیکیوں سے قلت والحدیث فیہ شئی و لکنہ فی الفضائل مغتفر۔

تبصرہ رابعہ: جب توفیق الٰہی ہدایت اور عنایت ازلی تربیت فرماتی ہے بندہ دامن شریعت کو مضبوط تھام کر مناہج سلوک میں گرم جولان ہوتا ہے اور ازانجا کہ یہاں کا راہم غیر حق سے انقطاع و تبتل ہے، لہٰذا پہلی منزل تصحیح خیال و تصفیہ تصور کی پڑتی ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ لطیف تدبیروں اور پیاری تصویروں سے جی بہلا کر پریشان نظری کی عادت چھٹاتے اور کشاکش این و آں سے نجات دے کر نقش احدیت لوح دل میں جماتے ہیں رزقنا اللہ بجاہ مشائخنا الکرام قدست اسرارھم آمین۔ اس سفر کو سیر الی اللہ اور اس کے منتہی کو مقام فنا فی اللہ کہتے ہیں اس مرحلہ کے طے میں سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں لا نفرق بین احد من رسلہ کی طرح لا نفرق بین احد من اولیائہ کہا جاتا ہے۔ جب ماسوا اللہ آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر قدم آگے بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اس کے لیے انتہا نہیں اور یہیں تفاوت و قرب جلوہ گر ہوتے ہیں۔ جس کی

سیر فی اللہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک پھر بعض بڑھتے چلے جاتے ہیں اور بعض کو دعوت خلق کے لیے تنزل ناسوتی عطا فرماتے ہیں۔ اس کا نام سیر من اللہ ہے۔ ان سے طریقہ خرقہ و بیعت کا رواج پاتا ہے اور سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے۔ یہ معنی اسے مستلزم نہیں کہ ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے اور نزدیکی و بالا روی میں تفوق ہاتھ آئے اگرچہ یہ ایک فضل جداگانہ تھا جو انہیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا۔ آخر نہ دیکھا کہ حضرت مولا ﷺ کے خلفاء کرام میں حضرت سبط اصغر و جناب خواجہ حسن بصری کو تنزل ناسوتی و مرتبہ ارشاد و تکمیل ملا اور حضرت سبط اکبر سے کوئی سلسلہ جاری و مشتہر نہ ہوا حالانکہ قرب وولایت امام مجتبیٰ ولایت وقرب خواجہ سے بالیقین اتم واعلیٰ اور ظاہر[1] احادیث سے سبط اصغر شہزادہ گلگون قبا پر بھی ان کا فضل ثابت[2] رضی اللہ عنہم اجمعین ہذا حاصل ما افادہ سیدی و مولای سلالۃ الاکابر العارف الفاضل کابرا عن کابر سیدنا ابو الحسین احمد النوری مد ظلہ العالی۔

تبصرہ خامسہ : طبیعت کو معاملہ فہمی سے مناسبت، فصل قضا میں افکار کی متانت، حسن روی ثقوب رائے و شجاعت و سخاوت زور و طاقت و امثال ذالک۔ ملکات نفسانیہ و کمالات خلقیہ میں حریت مدار افضلیت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرما چکے اے لوگوں تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ ایک آدمی سب آدم وحوا کی اولاد اور آدم کی اصل مٹی، خدا روزِ قیامت حسب و نسب نہ پوچھے گا۔ اگر ایسے ہی امور پر مدار کار ہوتا تو جزئیت سید المرسلین ﷺ اس کے ساتھ احق والیق تھے۔ کما لایخفی۔

حاشیہ(۱) قولہ ظاہر احادیث سے الخ۔ طب: عن البتول الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اما حسن فلہ ہیبتی و سوددی و اما حسین فان لہ جرائتی و جودی حسن کے لیے میری ہیبت اور میری سرداری ہے اور حسین کے لیے میری جرأت اور میرا جود۔ و عن المقداد بن معدیکرب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ہذا منی یعنی الحسن و حسین من علی یہ یعنی حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے احمد: عنہ باسناد جید الحسن منی و الحسین من علی حسن میرا اور حسین علی کا لخ: عن جابر باسناد حسن من سرہ ان ینظر الی سید شباب اہل الجنۃ فلینظر الی الحسن جسے خوش آئے کہ جوانان اہل جنت کے سردار کو دیکھے اسے چاہیے حسن پر نگاہ کرے قالہم واللہ۔

حاشیہ(۲) فقیر بدلیل احادیث ایسا ہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ تیسیر شرح جامع صغیر علامہ مناوی نے اس معنی پر تصریح کی حیث قال فی شرح قولہ صلی اللہ علیہ وسلم شباب اہل الجنۃ خمسۃ حسن و حسین و ابن عمر و سعد بن معاذ و ابی بن کعب علی ہذا الترتیب انتہی فالحمد للہ علی حسن الفہم واللہ اعلم۔

عزیزا انصاف کر کہ ان خصائص میں تو کفار بھی اہل اسلام کے شریک ہیں حکومت کسرے و حسن پدم و ذہن فلاطون و شجاعت رستم و طاقت اسفندیار و سخاوت حاتم یادگار زمانہ ہیں پھر ایسے فضائل پر سادات مؤمنین صحابہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کے تفاضل باہمی کو بنا کر ان کی شان رفیع میں گستاخی ہے عیاذ اباللہ۔

تبصرہ سادسہ: اس میں شک نہیں کہ نکوئی زن وخوبی اولاد سعادات مطلوبہ سے ہے اور اہل فضل سے مصاہرت ترقی بخش وجاہت، علی الخصوص انبیاء لاسیما سید الوری علیہ وعلیہم التحیۃ الثناء سے یہ علاقہ، کہ اس عظیم شرف سے ممتاز اگر ہنگام فخر و ناز آسمان پر قدم نہ رکھیں تو بجا مگر تاہم یہ باتیں امور خارجیہ ہیں نہ محاسن ذاتیہ۔ لہذا اہل وعیال کی برائی سے نہ ذات مرد میں کوئی نقص پیدا ہوا ورنہ ان کی خوبی و بہتری سے نفس شخص میں کچھ فضیلت زیادہ ہو۔ غیر کا فضل اپنا کمال ٹھہرتا تو باپ دادا سے اکتساب فضیلت زیادہ سزاوار تھا حالانکہ پہلے ثابت ہو چکا کہ شرف نسب یہاں مطمح نظر نہیں۔ اسی لیے آج تک کسی نے عثمان ذوالنورین کو حضرات شیخین سے افضل نہ بتایا باوجودیکہ ان کی بیبیاں خاندان نبوت سے نہ تھیں اور ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کے دو جگر پارہ والا تمکین۔ نہ کسی نے ابو قحافہ والد صدیق کو صدیق عتیق سے بہتر ٹھہرایا۔ حالانکہ صدیق کی تمام اولاد مل کر ابو قحافہ کے ایک بیٹے صدیق کو نہیں پہنچتی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ پس نساء واطفال میں باہم موازنہ کر کے تفضیل پر دلیل چاہنا ابر تصویر سے بہار یا شیر قالین سے شکار مانگنا ہے۔ ہاں جہاں فضل فی نفسہ دلائل اُخر سے ثابت ہو اس کی مؤیدات وملایمات میں ایسے امور کی تذکیر یا جس جگہ ایسی قسم کے مفاخر میں کلام ہو وہاں باقتضاے مقام ان باتوں پر بنائے تقریر بجا وزیبا ہے۔ جیسا حضرت مولا کرم اللہ تعالی وجہہ سے جواب جناب معاویہ رضی اللہ عنہ میں واقع ہوا ورنہ ان زوائد کو افضلیت متنازع فیہا کی دلیل ابتدائی مستقل ٹھہرانا مجمع عقلاء میں زعفران زار کشمیر یاد دلانا ہے۔ نوح علیہ السلام کی زوجہ اور ان کا بیٹا کنعان کفار بددین تھے۔ اس سے فضل نوح میں عیاذ اباللہ کیا بٹا لگا اور یعقوب علیہ السلام کی بیبیاں بیٹے سب صلحائے مؤمنین تھے اس سے ان کا مرتبہ نوح علیہ السلام پر

کب بڑھ گیا۔ وااسفاہ یہ بدیہی مقدمات بھی ایسے تھے جن کے لیے یہ اہتمام کرنا پڑتا، جدا تبصرہ ان کی غرض سے وضع کیا جاتا، مگر کیا کیجیے رشتہ سخن دست مخاطب میں ہے جب اہل عصر ایسی کھلی کھلی باتوں میں الجھیں تو ہمیں ازاحت شکوک سے کیا چارا واللہ المستعان والیہ الشکوی۔

تبصرہ سابعہ۔ سنیت اس صراط مستقیم کا نام ہے جس میں لم یجعل لہ عوجا طرفین افراط و تفریط کی طرف میلان بحمد للہ حرام ہے۔ لہٰذا ہم جس طرح ان تبصرات میں اپنے مخالف اول یعنی فرقہ تفضیلیہ کے خیالات باطلہ واوہام عاطلہ کی بیخ کنی کرتے آئے ہیں واجب کہ کچھ دیر اوپر سے باگ پھیر کر دو چار باتیں ان حضرات سے بھی کر لی جائیں جنہوں نے بعض متاخرین ہند کے بعض کلمات زور آزمائی دیکھ کر بداہت عقل وشہادت نقل کو بالائے طاق رکھا۔ اور حضرات شیخین یا جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل من جمیع الوجوہ کا دعوی کر دیا کہ جس طرح وہ فرقہ متفرقہ ہمارے طریق مراد میں سنگ راہ ہے ان لوگوں کی غلش بھی چشم انصاف میں خار دامان نگاہ ہے۔ جب طرفین کے شبہات کا علاج ہو جائے گا تو ہم انشاءاللہ تعالیٰ اپنے نزدیک جو معنی تفضیل ہیں انکے چہرہ تحقیق سے نقاب اٹھائیں گے کہ مقصود اعظم ان مباحث سے وہی ہے وباللہ التوفیق۔

اب ذرا تبصرہ اولی کی تقریر پر دوبارہ نظر ڈالیے کہ جس طرح اس سے یہ امر منصۂ وضوح پر جلوہ گر ہو چکا کہ مجرد کسی فضیلت سے اختصاص مناط افضلیت واکرمیت نہیں ورنہ تناقض بیّن لازم آئے کہ صحابہ میں اکثر حضرات فضائل خاصہ سے ممتاز تھے جو ان کی غیر میں نہ پائے جاتے اور بہ ہمیں وجہ بعض احاد صحابہ خلفاء اربعہ سے افضل قرار پائیں اور وہ خلاف اجماع ہے۔ اسی طرح یہ مقدمہ بھی انجلائے تام پا چکا کہ ان حضرات میں ایک کو دوسرے سے بجمیع وجوہ افضل اور تمام افراد محامد میں اعلی واکمل نہیں کہہ سکتے ورنہ خصائص خصائص نہ رہیں کما لا یخفی۔ فقیر حیران ہے یہ حضرات مفضولیت مطلقہ واختصاص خصائص میں منافات نہ مانیں گے یا مولا علی کے مناقب خاصہ ہی سے انکار کر جائیں گے خدارا ذرا آنکھ کھول کر کتب حدیث دیکھیں۔ جس قدر خصائص وافرہ حضرت مولا کے مالک ومولا نے انہیں عطا فرمائے دوسرے کو تو ملے بھی نہیں پھر صریح آفتاب کا انکار کیونکر بن

پڑے گا۔ بحمد اللہ ہمارے آقائے نامدار پر ورفعنا لک ذکرک کا ایسا پرتو جلیہ ہے کہ ان کے فضائل ہماری نشر و تذکیر کے محتاج نہیں، نہ ہماری قدرت اس کی وسعت رکھے مگر حبیب کا ذکر حبیب اور رحمت الٰہی کا نزول قریب۔ لہذا اشوق دلی جوش زن ہے کہ شیخین کی تفضیل من جمیع الوجوہ ماننے والے ذرا سنبھل کر ہمیں بتائیں کہ وہ کون تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طب: لوگ مختلف پیڑوں سے ہیں اور میں اور وہ ایک درخت سے ہاں وہ علی مرتضی ہے مصطفےٰ کی شاخ اور آل مصطفیٰ کی جڑ ﷺ۔ ہاں وہ کون تھا ت: عن ام عطیہ جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا جب وہ پیارا محبوب روانہ ہے محبت مصطفوی نے جوش پایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ بلند فرما کر دعا کی اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا الٰہی مجھے دنیا سے نہ اٹھانا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں۔ ہاں وہ علی ہے محبوب خدا و مطلوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہاں وہ کون ہے؟ جس کی نسبت مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہے طب خط: عن عباس رضی اللہ عنہ، اللہ نے ہر نبی کی ذریت اسکے صلب میں رکھی اور میری ذریت اس کی پشت میں۔ ہاں وہ علی ہے ابو الائمۃ الطاہرین کرم اللہ تعالی وجہہ۔ ہاں وہ کون ہے جسے بشارت دیتے ہیں قط: تو روز قیامت قسیم نار و جنان ہے ہاں وہ علی ہے سید الابرار و قاتل الکفار رضی اللہ عنہ۔ ہاں وہ کون ہے؟ جسے اس: معراج کے جانے والے عرش پر قدم رکھنے والے نے حکم دیا میرے کندھوں پر چڑھ کر سقف کعبہ سے بت گرا دو اور جب وہ بلند اختر چڑھا اپنے کو ایسے مقام رفیع پر پایا کہ فرماتا ہے کہ انہ لیخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء مجھے خیال آتا تھا اگر چاہوں آسمان کا کنارہ چھو لوں۔ ہاں وہ علی ہے بالا منزلت والا مرتبت کرم اللہ تعالی وجہہ۔ ہاں وہ کون ہے؟ جسے رخ م: (۱) ا ر طب: رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں ساتھ نہ لے گئے۔ عرض کیا حضور مجھے عورتوں بچوں میں

---

(۱) عن سعد بن ابی وقاص ار عن ابی سعید الخدری طب عن اسماء بنت عمیس وام سلمہ و حبشی بن جنادۃ وابن عمر وابن عباس و جابر بن سمرۃ و علی و البراء بن عازب و زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ۱۲ منہ۔

چھوڑے جاتے ہیں۔ ارشاد ہوا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے (۱) بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں۔ ہاں وہ علی ہے برادر احمد خلیفۂ امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں وہ کون ہے جو تمام مسلمانوں کا مولا بنا اور بتاکید ارشاد ہوا ل (۲) ت س ق ضم : جس کا میں (۳) مولا اس کا یہ مولا۔ الٰہی دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے، اور دشمن رکھ اسے جو اس سے دشمنی کرے ہاں وہ علی ہے امیر المومنین مولیٰ المسلمین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ ہاں وہ کون ہے؟ خ م (۴) روزِ خیبر مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کل یہ نشان اسے دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی۔ خدا اور رسول اسے پیارے اور وہ خدا اور رسول کا پیارا۔ رات بھر لوگوں میں چرچا رہا دیکھیے کسے عطا ہو۔ صبح حضور نے اس فتح نصیب کو بلا کر نشان عطا کیا ہاں وہ علی ہے۔ حرز اسلام و شیر ضرغام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاں وہ کون ہے کہ مصطفیٰ ﷺ نے اپنی مسجدِ اقدس میں بحالتِ جنابت گزرنا اپنے لیے جائز کہا یا اس کے لیے، ہاں وہ علی ہے طاہر، اطہر، طیب، اعطر کرم اللہ وجہہ۔ ہاں وہ کون ہے؟ ک ر ت : جب مصطفیٰ ﷺ نے اپنے اصحاب کرام میں مواخات کی وہ مصطفیٰ کا پیارا روتا آیا کہ مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا انت اخی فی الدنیا والاخرۃ تو تو میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں۔ ہاں وہ علی

---

(۱) یعنی جس طرح موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تیس راتوں کے وعدے پر حق سبحانہ وتعالیٰ سے کلام کرنے گئے تو ان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرما گئے تھے اخلفنی فی قومی میری قوم میں میرے بعد نیابت کرنا یوں ہی ہم بھی جہاد کو تشریف لے جاتے ہیں اور تمہیں پس ماندوں پر اپنا خلیفہ و نائب چھوڑے جاتے ہیں تو تمہاری ہماری نسبت اس وقت بالکل ایسے ہوئے جیسے اس وقت موسیٰ و ہارون کی فرق اس قدر ہے کہ ہارون صرف نائب ہی نہ تھے بلکہ امام مستقل بھی تھے کہ خود ہی نبوت رکھتے تھے تم فقط نائب ہوا امامت بالاستقلال نہیں رکھتے کہ ہمارے بعد کوئی نبی ہے ہی نہیں جو بذاتِ خود والی ہو یہ ہیں معنی حدیث اور اس کے سوا جو معنی اوہامِ خود سے تراشیں وہ ان پر مردود ہیں واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

(۲) عن علی و البراء بن عازب و عن بریدۃ بن الحصیب و عن زید بن ارقم و عن البراء قال السیوطی حدیث متواتر یعنی صدرہ فقد رواہ ثلاثون صحابیا کما روی عن احمد وغیرہ جزء منہم من اختصر علی الصدر و منہم من اتم واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

(۳) حدیث صحیح ہے اور اس میں بعض علمائے شان نے جو کلام کیا مقبول نہیں مگر تفضیلیہ یا رافضہ کا مطلب اس سے کچھ نہیں نکلا ہم ان شاء اللہ تعالیٰ خاتمہ کتاب میں اس کی بحث تحریر کریں گے ۱۲ منہ۔

(۴) عن کل من سعد و طلب عن ابن عمر و ابن ابی لیلی و عمران بن حصین و عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲ منہ۔

ہے آفتاب مکارم ماہتاب بنی ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہاں وہ کون ہے طس عس عق لیع: جسے
فصل قضا و رفع خصومات میں تمام صحابہ پر ترجیح بین ہے۔ یہاں تک کہ عم سع: فاروق۔ جیسا خلیفہ
بلند رتبہ پناہ مانگے اس قضیہ دشوار سے جس میں وہ حاضر نہ ہوا اور عم: بارہا کہے اگر وہ نہ ہوتا عمر
ہلاک ہو جاتا۔ عن سعید ھو حدیث واحد عند عم ۱۲ ہاں وہ علی ہے صاحب رائے ثاقب و
فکر صائب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ ہاں آج سق قی: فی دلائل النبوۃ عن جابر بن عبداللہ منہ، عن ابی
رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ کس شیر شرزہ نے غضبناک ہو کر سپر ہاتھ سے گری ہے تو
خیبر جیسے قلعہ کا دروازہ اکھیڑ کر سپر بنایا ہے جس کے زور بازو کا ملا ءِ اعلیٰ میں شور پڑ گیا ہے۔ ہاں وہ علی
ہے اسد حیدر ضیغم غضنفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہاں آج میدانِ احد میں کس صف شکن شمشیر زن شیر افگن
نے تیغ شرر بار کی وہ بجلیاں چمکائی ہیں کہ شم: یعنی ابن ہشام بلفظہ حدثنی اھل العلم ان ابن
ابی نجیح قال نادی مناد یوم احد لا سیف اخ لشکر ظفر پیکر مصطفیٰ ﷺ میں منادی پکار رہا
ہے لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی الکرار ہاں وہ علی ہے شیر خدا بازوئے
مصطفیٰ ﷺ۔ ہاں وہ کون ہے جسے روزِ قیامت ساقی کوثر بنائیں گے اور اس کے ہاتھ سے تشنگانِ
اُمت کو سیراب فرمائیں گے۔ ہاں وہ علی ہے ابر سخاوت بحر کرامت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہاں وہ کون
ہے کہ مک: معرکہ محشر میں صراط کا بندوبست اس کے ہاتھ ہوگا جب تک وہ پروانہ اجازت نہ لکھ
دے گا گزر نہ ملے گا۔ ہاں وہ علی ہے ہادی کریم و صراط مستقیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اے رضائے دل
افگار ہماری تو جان زار اس ماہرو ے گلعذار گرو ئے ماہ رخسار کی ہر ادائے شیریں پر نثار جو فاطمہ جیسی
دولہن کا دولہا بنا۔ س: انت منی و انا منک کا سہرا بندھا۔ س: صدیق و فاروق نے درخواست
کی صغر سن کے عذر سے قبول نہ ہوئی۔ س: جب علی نے عرض کیا مرحبا و اھلا جواب ملا
ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ ابن عباس رضی

اللہ عنہما فرماتے ہیں طب: كانت لعلى ثمانية عشر منقبة ما كانت لاحد من هذه الامة علی کے لیے اٹھارہ منقبتیں ایسی تھیں کہ اس امت میں دوسرے کے لیے نہیں (۱)

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لع: كانت لقد اعطى على ثلث خصال لأن تكون لى خصلة منها احب الى من حمر النعم علی تین خصلتیں ایسی دیے گئے کہ اگر میرے لیے ان میں سے ایک ہوتی تو سرخ اونٹوں سے زیادہ مجھے پیاری ہوتی اور یہ ایک مثل ہے عرب میں نہایت محبوب چیز کے لیے فسئل و ما هى دریافت کیا گیا وہ خصلتیں کیا ہیں؟ قال تزويجه ابنته فرمایا نبی ﷺ کا اپنی بیٹی انہیں دینا و سكناه فى المسجد لا يحل لى فيه ما يحل له اور ان کا مسجد میں رہنا کہ میری لیے اس میں حلال نہیں جو انہیں حلال ہے والراية يوم خيبر اور روز خیبر کا نشان اے عزیز صوفیہ کے دل سے پوچھ جو احسانات ان پر اس جناب آسمان قباب کے ہیں خدا تک وصول بے انکا دامن پکڑے محال اور راہ سلوک میں قدم رکھنا بے انکی عنایت واعانت کے خام خیال تکمیل وارشاد باطنی کا سہرا اسی نوشاہ بزم عرفان کے سر ٹھہرا۔ غوث قطب ابدال اوتاد اسی سرکار کے محتاج اور طالبان وصل الٰہی کو اسی بارگاہ کی جبیں سائی معراج۔

سلامی جس کے در کا ہر ولی ہے   علی ہے ہاں علی ہے ہاں علی ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کی نیابت عامہ وخلافت تامہ حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ و علیہم اجمعین کو حاصل، عالم علوی وسفلی میں ان کا حکم جاری فرمان روائے کن کو ان کی زبان کی پاسداری، تدابیر وتصرف کی باگیں ان کے ہاتھ میں دی گئیں اور کاروبارِ عالم کی کنجیاں ان کے قبضہ اقتدار میں رکھی گئیں۔ منشور خلافت مطلقہ وتفویض تام کا ان کے نام نامی پر پڑھا گیا اور سکہ وخطبہ ان کا ملاءِ ادنیٰ سے عالم بالا تک جاری ہوا۔ دنیا ودین میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہ عرش اشتباہ سے

---

(۱) اصول میں مبرہن ہو چکا کہ عدد کے لیے مفہوم نہیں اور ایک عدد کا ذکر زیادت کا منافی یا زائد کا نافی نہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں م فضلت على الانبياء بست میں انبیاء پر چھ بات میں تفضیل دیا گیا حالانکہ حضور کی وجوہ تفضیل حد احصاء سے خارج ہیں ہم نے یہاں بہ تبعیت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اٹھارہ خصائص پر اقتصار کیا اور جو چھوڑ دیا اس سے بدرجہا زائد ہے جو قید تحریر میں آیا واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

ملتا ہے۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں (ا): اعطیت مفاتیح الارض مجھے زمین کی کنجیاں دی گئیں اور فرماتے ہیں طب: اوتیت مفاتیح کل شیء مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں۔ علماء فرماتے ہیں نبی ﷺ خزانہ راز ہیں اور انہیں کے توسط سے عالم کے سب کام نفاذ پاتے ہیں۔ ان کے غیر سے نہ کوئی حکم نافذ ہو نہ ان کے سوا دوسرے سرکار سے کوئی نعمت خلق پر فائض ہو جو چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ عالم میں کوئی ان کے ارادہ و مشیت کا پھیرنے والا نہیں۔ امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری شریف مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں فھو صلی اللہ علیہ وسلم و ان تاخرت طینته فقد عرفت قیمته هو خزانة السر و موضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الامنه ولا ینقل خیر الا عنه (الی ان قال)

اذا رام امرا لا یکون خلافه و لیس لذاک الامر فی الکون صارف

پھر حضور کی بارگاہ میں یہ کار خطیر و منصب جلیل حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو مرحمت ہوا

تمام اقطاب و عالم اس جناب کے زیر حکم مدبرات الامر سروروں پر سروری، افسروں پر افسری، جملہ احکام عزل و نصب و عطا و منع و کن و مکن انہیں کی سرکار والا اقتدار سے شرف امضا پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حاجت مندان عالم اپنے مطالب و مقاصد میں ان سے استمداد کرتے اور آستان فیض نشان پر سر ارادت دھرتے ہیں یہاں تک کہ عرف مسلمانان میں مولا مشکل کشا اس جناب کا نام ٹھہرا اور نادِ علیا مظہر العجائب کا غلغلہ سمک سے ساک تک پہنچا۔ پھر یہ نیابت مرتضوی حضرت محبوب ذی الجلال، قطب الارشاد و الابدال، تفسیر باطن قرآن، راحت روح ایمان، قبلہ جان و دل، بے لوث آب و گل، سر السر، نور النور، سید الکونین، غوث الثقلین، قطب ربانی، محبوب سبحانی، سیدنا و مولانا محی الدین ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی قدسنا اللہ بسرہ الکریم و رحمنا به یوم لا ولی ولا حمیم امین وسادۂ خسروی و مسند حاجت روائی پر جلوہ افروز ہوئے۔ فاضل علی قاری نزہۃ الخاطر اور شطنوفی بہجۃ الاسرار اور امام یافعی اپنی بعض تالیفات میں اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں اس جناب ملائک رکاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں من

توسل بی فی شدة فرجت عنه و من استغاث بی فی حاجة قضیت له و من صلی بعد المغرب رکعتین ثم یصلی و یسلم علی النبی ﷺ ثم یخطوالی جهة العراق احدی عشر خطوة یذکر فیها اسمی قضی الله حاجته جوکسی سختی میں مجھ سے توسل کرتا ہے وہ سختی اس کی دور ہو جاتی ہے اور جو کسی حاجت میں مجھ سے فریاد کرتا ہے وہ حاجت اس کی بر آتی ہے اور جو بعد نماز مغرب دو رکعتیں پڑھے پھر نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجے پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے ہر قدم پر میرا نام لیتا جائے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا فرمائے (۱)

سچ ہے سچ ہے اے مصطفیٰ کے بیٹے ہم تیرے ارشاد پر یقین لائے الغیاث الغیاث یا سیدی الغیاث۔

غوث اعظم بمن بیسرو سامان مددی قبلہ دین مددے کعبہ ایمان مددی

عزیزا۔ سادات صوفیاء کہ ائمہ باطن و حضار مواطن ہیں۔ ان امور کو اپنے مشاہدے سے بیان فرماتے ہیں اور علماء شرع ان سے بہ تسلیم و تائید پیش آتے ہیں۔ آنکھوں والوں نے دیکھ کر جانا۔ ماننے والوں نے سن کر مانا۔ حرمان نشانہ وہ جسے نہ یہ ملا نہ وہ۔ اے مدعی کج فہم کہنہ تختہ مشق وہم کیوں بہ چشم خشم نگران ہے چھوڑ کہ تیرا دست تعنت میرے دامن پر گراں ہے۔ سمجھا نہ سمجھا عبث الجھا بے وجہ جھگڑا ناحق بگڑا۔ خدا کو مان روئے سخن اپنی طرف نہ جان۔ بے گانہ وار ادھر نہ گزر مجلس یاراں منغص نہ کر۔ اٹھ کہ اس باطنی دفتر میں لم و لا نسلم کا قصہ نہیں۔ ہمارے گرم تر ساغر میں فقیہہ سرد وزاہد خشک کا حصہ نہیں۔ غوث اعظم کا ارشاد ہمارا دین ہے اور مشاہدات صوفیہ پر کامل یقین۔ مور ناتواں تھے پر ہدہد سے لپٹ گئے۔ قسمت میں ہے تو سلیمان تک پہنچ ہی جائیں گے ورنہ پامالیوں سے تو نجات پائیں گے۔ تجھے اگر یہ روش ناپسند ہے جا انہی بوعلی و فلاطون کے کھودے

(۱) فرمود ہر گاہ از خدا چیزے خواہید بوسیلہ من خواہید تا خواہش شما باجابت رسد و فرمود ہر کہ استعانت کند بمن در کربے کشف کردہ شود آن کربت از وے و ہر کہ منادی کند بنام من در شدتے کشادہ شود آن شدت از وے و ہر کہ وسیلہ کند بمن بسوے خدا در حاجتے قضا کردہ شود آن حاجت مراو را فرمود کسی کہ دو رکعت نماز گزارد و بخواند در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ بار بعد از اں درود بفرستد بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از سلام یازدہ بار بخواند آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم را بعد از ان یازدہ گام بجانب عراق برود و نام مرا بگیرد و حاجت خود را از درگاہ خداوندی بخواہد حق تعالیٰ آن حاجت روا و اقضا گرداند بمنہ و کرمہ ۱۲ اخبار الاخیار۔

ہوئے کنوؤں میں گریا تیرہ وصدی کی تازہ بدعتوں کے بارہ باٹ راستوں میں پھر، ہمارا وقت پریشان کرنے سے کیا فائدہ۔

بہرِ خدا مطربِ شیریں نواز　　　ساز کن آہنگ مقامِ حجاز

ناواقفان راز کے منہ کہاں تک لگیے۔ تفریح قلب کو کوئی منقبت سراپا برکت چھیڑیے۔

غزل در منقبت علی:

مرتضیٰ سا شیر صفدر ہو تو میں جانوں۔

اس سے آگے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اشعار مکمل نہیں لکھے۔ قلمی نسخہ میں یہ جگہ خالی ہے۔ اصل قلمی نسخہ کی فوٹو اس کتاب کے آخر میں دے دی گئی ہے۔ وہاں ملاحظہ کرلیں۔

غرض کیا کیجیے کیا نہ کیجیے، نہ چھوڑے بنتی ہے کہ شوق تمنا افزائشوں پر ہے نہ طول دیے گزرتی ہے کہ فوت مقصود کا ڈر ہے۔

رباعی یک چند بمداحی او دل بستیم

عمرے قدم اشہب خامہ خستیم

دیدم رضا حوصلہ فرسا کارے ست

کاغذ بدریدیم و قلم بشکستیم

اجل التبصرات تبصرۂ ثامنہ: ۔ صدر اول کے بعد مسئلہ تفضیل میں عہد قدیم سے دو مذہب تھے۔ اہل سنت حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو افضل اور علو جاہ و رفعت پائے گاہ میں اعلیٰ و اکمل جانتے اور تفضیلیہ ان امور میں حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو سب پر تفوق مانتے۔ اب مرورِ زمانہ وکثرت اہوا و تشتت آرا سے ہر مذہب میں ایک شاخ پھوٹ کر دو کے چار ہو گئے۔ ادھر والوں میں بعض خصہ ناکوں پر ان کے تعصب کا یہ فرمان جاری ہوا کہ حضرات شیخین رضی اللہ

تعالٰی عنہما کی تفضیل میں جمیع الوجوہ کا دعوی کر دیا۔ جن کی خدمت گزاری ہم تبصرہ سابعہ میں کر آئے اور ادھر والوں میں جن کے قلوب نے غلبہ ہوا و غلظت و جفا سے تفضیل شیخین کو گوارا نہ کیا اور صریح انکار میں نام سنیت مسلوب ہوتے دیکھا ناچار تحصیل مطلوب و دفع مکروہ کی یہ راہ نکالی کہ زبان سے تفضیل شیخین کا اقرار اور ترتیب مذکورہ اہل سنت پر بکشادہ پیشانی اصرار رکھا۔ مگر افضلیت کے معنی وہ تراشے جس سے ان کا مرتبہ حضرت مولا پر بڑھنے نہ پائے اور اپنا مطلب فاسد ہاتھ سے نہ جائے۔ اس فرقہ کے سامنے جس قدر دلائل قرآن و حدیث و آثارِ اہل بیت و اقوال علماء سے پیش کیجیے محض بے سود پڑتے ہیں۔ وہ سب کے جواب میں ایک ذرا سی بات کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں تفضیل شیخین سے کب انکار ہے ہم خود انہیں بعد انبیاء افضل البشر جانتے ہیں مگر افضلیت کے معنی یہ ہیں نہ وہ جو تم سمجھے۔ لیجیے آدھے فقرہ میں سارا دفتر گاؤ خورد ہو گیا، کی کرائی محنت برباد گئی۔ لہٰذا واجب کہ اول معنی افضلیت کی تحقیق و تنقیح اور اس فرقہ جدیدہ کے اوہام کا قلع قمع ہو لے۔ اس کے بعد نظم حجج و اقامت براہین کا دروازہ کھلے، پھر ان شاء اللہ تعالٰی حجت الٰہی اتمام پائے گی اور مخالف کو کوئی راہ مفر نظر نہ آئے گی۔ فاقول و باللہ التوفیق: فضل لغت میں بمعنی زیادت ہے اور افضل وہ جو اپنے غیر سے زیادہ ہو مگر ہم جو نظر کرتے ہیں تو بعض فضائل ایسے ہیں جن کی رو سے ان کے متصف پر لفظ افضل بہ ارسال و اطلاق محمول ہوتا ہے۔ کسی جہت و حیثیت سے تقیید کی حاجت نہیں ہوتی اور بعض کی رو سے قید خاص لگا کر اطلاق کرتے ہیں۔ مطلق چھوڑنا روا نہیں رکھتے مثلاً ایک شخص فنون سپہ گری میں طاق، بانک بنوٹ میں مشاق، گھوڑا اچھا پھراتا ہے۔ تیغ و تیر خوب لگاتا ہے، دوسرا عالم تحریر، فاضل بے نظیر، جب ان دونوں کی نسبت سوال ہو گا۔ ان میں کون افضل؟ جواب دیا جائے گا عالم اور اس وقت کسی قید و خصوصیت کی احتیاج نہ ہو گی۔ اور عسکری کی فضیلت خاصہ بیان کرنا چاہیں گے تو یوں کہیں گے کہ یہ سپاہی اس عالم سے فنون سپہ گری میں افضل ہے بغیر اس قید کے اس کی افضلیت کا حکم درست نہ ہو گا۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ فضائل باہم درجات شرف میں متفاوت ہیں نہ متساویۃ الاقدام۔ پس جب دو فضیلتوں متفاوتہ کے متصفین سے سوال ہو گا افضل

مطلق صاحب فضل اشرف پر محمول ہوگا اور دوسرے کو افضل کہیں گے تو اس فضل خاص کی قید لگا کر نہ مطلقاً و ہذا ظاہر جدا۔ اب وہ شخص جسے تمام آدمیوں خواہ کسی قوم خاص میں سب سے افضل کہیے اور اسے اپنے ان اغیار میں جس کے ساتھ ملا کر پوچھیے افضل مطلق کا حمل اسی پر کیا جائے۔ بالضرور ایسے فضل میں فائق ہونا چاہیے جو ان سب اغیار کے فضائل سے اشرف واعلیٰ ہو۔ جیسے علم و تفقہ فی الدین بنسبت مہارت فنون حرب وغیرہ کے۔ ورنہ اگر ان میں کوئی شخص اس سے بہتر فضیلت رکھتا ہے تو جب اس کے ساتھ ملا کر دریافت کریں گے، افضل بالاطلاق اسی پر اطلاق ہوگا۔ پھر یہ شخص ان سب سے افضل کب رہا ہذا خلف ہم ایسے ہی فضل کا نام فضل کلی و فضیلت مطلقہ رکھتے ہیں۔ اور جن فضائل کی رو سے یہ اطلاق بعد تقیید جہت و حیثیت صحیح ہوتا ہے وہ فضائل جزئیہ و خاصہ ہیں۔ اور زبان عرب میں فضل اول سے بعریف لفظ فضل اخبار ہوتا ہے اور ثانی سے اس کی تنکیر کے ساتھ فیقال للعالم الفضل علی العسکری ولهذا العسکری فضل ما علی العالم پس ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ جب کلام ایسے شخصوں میں واقع ہو جن میں ہر ایک خصوصیات خاصہ رکھتا ہے کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتیں اور ان میں ایک کو سب سے افضل کہا جائے اور وہ حکم جہات خاصہ کی تقیید سے عاری ہو تو اس کلام سے یہی معنی سمجھے جائیں گے کہ یہ شخص اپنے اصحاب پر فضل کلی رکھتا اور اس جماعت میں ایسی فضیلت سے مختص ہے کہ اوروں کا کوئی فضل اس کے موازی و ہمسر نہیں۔ اور تبصرات سابقہ سے واضح ہو چکا کہ صحابہ میں اکثر حضرات خلعت ہائے خاص سے مشرف تھے کہ ہر ایک کو اپنی اس فضیلت خاصہ میں افضل کہہ سکتے ہیں۔ تو بالضرور فضائل جزئیہ کہ حمل افضل بالتقیید کے مجوز ہیں، مورد نزاع و صالح اختلاف نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مابہ النزاع وہی فضل کلی مصحح اطلاق افضل بالاطلاق ہے پس مطمح نظر فریقین اس مسئلہ میں یہ ٹھہرا کہ صحابہ سید المرسلین ﷺ و علیہم اجمعین میں کون ایسے فضل و بزرگی والا ہے جو تمام فضائل و کمالات سے بلند و بالا ہے۔ جس کی رو سے ہم اسے علی العموم سب صحابہ سے بے تقیید جہت و تخصیص حیثیت افضل کہیں اور فضل کلی کا صاحب بتائیں اب ہم دونوں فریق کو عنان توجہ اس طرف منعطف کرنا لازم کہ آخر مناط اس فضل کا کیا ہے اور کس بات کے سبب یہ اطلاق صحیح ہوتا ہے۔ مگر اطراف و جوانب کے ملاحظہ سے روشن ہوا

کہ یہ حکم باختلاف مقاصد مختلف ہو جاتا ہے۔ کفار کا غایت مرام ونہایت مراد مال وغنا وزینت حیات دنیا ہے تو وہ اسی کے لیے فضل کلی ثابت کرتے ہیں جو ثروت وجاہ دنیوی میں اپنے اغیار پر فائق ہو اور اسی پر بلا تقیید لفظ خیر وافضل کا اطلاق کرتے ہیں کما اخبر الحق سبحانہ فی القرآن العظیم و نادی فرعون فی قومه قال یقوم الیس لی ملک مصر و هذه الانهار تجری من تحتی افلا تبصرون ام انا خیر من هذا الذی هو مهین و لا یکاد یبین اور پکارا فرعون اپنی قوم میں۔ بولا اے قوم میری ! کیا نہیں ہے میرے لیے بادشاہت مصر کی اور یہ نہریں بہتیں میرے نیچے سو کیا تمہیں سوجھتا نہیں یا میں بہتر ہوں اس سے یعنی موسی سے وہ ذلیل ہے اور قادر نہیں بات صاف کہنے پر۔ کفار مکہ سے نقل فرماتا ہے و قالوا لولا نزل هذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم اور بولے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی عظمت والے مرد پر دونوں بستیوں مکہ مدینہ میں سے۔ اہل تکبر نجابت اصل وشرافت نسب ونسل پر نازاں ہوتے ہیں اور اسی کو اگرچہ خلاف واقع ہو اپنے زعم کے مطابق مدار خیریت ومناط مفاخرت سمجھتے ہیں کما حکے الکتاب المبین عن اللئیم الرجیم اللعین قال انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔ عشاق صورت کے دل سے تناسب اعضاء وحسن دلربا وصفائے چہرہ ونزاکت بشرہ وصباحت خد ورشاقت قد کی لو لگی ہے وہ اپنے محاورات میں اسی کو افضل کہتے ہیں جو سب سے زیادہ حسین اور صاحب ادائے شیریں وحسن نمکین ہو ایسے ہی ہر فرقہ وطائفہ اپنے مقصود پر نظر رکھتا ہے۔ ہم معشر اسلام کا مقصد اعلیٰ ومرام اسنیٰ حضرت الٰہی تبارک وتعالیٰ سے تقرب وحصول عرفان وبلوغ رضوان وعز وجاہ وکرامت عندالله کما قال ربنا عز من قائل ان الی ربک المنتهی تو فضل کلی ہم گروہ مسلمانان کے نزدیک اسی کا حصہ جو ان امور میں اپنے غیر پر پیشی وبیشی رکھتا ہو۔ زید میں اگر ہزار کمالات ہوں اور وہ فضیلتیں اسے خدا کے قریب نہ کریں فضائل نہیں رذائل ہیں۔ آخر نہ دیکھا علم جیسی فضیلت جس کے غایت شرف پر قرآن عزیز شاہد قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ ابلیس جیسے ذی علم کو جو مدتوں معلم ملکوت رہا اور اس کی مسند تدریس ملاء اعلیٰ میں بچھائی گئی اسی وجہ سے کہ عنداللہ

باعثِ قرب و وجاہت نہ تھی کچھ کام نہ آئی اور کوئی اسے فضائل سے شمار نہیں کرتا۔ اسی طرح یہ مرتبہ مجرد ایک منقبت خاصہ سے اتصاف یا کثرت شمار اوصاف سے ہاتھ نہیں آتا۔ زید کو اگر ہزار برس کی عمر دی جائے اور تا دم مرگ عبادت میں بسر کرلے اور عمرو سے عمر بھر میں ایک کام ایسا ہو جائے جو قرب و رضائے ربانی و عزت و جاہ ایمانی میں ایسے ذروۂ اعلیٰ تک پہنچاوے کہ زید اس تک نہ پہنچا ہو۔ فضل کلی خاص بہرۂ عمرو رہے گا کما شھد بالعقل الشرعی قال اللہ تبارک تعالیٰ لیلۃ القدر خیر من الف شھر شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے۔ پس خوب ثابت ہوگیا کہ ہمارا کسی شخص کو دوسرے سے افضل کہنا بعینہٖ یہ کہنا ہے کہ وہ عزت و وجاہت دینی میں اپنا ہمسر نہیں رکھتا اور ان خوبیوں میں جو خدا سے زیادہ قریب کریں اور اس کی رضامندی کی بیشتر باعث ہوں، سب پر تفوق والا ہے۔ اب اگر کسی کے بعض فضائل پر نظر کرکے بلا تقیید حکم افضلیت لگادیں اور ہمارے گمان میں یہ ہو کہ فلاں شخص اس سے امور مذکورہ قرب و رضا و کرامت و جاہ میں زیادہ ہے تو ہم خود اپنے قول کے مبطل یا معنی فضل سے غافل قرار پائیں گے پس بعنایت تنقیح منقح ہولیا کہ افضل عند اللہ و اقرب الی اللہ و ارضی للہ و اکرم علی اللہ یہ سب الفاظ مترادفہ ہیں ایک معنی کو مؤدی اور محل نزاع میں افضل سے یہی مقصود کہ خدا سے زیادہ قریب اور اس کی بارگاہ میں وجاہت افزوں رکھتا ہے۔

دلائل عدمِ اعتبار کثرتِ ثواب بمعنی مزعوم عوام

مجرد کثرتِ ثواب بایں معنی کہ جنت کے مطاعم و ملابس و ازواج و خدم و حور و قصور میں زیادتی ہو ہرگز فضل کلی کا مصداق نہیں ہوسکتا۔ دلیل اوّل: ہم اہل انصاف کی عقل ایمانی سے پوچھتے ہیں کہ ان امور میں مزیت زیادت قرب و وجاہت کے حضور کچھ بھی حقیقت رکھتی ہے۔ ان چیزوں پر تو ناقصوں کی نظر منحصر رہتی ہے۔ مردان راہ خدا عبادت بلحاظ جنت کو شرک خفی سمجھتے ہیں۔ توریت مقدس میں ہے اس سے زیادہ ظالم کون جو بہشت ملنے یا دوزخ سے بچنے کو میری عبادت کرے۔ اگر میں بہشت و دوزخ نہ بناتا تو کیا مستحق عبادت نہ ہوتا؟ صوفیہ کرام فرماتے ہیں عبدالرحمٰن و عبدالرحیم و عبدالرزاق بکثرت ہیں اور عبداللہ نہایت نادر، بندۂ خدا وہ جو خدا کو خدا کے لیے پوجے۔

اپنے مزد واجر کا لحاظ وقت میں تیرگی لاتا ہے کریمہ و ایای فاعبدون میں تقدیم ضمیر جس طرح شرک عبادت کی نافی ہے۔ یوں ہی شرک مقصد کے منافی ہے۔ گویا ارشاد ہوتا ہے مجھ ہی کو پوجو اور میری عبادت سے مجھ ہی کو چاہو۔ جس دل میں میرے غیر کا خیال ہو میری ساحت قرب میں لائق حضوری نہیں۔ من التفت الی غیرنا فلیس منا ع: زہے عشق! بر شوت دوست خواہی داشت جاناں را، اکابر صحابہ خصوصاً خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان اس سے بس ارفع و اعلیٰ ہے کہ ایسے مقاصد ناقصہ ان کے مطمح نظر رہے ہوں۔ ع: کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے، نہیں نہیں بلکہ بالیقین انکا غایت مرمی اقصائے مرام وہی حصول قرب و وجاہت و رضائے احدیت تھا تبارک و تعالیٰ، جیسا کہ کلام عتیق حال صدیق سے خبر دیتا ہے۔ یؤتی مالہ یتزکی و مالا حد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغآء و جہ ربہ الا علیٰ اپنا مال دیتا ہے ستھرا ہونے کو اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے مگر چاہنا اپنے برتر رب کی رضا مندی کا۔ پھر وہی ان میں باہم تفاضل کا مبنیٰ، نہ یہ امور دانیہ متعلقہ بشہوات نفسانیہ۔ دلیل دوم اسی لیے محدث جلیل فاضل محمد طاہر گجراتی کتاب مستطاب مجمع بحار الانوار میں تصریح فرماتے ہیں کہ زیادت اجر منافی افضلیت نہیں ممکن ہے مفضول کو اجر میں زیادتی ہو حیث قال مجرد زیادۃ الا جر لا تستلزم ثبوت الا فضیلتہ المطلقہ اور صواعق علامہ ابن حجر شہاب الدین احمد مکی میں ہے مجرد زیادۃ الاجر لا تستلزم الافضلیۃ المطلقہ پس اگر مناط افضلیت یہی کثرت اجر بمعنی مذکور ہوتی تو مفضول کو اس کا حصول کیونکر معقول ہوتا۔ دلیل سوم اور لیجیے اہل سنت کا اجماع ہے(۱) کہ صحابہ کرام افضل امت ہیں اگر مدار افضلیت یہ ہی زیادت اجر ہے تو اس حدیث کا کیا جواب ہوگا جسے ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا کہ سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں یأتی ایام للعامل فیھن اجر خمسین قیل منھم او منا یا رسول اللہ قال بل منکم وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں

حاشیہ(۱) و ما ذکر ابن عبدالبر فقد انی بما لم یسبق الیہ و لا معول علیہ ۱۲منہ

نیک عمل کرنے والا پچاس عاملوں کا اجر پائے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ان میں سے پچاس کا یا ہم میں سے فرمایا بلکہ تم میں سے (۱)۔

اسی حدیث کے جواب میں علماء نے تصریح فرمائی کہ کثرت اجر مدار افضلیت نہیں۔

دلیل چہارم اے عزیز حکمت ضالہ مومن ہے اور حق احق بالاتباع کیا حرج کی بات ہے یہ تو قطعاً مسلم کہ فضائل جزئیہ مورد نزاع نہیں ہو سکتے اور اس میں بھی کلام کی مجال نہیں کہ فضل کلی جو اطلاق افضل علی الاطلاق کا مصحح ہے۔ لا جرم وہ اوروں کے فضائل سے عالی و شامخ ہوگا ورنہ جسے افضل مطلقاً کہیے بعض سے مفضول ہو جائے گا کما ذکرنا۔ اب میزان عقل میں تول لیجیے کہ قرب الٰہی اور اس کی بارگاہ میں وجاہت اعلیٰ و اشرف ہے یا جنت میں لذیذ کھانے، خوشگوار شرابیں، نرم و نازک کپڑے، بلند جڑاؤ تخت، دلربا شوخان، طناز عروسان، سراپا ناز ع: ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا، وائے خوبی فہم دو درباریوں نے بادشاہ کو اپنے عمدہ کارگزاریوں سے راضی کیا۔ تاجدار نے ایک کو ہزار اشرفی انعام دے کر پایہ تخت کے نزدیک جگہ دی دوسرے کو انعام لاکھ اشرفی ملا اور مقام اس کی کرسی منصب سے نیچے اے انصاف والی نگاہ اہل دربار میں افضل کسے کہا جائے گا۔ بالجملہ کثرت ثواب بمعنی مذکور ہرگز فضل کلی کا مناط نہیں۔ **دلیل پنجم** آخر باہم ملائکہ میں بھی ایک کو دوسرے سے افضل کہا جاتا ہے۔ حدیث میں آیا طب: عن ابن عباس رضی اللہ عنہما الا اخبرکم بافضل الملائکۃ جبریل کیا میں تمہیں نہ بتاؤں سب ملائکہ میں افضل کون ہے؟ جبریل۔ کتب عقائد میں انس و ملک کا تفاضل ذکر کرتے ہیں۔ حدیث قدسی میں وارد ہوا طس فر: کلاھما عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربہ وتبارک و تعالیٰ ۱۲ منہ

(۱) قولہ بلکہ تم میں سے اقول اگر مدار افضلیت کثرت قرب و وجاہت ٹھہرے کما ھو الحق تو اس حدیث کو حدیث صحیحین لو ان احدا انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدکم ولا نصیفہ سے بھی عمدہ تطبیق حاصل ہوتی ہے کہ اعمال صحابہ جس قدر انہیں خدا سے قریب اور اس کی بارگاہ میں کریم و وجیہ کرتے ہیں دوسروں کے اعمال ہرگز اس درجہ تک نہیں پہنچ سکتے گو مقدار میں ان سے اس قدر زیادہ ہوں جتنا نیم صاع جو سے کوہ احد برابر سونا اگرچہ متاخرین کو بوجہ کثرت موانع و فساد زمانہ بعض وجوہ سے اجر زیادہ مل سکے ۱۲ منہ۔

عبدی المؤمن احب الی من بعض ملائکتی میرا بندہ مسلمان مجھے اپنے بعض فرشتوں سے زیادہ پیارا ہے۔ وہاں یہ معنی کب بن پڑے کثرت وقلت در کنار ملائکہ رأسا اہل ثواب ہی سے نہیں تو بالضرور وہاں وہی معنی کہنا پڑیں گے کہ جبریل افضل الملائکہ ہیں یعنی ان کا قرب اور بارگاہ الٰہی میں وجاہت اور فرشتوں کے وجاہت وقرب سے زیادہ ہے۔ اسی طرح تفاضل انسان وملک میں پھر یہ معنی کہ در حقیقت لفظ افضل سے تراوش کرتے ہیں یہاں آ کر کیوں بدل گئے اور کون سی ضرورت ان سے رجوع پر باعث ہوئی۔ دلیل ششم علمائے اہل سنت شکر اللہ مساعیھم نے تفضیل صدیق کو عقیدہ ٹھہرایا اور اس پر کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اور حدیث حاک خط: ابو بکر و عمر خیر الاولین والآخرین و خیر اھل السموات و خیر اھل الارضین الا النبیین والمرسلین سے استدلال لائے اور یہ دلائل سلفا خلفا ان میں شائع و ذائع رہے اور پر ظاہر کہ اکرم عند اللہ اور اکثر وجاہۃ عند اللہ کے ایک ہی معنی ہیں اور خدا کے نزدیک جو اکرم وبزرگ تر ہوگا لاجرم خدا سے زیادہ قریب ہوگا نہ وہ جسے اجر وبمعنی مذکور زیادہ عطا ہو۔ اسی طرح بعد انبیاء ومرسلین اولین وآخرین وکافہ اہل آسمان وزمین سے بہتری بھی اس زیادت اجر کا ثمرہ نہیں ہوسکتی۔ تو یہ استدلال ہمارے علماء اکرام کے باعلے نداء منادی کہ وہ شیخین کو ہمیں معنی زیادت قرب ووجاہت افضل کہتے ہیں ورنہ دلیلین اثبات دعویٰ میں قصور کریں گی کہ مدعا تو مثلا صدیق کو اجر زیادہ ملنا تھا اور دلیل یہ کہ وہ اکرم عند اللہ ہیں یا انبیاء ومرسلین کے بعد سردار سابقین و لاحقین وبہترین سکان چرخ وزمین۔ پس اتمام تقریب کے لیے ہر جگہ ایک مقدمہ اور بڑھانا پڑتا کہ جو ایسا ہے اسے اجر زیادہ ملے گا اب قیاس مرکب ہوکر نتیجہ نکلتا کہ صدیق اکبر کو اجر بیشتر حاصل ہوگا۔ حالانکہ یہ مقدمہ کوئی ذکر نہیں کرتا اور دلیل کو اسی قدر پر تمام کر دیتے ہیں معہذا ایسا ہوتا تو اس مقدمہ زائدہ میں پھر خلشیں نکلتیں اور بنی بنائی دلیل کا سنوارنا مشکل پڑ جاتا۔ مخالف سہل طریقہ سے منع وارد کرسکتا کہ ہم نہیں مانتے جو اکرم عند اللہ اور اہل سموات وارض سے بہتر ہوا سے اجر مذکور زیادہ ملنا ضرور ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اختیار ہے مطیع کو کم عطا فرمائے اور عاصی کا دامن مالا مال کر دے۔

دلیل ہفتم لیجیے خوب یاد آیا کیوں تکلیف تکلف گوارا کیجیے۔ گوہر مقصود کے لیے دریا پیرتے پھیرے یے آفتاب عالمتاب جس کی روشنی میں راہ راست مل جائے اور تمام شکوک واوہام کا دفتر جل جائے کلام ہدایت نظام حضور سید الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلوۃ والسلام ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں

م: عن ابی هريره فضلت علی الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم و نصرت بالرعب و احلت لی الغنائم و جعلت لی الارض طهورا و مسجدا و ارسلت الی الخلق كافة و ختم بی النبيون میں انبیاء پر چھ باتوں میں تفضیل دیا گیا مجھے جامع کلے مختصر لفظ بے شمار معنی والے عطا ہوئے اور میری مدد کی گئی رعب سے اور حلال کی گئیں میرے لیے غنیمتیں اور کی گئی میرے لیے زمین پاک کرنے والی اور مسجد اور بھیجا گیا میں تمام مخلوق الٰہی کی طرف اور ختم کیے گئے مجھ سے پیغمبر۔ اور اسی مضمون کی حدیث میں بروایت سائب بن یزید واقع ہوا طب: و اذخرت شفاعتی لا متی الی یوم القیامۃ اور اٹھا رکھی میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے لیے روز قیامت تک۔ اب تو خوشہ مقصود بے پردہ وحجاب جلوہ آرا ہے۔ چشم بصیرت سے غطائے عصبیت اتاریے اور دیکھ لیجیے کہ حضور نے جن وجوہ سے کافہ انبیاء کرام علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام پر اپنی افضلیت ثابت فرمائی ان کا منشاء زیادت قرب ووجاہت ہے یا طعام وشراب ولباس واکواب وابکار واتراب جنت سے بیشتر متلذذ ہونا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد ہے کہ: ان الله تعالىٰ فضل محمدا صلى الله عليه وآله وسلم على الانبياء و على اهل السماء فقالوا يا ابا عباس بم فضله على اهل السماء قال ان الله تعالى قال لاهل السماء و من يقل منهم انى اله من دونه فذالک نجزيه جهنم كذالک نجزی الظالمين و قال الله تعالى لمحمد ﷺ انا فتحنا لک فتحا مبينا ليغفر لک الله ما تقدم من ذنبک و ما تاخر قالوا وما فضله على الانبياء قال قال الله تعالى وما ارسلنا من رسول الا

بلسان قومه لیبین لھم فیضل اللہ من یشاء و قال اللہ تعالی لمحمد ﷺ وما ارسلناک الا کافۃ للناس فارسلہ الی الجن و الانس بے شک اللہ تعالیٰ نے بزرگی بخشی محمد ﷺ کو تمام پیغمبروں اور آسمان والوں پر۔ لوگوں نے کہا اے ابو عباس (۱) کس بات سے فضیلت بخشی انہیں آسمانیوں پر۔ کہا اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں کے حق میں فرمایا جو کہے گا ان میں سے کہ میں معبود ہوں اللہ کے سوا۔ سوا سے بدلہ دیں گے جہنم ہم یوں ہی عوض دیتے ہیں ستمگاروں کو اور محمد ﷺ سے فرمایا بے شک ہم نے فتح کی تمہاری لیے کھلی فتح۔ تاکہ بخش دے اگلے پچھلے گناہ بولے اور انبیاء پر ان کے لیے بڑائی کیا ہے؟ کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نہ بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تا ان کے لیے بیان کرے پھر خدا گمراہ کرتا ہے جسے چاہے۔ اور محمد ﷺ سے فرمایا ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر تمام آدمیوں کے لیے پس انہیں سب جن و انس کی طرف رسول کیا۔ اس تقریر کے پھول بھی اسی باغ قرب و وجاہت و عزت و کرامت کا پتا دیتے ہیں۔ کثرت اجر بمعنی مذکور کی کہیں بو بھی نہیں اور ایک اس پر کیا موقوف ہے۔ جہاں صحابہ کرام میں تفضیل و ترجیح کا چرچا ہوا ہے اکثر اسی قسم کے امور ذکر فرمائے جاتے ہیں۔ مجرد اجر بمعنی مذکور کا حرف شاید کسی کی زبان پر نہ آیا ہو۔ آخر فصول آتیہ باب اول و باب ثانی میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کی حدیثیں سن ہی لو گے۔ پس بشہادت دو گواہ عدل عقل و نقل خوب محقق و منقح ہو گیا کہ مناط افضلیت زیادت قرب و وجاہت ہے نہ کثرت لذائذ جنت۔ سنیہ و تفضیلیہ کہ مسئلہ تفضیل میں متنازع ہیں ان کا معرکہ بھی اسی میدان قرب و جاہ میں اور احادیث میں جو شیخین یا بزعم تفضیلیہ جناب مولا کی افضلیت وارد ہوئیں وہاں بھی یہی معنی نگاہ میں اور ہر چند یہ امر عقول سلیمہ کے نزدیک غایت جلاو ظہور میں تھا جس کے لیے اس قدر تطویل و تجشم تفصیل محض بیکار تھی مگر مجبور کہ ہمارے بعض معاصرین کے افکار بلند و افہام آسمان پیوند فقیر کو کشاں کشاں اس طرف لائیں کہ بدیہی کو نظری کا جامہ پہنایئے اور آفتاب دکھانے کو مشعل جلایئے۔ دلیل ہشتم عزیزا اگر اہل سنت کا یہی مذہب

(۱) ابو عباس حضرت ابن عباس کی کنیت ہے ۱۲ منہ

ہوتا کہ مرتبہ حضرت مولا کا بڑا اور قرب و کرامت انہیں کی زیادہ، شیخین کو ان پر صرف ثواب ولذائذ جنانی میں مزیت تو دلائل مذکورہ نسیان اور اس کی امثال اکثر براہین کہ عمدہ کار اور فرقہ ناجیہ کے اکابر واصاغر میں بلانکیر رائج سب یکقلم منقلب ہو جاتے، جن کی کثرت ثواب کا اثبات منظور تھا ان کی اکرمیت ثابت ہوتی اور جن کی اکرمیت کا دعویٰ تھا ان کی کثرت ثواب ظہور پاتی مثلاً کریمہ سیجنبھا الاتقی کو آیت ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سے ملا کر کثرت اجر صدیق پر استدلال کیا تو ہماری پہلی تقریر کو خزانہ حافظہ سے پھر جنبش دے کر، پیش نفس حاضر لایئے کہ یہاں تتمیم تقریب کے لیے ایک مقدمہ بڑھانے کی ضرورت ہوگی اور یہ قیاس قیاس مرکب تو نظم دلیل اور اس سے انتاج دعوی یوں ہوگا کہ صدیق اتقی ہیں اور ہر اتقی اکرم عند اللہ اور ہر اکرم عند اللہ اجر میں زیادہ پس صدیق اجر میں زیادہ۔ اب نتیجہ قیاس اول سے صدیق کی اکرمیت نکلی حالانکہ اس کا نسبت جناب مرتضوی دعوی تھا اور کبرائے قیاس ثانی سے اکرم کی زیادت اجر ثابت ہوئی تو مولا علی جنہیں اکرم کہا تھا اجر میں زیادہ ٹھہرے دلیل دونوں دعووں پر صاف لوٹ گئی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ عقل سے ایسی بیگانگیاں خدا نہ کرے کہ سنیوں کے ادنی نو آموز سے بھی صادر ہوں۔ یہ ناموزونی تو روزِ ازل سے بدعتیوں کے حصے میں آئی ہے۔ پھر اپنے خیالات خام جو قوت واہمہ سے تراشے ہیں سنیوں کے سر دھر کر کیوں ناحق ان کے بلند پایہ کلمات کو خبط بے ربط کیے دیتے ہو۔ ان کے دشمنوں کو سودا ہوا تھا کہ فضل کلی کا مناط ایسی چیز کو ٹھہراتے جو کسی طرح اس کا مصداق نہیں ہو سکتی نہ احادیث وآثار میں جو وجوہ افضلیت وارد ہوئیں وہ اس کی مساعدت کرتیں نہ اس مسئلہ کے نظائر میں ہر گز وہ معنی درست آتے نہ خود اپنے دلائل کا اس پر کسی صورت انطباق ہوتا، مناط نہ ہوا فلک سیر کی ترنگ ہوا یا ہوش ربا کی امنگ جس کا تحمل نہ بیڑا دلیل نہم اور مزہ یہ ہے کہ یہ مناط

............حضرات تفضیلیہ میں بھی مقبول نہیں ہوتا نزاع کے لیے ضرور ہے کہ ما فیہ التنازع میں تخالف موجود ہو۔ اگر ہم زید کے لیے سرداری خاور ثابت کریں اور دوسرا عمرو کے واسطے سلطنت باختر کو مانیں تو اس میں تخالف ہی کا ہے کا ہوا۔ منازعت تو جب ہو کہ ایک ہی مرتبہ غیر مشترکہ ہم

زید کو بتائیں اور طرف مقابل عمرو کو۔ اب اگر تفضیلیہ سے پوچھتے ہیں کہ تم جو حضرت مولا کرم اللہ وجہہ کو افضل بتاتے ہو یہی کثرت اجر و تمتع لذائذ مراد لیتے ہو تو وہ کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں حاشا و کلا یہ بالائی بات کس قابل ہے شان مرتضوی اس سے بس ارفع و اعلیٰ ہم تو اس جناب کو رفعت مکان وعلو شان و بلندی جاہ و وفور کرامت عنداللہ میں اجل و اکمل مانتے ہیں۔ سنی بھی اگر اس دعوئی میں ان کے موافق تھے تو اس نزاع ہزار سالہ کا مبنیٰ کیا اور ادھر جو تفضیلیہ دلیل پیش کرتے ہیں جس سے بوئے اکرمیت نکلتی ہے۔ خدا جانے کیا ماجرا ہے کہ سنی مستعد جواب ہو جاتے ہیں اور اس کی وہ بری حالت بناتے ہیں کہ الٰہی توبہ۔ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب ان کے نزدیک افضلیت شیخین بمعنی اکرمیت وعلو جاہ و منزلت نہیں بلکہ اسے مولا علی کے لیے ثابت ماننے میں یہ بھی تفضیلیہ کے شریک ہیں تو اس دلیل کے رد پر کیوں کمر کستے ہیں۔ سیدھی سی بات کہ جو کچھ اس سے ثابت ہوا ہمارا عین مدعا ہے کیوں نہیں کہہ گزرتے، غرض اس مناط مقدس میں جو جو خوبیاں ہیں زبان قلم وقلم زبان اس کی تحریر و بیان سے عاجز۔ دلیل وہم مگر ہوا یہ کہ ان صاحبوں نے ہمارے بعض علماء کے کلام میں کثرت ثواب کا لفظ دیکھ لیا اور مطلب سمجھنا نصیب اعدا۔ اب مخالفت اہل سنت کی رگ خفی نے جوش کیا اور خیالی طومار بندھنے لگے۔ اگر مثلاً حضرت شیخ محقق قدس سرہ کی تکمیل الایمان میں یہ لفظ نظر سے گزرا تھا تو فتح الباری، صواعق محرقہ و مجمع البحار وغیرہا کی وہ تقریر بھی تو دیکھی ہوتی جس میں زیادت .... ہونے کی بتصریح نفی ہے اور اس کے سواہ کتب اہل سنت پر بھی نگاہ ڈالی ہوتی جن میں کرامت و منزلت عنداللہ کو بھی شریک کیا ہے۔ افسوس صد افسوس۔ ع: حفظت شیئا و غابت عنک اشیاء، خیر اب تک نہ سنا تھا تو اب سنیے شرح مقاصد میں ہے الکلام فی الافضلیۃ بمعنی الکرامۃ عنداللہ تعالی و کثرۃ الثواب ترجمہ کلام افضلیت میں ہے بمعنی خدا کے نزدیک بزرگی و کثرت ثواب کے ۱۲ منہ۔ علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر امام علامہ سیوطی میں زیر حدیث صالح المؤمنین ابوبکر و عمر فرماتے ہیں ای ھما اعلی المؤمنین صفۃ و اعظمھم بعد الانبیاء ترجمہ یعنی ابوبکر و عمر سب مسلمانوں سے اعلیٰ ہیں صفت میں اور انبیاء کے

بعد سب سے بڑے ہیں قدر و منزلت میں ۱۲ منہ۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ میں بیان وجہ تفضیل شیخین میں فرماتے ہیں ایشان (یعنی شیخین رضی اللہ تعالی عنہما) بزرگ بودند و مقرب و درکار و بار دنیا و دین مقدم و ابوبکر و عمر ہر دو وزیر و مشیر آنحضرت بودند صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ صواعق میں ہے ثم یجب الایمان والمعرفة بان خیر الخلق وافضلهم و اعظمهم منزلة عنداللہ بعد النبیین والمرسلین و احقهم بخلافة رسول اللہ ﷺ ابو بکر الصدیق و نعلم انه مات رسول اللہ ﷺ و لم یکن علی وجه الارض احد با لوصف الذی قدمنا ذکره علی غیره رضی اللہ عنه ثم من بعده علی هذا الترتیب والصفة ابو حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنه ثم من بعد هما علی هذا الترتیب والنعت عثمان بن عفان ثم علی هذا النعت والصفة من بعدهم ابو الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنهم انتهی ملخصا۔ ترجمہ پھر واجب ہے ایمان لانا اور پہچاننا کہ تمام جہان سے بہتر و افضل اور خدا کے نزدیک مرتبہ میں بڑے انبیاء و مرسلین کے بعد اور خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق تر ابوبکر صدیق ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور روئے زمین پر یہ وصف کسی میں نہ تھا سوا صدیق کے پھر ان کے بعد اسی ترتیب وصفت پر عمر بن الخطاب ہیں رضی اللہ تعالی عنہ پھر ان کے بعد اسی ترتیب و وصف پر عثمان بن عفان پھر اسی نعت و وصف پر ان سب کے بعد ابوالحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ۱۲ منہ۔ شرح مواقف پسند ہو تو دیکھیے و مرجعها ای مرجع الافضلیة التی نحن بصدد ها الی کثرة الثواب والکرامة عنداللہ تعالی ترجمہ مرجع اس افضلیت کا جس کے ہم درپے اثبات ہیں کثرت ثواب و کرامت عنداللہ کی طرف ہے ۱۲ منہ۔ مولانا ملک العلماء بحرالعلوم قدس سرہ العزیز فقہ اکبر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شرح فارسی میں فرماتے ہیں بدانکہ مراد از افضلیت اکثریت ثواب و اعظمیت مرتبہ است نزد اللہ تعالی۔ بات یہ ہے کہ بندہ جب اپنے مولا کی امتثال اوامر و اجتناب نواہی میں حتی الوسع سرگرم رہتا ہے تو کریم قدیر جل جلالہ اپنے فضل و

رحمت سے اسے بارگاہ ناز میں قرب اور وجاہت بخشتا ہے اور زیادت انعام کے لیے لذات جنت بھی مرحمت فرماتا ہے .... جب بندہ کو بذریعہ عمل حاصل ہوئے۔ دونوں کو ثواب کہنا درست ٹھہرا قال تبارک وتعالیٰ تلک الجنة اورثتموها بما کنتم تعلمون ترجمہ یہ باغ تم وارث کیے گئے اسکے اپنے ان کاموں کے عوض جو تم کرتے تھے ۱۲ منہ۔ و قال تعالیٰ و اسجد واقترب ترجمہ اور سجدہ کر اور قریب ہو جا ۱۲ منہ۔ وقال تعالیٰ فیما حکاہ عنه نبیه ﷺ خ: لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل ترجمہ ہمیشہ میرا بندہ میری نزدیکی چاہتا رہتا ہے نوافل سے ۱۲ منہ۔ و قال النبی ﷺ م دس: کلهم عن ابی هریرة اقرب ما یکون العبد من ربه و هو ساجد فاکثروا الدعاء ترجمہ سب حالتوں سے زیادہ نزدیک بندہ اپنے رب سے حالت سجدہ میں ہوتا ہے تو اس وقت دعا زیادہ مانگو ۱۲ منہ۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم ات مس قے عس طب ی: عن بلال ت مس قی: عنہ وعن ابی امامۃ الباہلی عس: عن ابی الدرداء طب: عن سلمان الفارسی ی عن جابر وحسن ت وصحح مس ۱۲ منہ۔ علیکم بقیام اللیل فانه داب الصالحین من قبلکم و قربة الی اللہ تعالیٰ الحدیث ترجمہ لازم جانو رات کی نماز کہ وہ عادت ہے تم سے پہلے نیکوں کی اور نزدیکی ہے طرف اللہ تعالیٰ کے ۱۲ منہ۔ و قال صلی اللہ علیه وسلم قض الصلاة قربان کل تقی ترجمہ نماز سے خدا کا قرب پاتا ہے ہر پرہیزگار و قال المناوی فی شرحه ای ان الاتقیاء من الناس یتقربون بها الی اللہ ای یطلبون القرب منه بها ۱۲ منہ۔ وروی عنہ ﷺ شہ عن ابن مسعود: تقربوا الی اللہ ببغض اهل المعاصی و القوهم بوجوه مکفهرة و التمسوا رضی اللہ بسخطهم وتقربوا الی اللہ بالتباعد عنهم ترجمہ خدا کی نزدیکی چاہو گناہ والوں سے بغض رکھنے میں اور ان سے بہ ترش روی ملو اور خدا کی خوشنودی ڈھونڈو ان کی خفگی میں اور خدا سے قرب طلب کرو ان سے دور بھاگنے میں۔ یہ آیات واحادیث اور ان کی مثل نصوص متکاثرہ شاہد کہ اعمال صالحہ جس طرح ثواب جنت دلاتے ہیں قرب خدا بھی

پہنچاتے ہیں۔اور کریمہ ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم تو حجت کافی ہے کہ اصلاح عمل سے کرامت عنداللہ حاصل ہوتی ہے پھران پر اطلاقِ ثواب میں کیا شک رہا کہ ثواب ہم نہیں کہتے مگر اس جزا کو جو بندہ اپنے عمل صالح پر پائے۔قال العلامة البیری فی شرح الاشباہ والنظائر قال علماؤنا ثواب العمل فی الاخری عبارة عما اوجهه الله تعالیٰ للعبد جزاء لعمله آثره عنه الفاضل الشامی فی رد المحتار ۔صرف لذات وشہوات،حور وقصور پر ثواب کا محصور ومقصور رکھنا محض قصور۔فاضل علی قاری شرح فقہ اکبر سیدنا الامام الاعظم میں فرماتے ہیں: اما حصر ثوابنا علی اللذة الظاهرية فممنوع لان فی الجنة يحصل لاهلها التلذذ بالذكر والشكر وانواع المعرفة و اصناف الزلفة والقربة التی نهايتها الرؤية ما ينسی بجنبها التلذذ والشهوات الحسية واللذات النفسية ترجمہ ہمارے ثواب کا لذات ظاہری پر محصور رکھنا مسلم نہیں کہ جنت میں اہل جنت کو لذتیں ملیں گی یادِ خدا وشکر نعما واقسام معرفت الٰہی وانواع قرب ونزدیکی نامتناہی سے جن کا آخر دیدار پروردگار ہے جس کے حضور یہ سب حسی شہوتیں اور نفسی لذتیں یک لخت فراموش ہو جاتی ہیں ۱۲ منہ۔سچ ہے زیادت قرب وزلفے کے برابر کیا ثواب ہو گا یہ نعمت سب نعمتوں کی جان ہے جسکے حضور حظوظ نفسانیہ استغفراللہ کہ کچھ بھی وقعت .... ہیں کہ زید کو اسکے اعمالِ حسنہ پر لذات اور عمرو کو قربِ ذات عطا ہوا۔ ثواب کس کا زیادہ رہا عقل ہے تو خواہی نخواہی کہنا پڑے گا کہ عمرو کا ثواب بس ارفع واعلیٰ ہے۔پس کثرتِ قرب وکثرتِ ثواب کا ایک ہی حاصل ٹھہرا اور اس پر اقتصار بعینہ اس پر اقتصار ہوا اور جنھوں نے زیادت اجر کو مدار افضلیت ہونے سے انکار کیا انہوں نے اجر بمعنی ثانی لیا وہ بے شک زیادت زلفی کے حضور منکر نہیں ہو سکتا۔غرض مطلب سب کا ایک ہے اور لفظ مختلف ع: عبارا تنا شتی و حسنک واحد ۔توفیق رفیق ہو تو تطبیق وتوفیق ہو۔بالجملہ سنیوں کا حاصل مذہب یہ ہے کہ بعد انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم جو قرب ووجاہت وعزت وکرامت وعلوِ شان ورفعت مکان وغزارت فخر وجلالت قدر بارگاہ حق تبارک وتعالیٰ میں حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین کو حاصل انکا غیر اگرچہ کسی درجہ علم وعبادت ومعرفت وولایت کو پہنچے، اولی ہو یا آخری اہل بیت ہو یا صحابی ہرگز ہرگز اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ مگر شیخین کو امور مذکورہ میں ختنین پر تفوق ظاہرو رجحان باہر بغیر اس کے کہ عیاذاباللہ فضل وکمال ختنین میں کوئی قصور وفتور راہ پائے اور تفضیلیہ دربارہ جناب مولا اسکا عکس مانتے ہیں یہ ہے تحریر مادہ نزاع بحمداللہ اس نہج قویم واسلوب حکیم کے ساتھ جس میں انشاء اللہ تعالیٰ شک مشکک ووہم واہم کو اصلاً محل طمع نہیں اور ہر چند جو کچھ ہے علماء کے بحار فیض سے چھینٹا اور انہیں کے خرمن تحقیق سے خوشہ ع: اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست، مگر شاید یہ تنقیح عاطر وتوضیح ماطرو..................... وکشف منفصل وترصیف نفیس وحسن تاسیس اس رسالہ کے غیر میں نہ پائی جائے ذالک من فضل اللہ علینا و علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون یاھذا فعلیک بہ فاتقنہ فانہ مھم مفید ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحمید۔

تبصرۂ تاسعہ: ۔اب ہم جس کے لیے افضلیت بمعنی مذکور کا اثبات چاہیں تو اس کے لیے دو طریقے متصور۔ یا نصوص شرعیہ میں کسی کی نسبت تصریح ہو کہ وہ اکرم وافضل واعلیٰ واجل ہے اور یہ طریقہ تمام طرق سے احسن واسلم کہ بعد نص شارع کے چوں وچرا ومداخلت عقل نارسا کی مجال نہیں رہتی اور قطع منازعت کے لیے اس سے بہتر کوئی صورت نہیں۔ تبصرہ سابقہ میں شرف ایضاح پا چکا کہ جب ایک جماعت اہل فضل میں کسی شخص کو ان سب سے افضل کہا جائے اور وہ حکم کسی قید خاص سے اقتران نہ پائے تو اس سے یہی معنی مفہوم ہوں گے کہ یہ شخص اپنے تمام اصحاب پر فضل کلی رکھتا اور قرب ووجاہت ومرتبہ ومنزلت میں ان سب سے بلند وبالا ہے پس بعد تصریح شارع کہ فلاں افضل ہے کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہتی اور دلیل اپنی منزل منتہی وذروۂ اعلیٰ کو پہنچ جاتی ہے یا دوسرا طریقہ استدلال واستنباط وتالیف مقدمات کا ہے یہ معرکہ البتہ تنقیح طلب فاقول وباللہ التوفیق:

بنائے تفضیل کی اساس جس پر اس کی تعمیر اٹھائی جاتی ہے دو امر ہیں۔ ایک مافیہ التفاضل، دوسرا مابہ الافضلیت۔ مافیہ التفاضل تو وہ جس میں افضل ومفضول کی کمی بیشی مانی جاتی ہے اور یہ امر دونوں

طرف مشترک ہوتا ہے مگر بالتشکیک کہ افضل میں زیادہ اور مفضول میں کم اور مابہ الافضلیت وہ جو مافیہ التفاضل میں افضل کی زیادت .... کرے یہ خاص ذات افضل سے قائم ہوتا ہے، مفضول کو اس میں اس کم و کیف کے ساتھ اشتراک نہیں اگرچہ کہیں بنفس وصف سے اتصاف پایا جائے ورنہ اس میں تساوی ہو تو بنائے تفاضل رأسا انہدام پائے مثلاً شمشیر تیز براں کو تیغ کند ناکارہ پر تفضیل ہے۔ مافیہ التفاضل قطع و جرح کہ وہ خوب کاٹتی ہے اور یہ قصور کرتی ہے اور مابہ الافضلیت خوشآبی و پاکیزہ جوہری کہ تیغ اول سے مختص ہے جس کے سبب اسے قطع و برش میں مزیت ہوئی جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہو چکا تو اب سمجھنا چاہیے کہ مافیہ التفاضل کا ادراک تو ترتیب دلیل کیا نفس تحقق نزاع حقیقی سے مقدم ہوتا ہے کہ یہاں منازعت کے اصل معنی ہی یہ ہیں کہ فریقین ایک امر معین مشترک بین الاثنین میں مزیت کی نسبت مختلف ہو جائیں۔ یہ زید کے لیے ثابت کرے وہ عمرو کے واسطے مانے۔ اسی امر مشترک بالتفاوت کا نام مافیہ التفاضل ہے۔ مگر مابہ الافضلیت کا ادراک اور اس کا اپنے مدعیٰ لہ سے خاص ہونے کا اثبات بحث غامض و مزلۃ الاقدام اور یہی امر مظنۂ اختلاف اولی الافہام پس ما نحن فیہ میں طریقۂ استدلال یہ کہ مدعیٰ لہ کا ایک فضیلت میں نصاً خواہ استنباطاً اپنے ماورا سے امتیاز پھر اس خاصہ کا تمام مفضولین سے زیادت قرب و کثرت وجاہت عند اللہ کا موجب ہونا ثابت کیا جائے اگر یہ دونوں مقدمے حسب مراد منزل ثبوت تک پہنچ گئے دلیل تمام ہو کر احقاق حق و الزام خصم کر دے گی اس میدان میں آ کر سنیہ و تفضیلیہ دوراہ ہو گئے۔ اہل تفضیل قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال ہوائے تخیل میں عبیر کی اڑانے لگے، کہیں محض بعض صفات سے اختصاص کو فضل کلی کا مدار ٹھہرایا کہیں کثرت فضائل و شہرت .... پکڑا کبھی شرف نسب و علو حسب و کرامت صہر و نفاست عیال پر نظر ڈالی کبھی .... میں مزیت سلاسل طریقت کی مبدئیت تنزل ناسوتی کی خصوصیت سے راہ نکالی کہ ہم بحمد اللہ تبصرات سالفہ میں ان اوہام کی قطع عرق کر آئے۔ سنیوں کا مرجع و ماویٰ ہر بات میں حدیث شریف و قرآن اشرف اور مقام شرح و تفسیر میں پیشوا و مقتدا کلمات اکابر سلف اب جو ہم گلچیں نظر کو ان باغوں میں اجازت گلگشت دیتے ہیں تو اشیائے متعددہ کو اس دائرہ کا مرکز پاتے ہیں۔ کریمہ ان اکرمکم

عنداللہ اتقاکم تو نص جلی ہے کہ مدار افضلیت زیادت تقویٰ ہے اور بیشتر احادیث واخبار بھی اسی
کے مثبت اور کریمہ و منھم سابق بالخیرات باذن اللہ ذالک ھو الفضل الکبیر میں
سبقت الی الخیرات اور کریمہ لا یستوی منکم من انفق ا لآیۃ اور بعض احادیث واکثر محاورات
صحابہ میں سوابق اسلامیہ اور زمانہ غربت و شدت ضعف میں دین کی اعانت اور احادیث کثیرہ
مرفوعہ و موقوفہ میں فضل صحبت سید المرسلین ﷺ اور بعض اقوال علماء میں کثرت نفع فی الاسلام اور مواضع
اخر میں ان کے سوا اور امور کو بھی مناط تفضیل و مابہ الافضلیت قرار دیا کہ ہم بحول اللہ وقوتہ ان
مضامین کو باب ثانی میں بسط کریں گے لیکن غور کامل وفحص بالغ کو کام فرمایئے تو در حقیقت کچھ
اختلاف نہیں اصل مدار و نقطہ پرکار ان سب امور کا واحد ہے جس منبع سے یہ سب نہریں نکل کر پھر
اسی طرف لوٹ جاتے ہیں وہ کیا ہے یعنی کمال قوت ایمان کہ ایک صفت مجہولۃ الکیفیت ہے جو قلب
مومن پر کنوز عرش سے فائض ہوتی ہے عبارت اس کے ادا وایضاح سے قاصر جو کچھ کہا جا رہا ہے
سب اس کے آثار و ثمرات ہیں۔ ع: ذوق ایں می نشناسی بخدا تا نچشی .... الملک العارف باللہ
سیدنا الحکیم محمد بن علی الترمذی الصوفی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں دولت بیدار جب خزانہ دل میں
استقرار کرتی اور مجامع قلب کو اندرون و بیرون سے گھیر لیتی اور ہر رگ و ریشہ باطن میں شیر میں
وسومت بلکہ شہد میں حلاوت کی طرح پیر جاتی ہے اس کا نام علم باللہ و کمال معرفت الٰہی قرار پاتا ہے
پھر اسی سے خوف ورجا تسلیم ورضا و شرم وحیا و ورع و تقویٰ و صبر و شکر و اخلاص و توکل و انقطاع و تبتل و
تواضع وعفت و حلم و دیانت وغیرہا تمام فضائل محمودہ جنہیں حدیث میں م د س ق: عن ابی ھریرۃ
الایمان بضع و سبعون شعبۃ ترجمہ ایمان کی کئی اوپر ستر شاخیں ہیں ۱۲۔ سے تعبیر کیا خود بخود
منشعب ہوتے اور بندہ کو اپنے مولا کا سچا بندہ کر دیتے ہیں۔ یہی ہے جس کے باعث یہ ماء مہین و
خاک ذلیل اس ساحت سبوحیت میں قرب و وجاہت پاتا اور حجلہ نشینان حریم قدس کا محرم راز بلکہ
سرتاج افتخار و اعتزاز ہو جاتا ہے۔ پس لا جرم جسے اس صفت میں مزیت ہوگی وہی کمال خوف و
خشیت الٰہی و امتثال اوامر و اجتناب نواہی میں گوئے سبقت لے جائے گا۔ اور یہی روح معنی

وصورتِ تقویٰ ہے اور پر ظاہر کہ ایسے شخص کا بسبب قوت انبعاث داعیہ خیر کے سباق الی الخیر ہونا لازم اور جب سباق الی الخیر ہوا تو اسلام کو نفع بھی اسی سے زیادہ پہنچے گا۔ اور حکمتِ الٰہی تقاضا کرے گی کہ ایسے ہی لوگوں کو سلطانِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کا مونس ورفیق ووزیر ومشیر کیا جائے اور ابتدائے اسلام میں جو وقت نہایت ضعف وقوتِ اعداء وعزلت واقدام وتراکم آلام اور دلوں کے مل جانے اور جگروں کے کانپ اٹھنے کا تھا.................. میں اسلام کے حفظ ناموس کو گلہائے نحن انصار اللہ کا سہرا انہیں کے.................. سوابق اسلامیہ کا بھی یہی منشاء اور سوابق اسلامیہ پھر کثرتِ نفع فی الاسلام ہی کی خبر دیں گے۔ بالجملہ یہ سب امور ایک دوسرے سے دست وبغل ہیں اور ہم اس امر کی تحقیق کی طرف کہ قوتِ ایمان وعلم باللہ کے سوا یہاں دوسری چیز مابہ الافضلیت نہیں ہوسکتی۔ اور احادیثِ کثیرہ میں جو امور مختلفہ کو مناط تفضیل ٹھہرایا ہے کیونکر امر واحد کی طرف عود کر آتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالی اوائل باب ثانی میں بما لا مزید علیہ رجوع کریں گے۔ سبحان اللہ ہر چیز اسم وصفتِ الٰہی کی مظہر ہوتی ہے ان فضائل کی وحدتِ مصداق وکثرتِ مفاہیم بھی اسی رنگ پر آئے ایاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی جو کہہ پکارو سو اسی کے نام ہیں خاصے ع: عبارا تنا شتی و حسنک واحد۔

تبصرۂ عاشرہ:۔ دفع بقیہ اوہام فرقۂ سفضیہ میں مشتمل چند تنبیہ پر۔

تنبیہ نمبر ا: ہماری تقریرات رائقہ وتحریرات سابقہ سے خوب مندفع ہو گیا خیال ان لوگوں کا جنہوں نے بعض کلمات علماء میں یہ لفظ دیکھ کر کہ مرجع تفضیل کثرت نفع فی الاسلام ہے، مقصود شناسی کا یک لخت دامن چھوڑ یہ نیا عجوبہ تراشا اور اسے مذہب سنیان کا حاصل ٹھہرایا کہ شیخین کی تفضیل صرف اس بات میں ہے کہ اسلام و مسلمین کو ان سے نفع زیادہ پہنچا۔ ان کے عہد خلافت میں شہر بہت فتح ہوئے، ملکوں میں امن وامان رہے، انتظام اچھا بن پڑا، ان باتوں پر جو ثواب مترتب ہوا وہ شیخین نے زیادہ پایا، باقی مرتبہ کی بڑائی، کرامت کی افزونی وجوہِ اخر سے ثواب کی بیشی جناب مولی

ہی کورہی۔ اقول: واللہ یغفرلی اس کلام میں جو کچھ مفتی رسی سے بیگانگی اور تہافت و تناقض کا جوش ہے اس سے .... بات سے ذہول نہ کیجیے کہ فضل جزئی جو اطلاق افضل بتقیید جہت مصحح ہو وہ صالح بحث و نزاع نہیں کہ اس مقام میں تو بالیقین شیخین کو جناب مولیٰ سے اور جناب مولیٰ کو شیخین اور بعض احاد صحابہ کو خلفائے اربعہ سے افضل کہہ سکتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ مورد نزاع فضل کلی ہے جو اطلاق افضل بالاطلاق کا مجوز۔ اب ہم ثواب نفع فی الاسلام میں شیخین اور ثواب دیگر اعمال میں جناب مولیٰ کی حریت تسلیم کر کے پوچھتے ہیں کہ دونوں طرف کے ثواب جمع کرنے سے کثرت ثواب جانب شیخین رہتی ہے یا جناب جانب مرتضوی یا دونوں پلے برابر۔ بر تقدیر ثالث افضل مطلق کا اطلاق نہ ادھر ہو سکے اور نہ ادھر بلکہ ایک جہت کی قید سے انہیں افضل کہیں گے دوسری حیثیت کی تقیید سے انہیں، پھر فضل کلی جو متنازع فیہ تھا کسی کو بھی نہ رہا۔ تم نے تو وہ صورت نکالی کہ سنی تفضیلیے دونوں کا مذہب رد کر دیا اور شق اول پر افضلیت خاص نصیبہ حضرت مولیٰ رہی اور شیخین کا فضل محض جزئی۔ پھر سنیوں کا مذہب جسے تم بزور زبان تاویلات دور از کار کر کے اپنی مرضی مطابق گھڑا چاہتے تھے ہزاروں منزل گیا۔ خامے تفضیلیے ہو چکے پھر چھپانے سے کیا حاصل۔

ع: ہم نے پردے میں تجھے پردہ نشین دیکھ لیا

اب رہی شق ثانی، اسے اختیار کیجیے تو آپ کا مطلب ہاتھ سے جاتا اور کـر الـیٰ ماـفـر لازم آتا ہے۔ چاہتے تو یہ تھے کہ خدا کا دھرا سر پر، سنی کہلانے کی شرم کیسی ایسی ہلکی سی بات میں شیخین کی افضلیت مان لیجیے، جو فضائل حضرت مولیٰ کے حضور وقعت نہ رکھتے ہوں جس سے حضرت مولیٰ پر ان کا رتبہ بھی نہ بڑھے اور اپنا تفضیلیہ نام بھی نہ ٹھہرے وہ ہو رہی الٹی کہ حضرات شیخین کی فضیلت ایسا گران سنگ عالی قدر رہا کہ ہر چند صدہا فضائل میں جناب ولایت مآب کو ....جاتی ہیں مگر ان کا فضل کسی طرح نہیں گھٹتا اور سب پر بلند و بالا رہتا ہے۔

ع: ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اور کہیں خدا کے لیے وہ تقریر نہ بھول جانا کہ یہاں ثواب سے مراد لذائذ جنانی نہیں۔

تنبیہ نمبر۲: عجب تماشا ہے۔ فرقہ سفضیہ جن کے قلوب تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اتباع کتاب وسنت واجماع امت، علماء اہل حق کے لیے منشرح نہیں ہوتے اور دلائل قاہرہ کی تابشیں دل کو گونہ نرم بھی کرتی ہیں تو یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السمآء کی آفت راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہے اور بایں ہمہ سنیت وہ پیارا پیارا میٹھا میٹھا نام ہے کہ علانیہ اس سے انکار بھی گوارا نہیں ہوتا۔ اپنی پردہ پوشی کو طرح طرح کی بعید توجیہیں، رکیک تاویلیں نکالتے اور وہ ساری خیالی بلائیں سنیوں کے سرڈھالتے ہیں کہ ان کے مذہب کا بھی محصل ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ الہی اہل حق کی ہمت بازو سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا ہے اور طرہ یہ کہ جس سے نئی تقریر تراشے گا اور اس کے مذہب سنیاں ہونے کا دعویٰ کر دے گا۔ گویا مذہب اہل سنت ایک تصویر موی کا نام ہے جسے جیسا چاہیے پلٹا دے لیجیے۔ بعض صاحبوں نے تو وہ تشنیع بلیغ کی جس کی خدمت گزاری تنبیہ سابق میں گزری۔ اور حضرات کے ذہن رسا نے ان سے بھی آگے قدم رکھا اور عقیدہ و اہل سنت کو یوں شرف تلخیص بخشا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما من حیث الخلافۃ افضل ہیں اور حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من حیث الولایۃ اور اس کلام کی .... تقریر میں ان کی زبان سے یوں مترشح ہوتی ہے کہ خلافت حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہلے پہنچی اور حضرت مرتضوی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو بعد میں، اور سلاسل اہل طریقت جناب ولایت مآب پر منتہی ہوتے ہیں نہ شیخین پر تو اس وجہ سے یہ افضل اور اس وجہ سے وہ۔ اقول و باللہ التوفیق یہ ایک کلام ہے کہ عالم اضطرار میں ان حضرات کی زبان سے نکلتا ہے اور تنقیح کیجیے تو خود ان کے اذہان اس کے معنی ناحررسے خالی ہوتے ہیں۔ اگر مقصود اس سے وہی ہے جو اشائے گفتگو میں ان کی تقریر سے تراوش کرتا ہے تو محض خبط بے ربط، خلافت انہیں پہلے اور انہیں پیچھے ملنا اولیت من حیث الخلافۃ ہے نہ افضلیت من حیث الخلافۃ یعنی وہ خلافت میں پہلے ہوئے نہ یہ کہ بجہت خلافت افضل ہوئے۔ اسی طرح انتہائے سلاسل سلوک کا باعث تفضیل متنازع فیہ ہونا دعویٰ بلا دلیل بلکہ دلیل اس کے خلاف پر ناطق کما مر منا فی التبصرۃ الرابعۃ۔ اور جو یہ مراد ہے کہ شیخین کو امر خلافت میں اچھا

سلیقہ تھا اور ملک داری و ملک گیری انہیں خوب آتی تھی تو عزیز من یہ تو کوئی ایسی بات نہ تھی جس پر اس قدر شور وشغب ہوتا، سنی تفضیلی دو مذہب متفرق ہو جاتے۔ اہلِ سنت ترتیبِ فضیلت میں انبیاء کے بعد شیخین کو گنتے۔ ہر جمعہ کو افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابو بکر الصدیق خطبوں میں پڑھا جاتا۔ احادیث میں شیخین کو انبیاء و مرسلین کے بعد سردار اولین و آخرین و بہترین اہلِ آسمان و زمین فرمایا جاتا، مولیٰ علی کو اپنی تفضیل سے بایں شد و مد انکار ہوتا کہ جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے۔ اسے مفتری کی حد ماروں گا۔ یہ باتیں تو دنیا کے کام ہیں گو دین کے لیے وسیلہ و ذریعہ ہوں اس لیے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں من رضیہ رسول اللہ ﷺ لدیننا افلا نرضاہ لدنیانا رسول اللہ ﷺ نے انہیں ہمارے دین یعنی نماز کے لیے پسند فرمایا کیا ہم انہیں اپنی دنیا یعنی خلافت کیلیے پسند نہ کریں۔ پھر اس میں افزونی ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا اتنی ہی بات پر تنازع تھا تو سنیوں نے ناحق بے چارے تفضیلیوں پر قیامتیں توڑیں اور مولیٰ علی نے اسی (۸۰) کوڑوں کا مستحق ٹھہرایا اور جو اسکے سوا کچھ اور مقصود ہے تو اسکا جواب تنبیہ سابق سے لیجیے۔

ثم اقول واللہ یغفرلی اب ہمیں چند باتیں ان حضرات یعنی مطلقاً سب سفضیہ سے دریافت کرنا ہیں بالا بالا نہ جائیں اور ان کا جواب شافی عطا فرمائیں یا مذہبِ اہلِ سنت کی طرف بلا تبدیل و تاویل رجوع لائیں۔ تنقیح: سلسلہ تفضیل عقیدۂ اہلِ سنت میں یوں منتظم ہوا ہے کہ افضل العالمین واکرم المخلوقین محمد رسول رب العالمین ہیں ﷺ پھر انبیائے سابقین پھر ملائکہ مقربین پھر شیخین پھر ختنین پھر بقیہ صحابہ کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور پر ظاہر کہ سلسلہ واحدہ میں مافیہ التفاضل یعنی وہ امر جس میں کمی بیشی کے اعتبار سے سلسلہ مرتب ہوا ایک ہی ہوگا۔ اور وہ افراد جن کی زیادتی اپنے ماتحت پر دوسرے اعتبار سے ہوگی اس سلسلہ کی ترتیب میں نہیں آسکتے بلکہ وہ دو سلسلے ہو جائیں گے مثلاً سلسلہ روشنی میں آفتاب سب سے افضل ہے پھر ماہتاب پھر نجوم پھر چراغ۔ اور سلسلہ جرح وقتل میں شمشیر سب سے اکمل ہے پھر چھری پھر چاقو۔ اب اگر کوئی کہنے والا یوں کہے کہ افضل آفتاب ہے پھر ماہتاب پھر چاقو یا افضل تلوار ہے پھر چھری پھر چراغ تو یہ کلام اس کا کلام مجانین میں

داخل ہوگا کہ اس نے ایک ہی سلسلہ میں مافیہ التفاضل کو بدل دیا۔ پس بالضرور(۱)

وہ امر یہاں بھی ایک ہی ہوگا اور جس بات میں رسول اللہ ﷺ کو تمام انبیاء اور انبیاء کو تمام ملائکہ اور ملائکہ مقربین کو شیخین پر زیادتی مانی گئی ہے بعینہٖ اسی امر میں شیخین کو جناب عثمان و حضرت مرتضوی پر بیشی و.................. صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم اجمعین۔ اب ہم پوچھتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کو انبیاء سے افضل کہا جاتا ہے تو آیا اس کے سوا کچھ اور معنی مفہوم ہوتے ہیں کہ حضور کا رتبہ عالی اور قرب و وجاہت و عزو کرامت ان سے زیادہ، اسی طرح جب انبیاء کو ملائکہ اور ملائکہ کو صحابہ سے افضل کہتے ہیں اس معنی کا غیر ذہن میں نہیں آتا تو شیخین کو جو مولیٰ علی سے افضل کہا وہاں بھی قطعاً یہی معنی لیے جائیں گے ورنہ سلسلہ بکھر جائے گا اور ترتیب غلط ہو جائے گی۔ اور جو یہاں زیادت اجر وغیرہا معانی مخترعہ مراد لیتے ہو تو بحکم مقدمہ مذکورہ اوپر بھی یہی لینا پڑے گا حالانکہ فرشتے بایں معنی اہل ثواب نہیں نہ بعض ملائکہ مقربین مثل حملہ عرش عظیم میں باعتبار نفع فی الاسلام کلام جاری ہوا اور خلافت تو خلفائے اربعہ سے اوپر کسی میں نہیں پھر یہ معانی تراشیدہ کیونکر درست ہو سکتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ جیسے اوپر کی ترتیبوں میں تفضیل بمعنی علوشان و رفعت مکان لیتے آئے یوں ہی جب نیچے آ کر مولیٰ علی کو بقیہ صحابہ سے افضل کہتے ہیں وہاں بھی اسی معنی پر ایمان لاتے ہیں۔ بیچ میں شیخین کی نوبت آتی ہے تو اگلا پچھلا کچھ یاد نہیں رہتا نئے نئے معنے گھڑے جاتے ہیں اور اس معنے کے رد پر بڑے بڑے اہتمام ہوتے ہیں اب بھی دعویٰ انصاف باقی ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خدارا ذرا خدا لگتی کہو اگر سنیوں کا یہی مذہب تھا کہ جناب مولیٰ کی شانِ کریم شانِ شیخین سے ارفع و اعلیٰ اور ان کا مقام و جاہت اُن کے مقام عزت سے بلند و بالا تو یوں سلسلہ قائم کرتے ان کا کیا خرچ ہو.......... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل انبیاء و مرسلین پھر جناب

---

(۱) اقول اگر کسی تیز ہوش کی قوت واہمہ یوں رنگ لائے کہ ہم وحدت سلسلہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ سلسلہ تفضیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم و انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ہے اور یہ سلسلہ جس میں شیخین کو تفضیل دی گئی ہے دوسرا قائم کیا گیا تو ممکن کہ وہاں مافیہ التفاضل اور ہو اور یہاں اور تو اس کے معاجز کو وہ احادیث جن میں افضلیت شیخین بلفظ بعد الانبیاء و المرسلین کلھم الا ان یکون نبیا جملہ ان عمر ھذہ الامۃ بعد نبیھا صلی اللہ علیہ وسلم وارد اور قضیہ مشہورہ کتب عقائد افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم و امثال ذالک کافی جس سے ظاہر کہ اسی ترتیب میں انبیاء و مرسلین کے بعد شیخین کو شمار کیا ہے تو اتحاد سلسلہ تحقیق واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

مولیٰ علی ان کے بعد شیخین۔.......... کہ ان حضرات کو نہ خدمت حدیث سے سروکار رہا نہ کلماتِ علماء کا مطالعہ تفضیلی ملا۔.......... آتا ہے بے تکلف کہہ دیتے ہیں اس سے غرض نہیں کہ توجیہ القول بمالا یرضیٰ بہ قائلہ کون سنے گا ذرا صبر کریں اور ہم اس رسالہ کے دونوں باب میں جو احادیث واقوالِ صحابہ وتابعین وخود ارشادات حضرت ابو الائمۃ الطاہرین وکلماتِ اہلبیتِ کریم وتحقیقاتِ صوفیہ مستندین ذکر کریں گے انہیں بنظرِ انصاف دیکھیں کہ ان سے بھی تاویلات بعیدہ رنگِ ثبوت پاتی ہیں جو تم نکالتے ہو یا صاف صاف حضرات شیخین کا رفعتِ شان وعلو مکان وبلند پائے گی ووالا رتبگی میں تمامہ امتِ مرحومہ سے اکرم واقدم ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ زیادہ تو انشاء اللہ تعالیٰ دورِ آئندہ پر موقوف ہے سر دست اتنا ہی سن لیجیے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ حافظ: عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ابو بکر و عمر خیر الاولین والاخرین و خیر اھل السموات و خیر اھل الارضین الا النبیین والمرسلین ابوبکر وعمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں سے اور بہتر ہیں سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے سوا انبیاء ومرسلین کے۔ اللہ ذرا انصاف کیجیے اگر مرتبہ مولا علی کا زیادہ ہوتا تو یہ الفاظ شیخین ہی کی نسبت تو فرمائے جاتے۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک جس کی قدر زیادہ وہی سب زمین وآسمان والوں اور اگلوں پچھلوں سے بہتر ہوگا۔ یہ طرفہ تماشا ہے کہ مرتبہ میں وہ بڑے اور جہان بھر سے بہتری ان کو۔ **تنقیح**: اہلِ سنت کہتے ہیں افضل الصحابہ صدیق ہیں پھر فاروق پھر ذی النورین پھر ابو الحسنین پھر بقیہ عشرہ پھر سائر صحابہ۔ جو حضرات امر خلافت میں تفاضل مانتے ہیں.......... چاہیے کہ یہ حیثیت آپ کی آگے کیونکر چلی کیا بقیہ عشرہ وباقی صحابہ بھی خلفا تھے.......... تفضیل ہوگی۔ **تنقیح**: جب یہ ٹھہراتے ہوں کہ ایک جہت سے افضل یہ اور ایک جہت سے وہ جیسا کہ اکثر بلکہ تمام سنفضیہ کا مقولہ ہے۔ تو علمائے سنت کو کیا ہوا ہے کہ صحابہ سے لیکر اب تک اسی جہت کا اعتبار کرتے ہیں جس سے شیخین افضل ہوئے۔ کبھی تو جہت آخر کا بھی خیال چاہیے تھا اور دوبارہ سلسلہ تفضیل قائم کر کے جناب مولا کو تقدیم دیتی تھی۔ جیسے عقیدہ افضل البشر بعد نبینا ﷺ ابو بکر ثم عمر ثم

عثمان ثم علی سے کتابیں مالا مال کردی ہیں، دس بیس یا دس بیس نہ سہی تین چار کتابوں میں افضل البشر بعد نبینا ﷺ علی ثم ابو بکر ثم عمر بھی تو کہتے یہ کیا ہوا کہ اس جہت کو یک لخت بھول گئے اور ہمیشہ صدیق افضل صدیق افضل کہتے رہے۔ خصوصاً جب کہ قرب و وجاہت عند اللہ میں حضرت مرتضوی زیادہ تھے تو یہی تفضیل تو انہی کو دینا تھی۔ پس خوب معلوم ہوا کہ سنیوں کے نزدیک گو مولا علی کو فضائل خاصہ حاصل جن میں شیخین کو اشتراک نہیں مگر وہ سب ان کے مقابل فضل جزئی ہیں کہ فضلِ کلی شیخین کی مزاحمت نہیں کرتے۔ **تنقیح:** فضلِ جزئی و فضلِ کلی کا فرق تو ہم پہلے سمجھا آئے کہ یہ افضل بالاطلاق اور وہ افضل بالتقیید کا مصداق ہے۔ اب ہم آپ صاحبوں کی یہ کیفیت دیکھتے ہیں کہ شیخین کی نسبت جیسا قرآن وحدیث واجماع امت سے ثابت اور زبانِ حق ترجمان حضور سید الانس والجان و مولا علی و اہلِ بیت کرام و صحابہ عظام علیہم صلوٰۃ والسلام پر جاری یہ کلمہ تم سے صاف صاف بطیب خاطر نہیں کہا جاتا کہ وہ.................. افضل ہیں بلکہ جب کہتے ہو اس میں کسی جہت وحیثیت کی قید لگا لیتے ہو۔ تمہارا یہ قید لگانا ہی دلیل باہر ہے کہ تم اس عقیدہ پر ثابت نہیں جسے قرآن وحدیث واجماع ثابت کر رہے ہیں ورنہ جس طرح رسول اللہ ﷺ اور مولا علی و اہلِ بیت و سائر صحابہ بے تخصیص وتقیید ان پر لفظ افضل کا اطلاق کرتے رہے تم بھی ایسا ہی کرتے کہ فضلِ کلی کا تقاضا ہی اطلاق و ارسال ہے۔ خیر تم نے تو یہ کہہ کر کہ شیخین اگر افضل ہیں تو اس بات میں اور دوسری وجہ سے مولا علی افضل بجائے خود سمجھ لیا کہ ہمارا مطلب کا مطلب حاصل اور مخالفت سنیان کی عار بھی زائل حالانکہ تمہاری یہ توزیع وتقسیم خود مخالفتِ اہلِ سنت پر اول دلیل ہے لیکن ہم ان کلمات کو یوں ہی گول نہ رہنے دیں گے۔ تم سے سوال ہوگا آیا یہ دونوں جہتیں دونوں جانب فضلِ جزئی کی ہیں یا کوئی فضلِ کلی کی بھی ہے بر تقدیر اول کس قدر ریخ عقل سے دور پڑتا ہے سوال یہ کہ افضل کون جواب یہ کہ سب ذی فضل اس کا انکار کسے تھا اور ایک معنی ان الفاظ کے کہ یہ فضل ان میں اور وہ ان میں تسویہ ہو سکتے ہیں یعنی سب برابر تو یہ قطعاً تمہیں بھی مقصود نہیں ہوتا نہ یہ تمہارا عقیدہ، اور ہو تو نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے اہل سنت تو کہیں گے کہ تم نے قرآن وحدیث واجماع کا خلاف کیا

، تفضیلیہ بھی اپنے میں نہ آنے دیں گے اور دور ہی سے دیکھ کر الگ الگ کریں گے۔ اور ایک محتمل اس کلام کا یہ بھی متصور کہ یہ بھی فاضل اور وہ بھی فاضل افضلیت کو خدا جانے، تو اب ہم کہتے ہیں الحمد للہ تم نے بیماری .... جہلِ مرکب سے انکار اور مرضِ سہل الزوال جہلِ بسیط کا اقرار کیا .... واقعی ہے تو انشاء اللہ علاج آسان ہے۔ حکیم ازلی کی طرف رجوع لایئے اور دیکھیے وہ اس درد کی کیا دوا بتاتا ہے۔ وہ فرماتا ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ذکر والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو، تم نے اس کے عوض ذکر والوں سے تو لڑائی ٹھان لی اور ان کی بات کو غلط کہنے لگے۔ سبحان اللہ جب تم جانتے ہی نہیں کہ کون افضل ہے تو جاننے والوں سے کیوں الجھتے اور انہیں عقیدۂ باطلہ پر سمجھتے ہو۔ بعضے سنفضیہ کہتے ہیں یہ کلمہ نیا ہمارا نہیں بلکہ ہمارے مشائخ وقت خلوت خاص میں ہمارے کان میں ایسا ہی کہہ دیتے تھے اور طرفہ یہ کہ یہ تہمت ان اجلہ افاضل واکابر اولیاء پر رکھتے ہیں جن کے فضل و معرفت کا چراغ اب تک ضیا بخش عالم ہے اور ان کی خاک آستان چومنے والا ایک آن میں سچا پکا سنی ہو جاتا خیر ان سے کہیے اگر بفرضِ غلط بعض مشائخ متقدین سے ایسا کلمہ صادر ہوا بھی اور انہوں نے کسی کی تفضیل پر اطلاع نہ پائی تو جانِ برادر تقلید علم میں ہوتی ہے نہ ناواقفی میں۔ انہوں نے نہ جانا تو اور جاننے والے تو ہیں۔ قرآن کا حکم دیکھیے یہ فرمایا کہ نہ جانتے ہو تو جاننے والوں سے پوچھو، یہ ارشاد نہیں ہوا کہ تمہارے بزرگوں میں کوئی نہ جاننے والا گزر گیا ہو تو اس کی پیروی کر کے تم بھی تعلم سے باز آؤ۔ اب جاننے والوں سے پوچھے تو ایک ان میں مسلمانوں کے مولا حضرت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ ان سے تو سنو وہ کس کس طرح تفضیلِ شیخین کی تصریح فرماتے اور اس کے مخالف کو .... ٹھہراتے ہیں پھر بھی مجال عذر باقی ہے۔ اب آیئے دوسری شق کہ فرمایئے ہم فضلِ کلی .... ہیں تو بالیقین دونوں جہتیں تو فضلِ کلی کی ہو نہیں سکتیں ورنہ تناقض لازم آئے کما لا یخفی ایک جہت کو جہت فضل کلی مانو گے اب ہم طالب تعیین ہوں گے کہ اگر وہ جہت وہ ہے جس سے حضرات شیخین متصف جب تو ہماری عین مراد پر آ گئے۔

للہ الحمد مہان من و او صلح فتاد

حوریاں رقص کناں دست بشکرانہ زدند

اب کیوں خواہ مخواہ الجھتے اور ہمارے عقیدہ سے بگڑتے ہو۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ فضل دونوں طرف اور افضلیت شیخین کو۔ اور جناب مرتضوی میں بہت فضائل خاصہ ایسے ہیں جو شیخین میں نہیں پھر یہ نزاع کا ہے پر تھے اور جو اس جہت کو جہت فضلِ کلی ٹھہرائیے جس سے جناب ولایت مآب متصف تو اب وہ جو پردہ رکھ لیا تھا کہ کھلے کھلے اہلِ سنت کے مخالف نہ بن جائیں بالکل ٹوٹ گیا۔

کھل گیا عشق صنم طرز سخن سے مؤمن

اب چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیوں ہو

صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ حضرات شیخین اگرچہ ذی فضل ہیں مگر ہم مولیٰ علی کو عند اللہ ان سے افضل اور درجہ قرب و وجاہت میں اعلیٰ و اکمل مانتے ہیں۔ اب تمہارے سامنے ان دلائلِ قاہرہ و بینات باہرہ کی بے امان شمشیریں چمکائی جائیں گی جن کے حضور عقول سلیمہ گردن جھکائیں اور ان کی آنچ کے آگے اوہام و خیالات کی آنکھیں جھپک جائیں۔ ہاں ابھی یہ کا ہے کو ہو گا پہلے تو تم ہی سے دلیل مانگی جائے گی اور کہا جائے گا اس جہت کا مولیٰ علی سے اختصاص پھر یہ کہ جس میں یہ صفت ہو وہی عند اللہ قرب رب الارباب و کثرت ثواب میں تمام امت سے زائد ہو گا اور یہ کہ جو وجوہ فضل شیخین کو حاصل ہیں اس کی معارض نہیں ہو سکتیں قرآن و حدیث سے ثابت کر دو ورنہ ....روی اور اتباع حق سے پہلو تہی کا اقرار کرو۔ غرض ہزار رنگ بدلیے ....سے چھپ کر کہاں جائیے گا۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش　　　من انداز قدت را می شناسم

و لعل هذه الابحاث كلها مما تفرد به الفقير الضعيف والحمد لربي الخبير اللطيف۔

تنبیہ نمبر ۳۔ بعض حضرات گمان کرتے ہیں جب ہم نے قرب و عز و جاہ میں شیخین کا فضل بتایا تو یہ تفضیل من جمیع الوجوہ ہو گئی حالانکہ وہ عقلمند اتنا نہیں دیکھتے کہ ہم بتصریح تفضیل من جمیع الوجوہ

کے منکر ہیں اور اس کے ماننے والوں کا رد بلیغ کرتے ہیں۔ مگر ابھی وہ نہ سمجھے کہ شیون عزو وجاہت و موجبات نفس فضیلت بکثرت و بے نہایت ہیں اور ان میں سے بہت جناب مولیٰ سے خاص لیکن صیغہ افضل التفضیل کے اطلاق علی الاطلاق کے جو مناط ہیں وہ موازنہ شیخین و ختنین میں شیخین سے مختص۔ جیسا کہ ہماری تقریریات سابقہ سے واضح ہو چکا پھر تفضیل من جمیع الوجوہ کہاں؟ خیر یہ گمان تو بے چارے عوام سنفضیہ کے تھے۔ شاباشی دیجئے ان مدعیان علم و فضل کو جو فضل کلی کے معنی افضلیت من جمیع الوجوہ سمجھے، منشاء اس کا اصطلاح علماء سے ناواقفی فضل کلی کے یہ معنی کہ مصحح اطلاق افضل بہ اطلاق ہو اور اطلاق افضل مقید کا مصحح فضل جزئی افضال جزئیہ کا حصول مفضول کو معقول پھر تفضیل من جمیع الوجوہ سے کیا علاقہ۔ حدیث فضلت علی الانبیاء بست کی شروح ملاحظہ کیجئے وہاں علماء کیا فرماتے ہیں کہ حضور سید المرسلین ﷺ کو کافہ انبیاء و مرسلین پر فضل کلی ہے۔ بعض افضال جزئیہ سے اگر خلیل وکلیم وغیرہما علیہم الصلوٰۃ والسلام مختص ہوئے تو کیا محذور۔

تنبیہ نمبر ۴: بعض حضرات گمان کرتے ہیں کہ ہم عیاذ باللہ تعالیٰ حضرت مولیٰ روحنا فداہ کے درپے توہین ہیں۔ جو مرتبہ شیخین کو ان کے رتبہ سے بڑھاتے ہیں حالانکہ یہ ان کی محض نادانی اور مسلمان پر بلا وجہ سوءِ ظن ہے مگر کریمہ یا یھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم سے ابھی ان کے کان آشنا نہیں۔ عزیزو ہمیں حکم ہے کہ ہر ذی فضل کو اس کا فضل دیں جب ہم نے مرتبہ حضرت مولیٰ رضی اللہ عنہ کا بعد ان تین حضرات کے تمام صحابہ کرام و اہل بیت عظام وکافہ مخلوق الٰہی جن و بشر و ملائکہ سے زیادہ جانا تو ان کا مرتبہ عند اللہ ایسا ہی تھا پھر توہین کیا ہوئی۔ توہین تو عیاذا باللہ جب ہوتی کہ ان تین حضرات کے سوا اور کسی کو حضرت مولا سے افضل بتاتے جیسا تم فضل حضرات شیخین کو کس کس طرح بلا کرتے ہو۔ اور جو اسی کا نام توہین ہے کہ جن کا فضل قرآن وحدیث سے ثابت ان سے مفضول مانے تو جو حضرات انبیاء سابقین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کا مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے درجہ عالیہ سے کم مانے وہ معاذ اللہ ان کی توہین کرنے والا ٹھہرے۔ اور توہین انبیاء قطعاً کفر۔ وائے مصیبت کس کی بے چارہ کس آفت میں پڑا حضور کو تفضیل

نہ دی تو خدا کا غضب نازل ہو دی تو انبیاء کی توہین قرار پا کر جہنم ابدی کا مستحق بنے، نہ دائے رفتن نہ روئے ماندن۔ اے عزیز اسی لیے ہمارے ائمہ تصریح فرماتے ہیں فضل شیخین فضل ختنین سے زائد ہے بے اس کے کہ فضل ختنین میں کوئی قصور و فتور راہ پائے۔

تنبیہ نمبر ۵: بعض علمائے سنفضیہ کو انکار افضلیت شیخین کی عجب تازہ تدبیر سوجھی۔ فرماتے ہیں اس قدر اپنا عقیدہ کہ خلفائے اربعہ سب اہل فضیلت و عالی مرتبت تھے۔ باقی ان میں ایک کو دوسرے پر تفضیل ہمارا منصب نہیں ہماری .... جبہ کیا جانیں۔ ایک سنی نے عرض کیا حضرت کا ارشاد مسلم مگر اکابر سلف جو تفضیل میں حکم کرتے آئے ان کی تقلید سے کیا چارہ فرمایا وہ بھی ان کے مراتب سے ناواقف تھے۔ اقول و ربی یغفر لی تو حاصل مطلب یہ کہ ائمہ اہل سنت نے جو تفضیل شیخین کا حکم دیا محض رجماً بالغیب تھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ الحق ادب دولتے ست عجب اچھا وہ اکابر نہ سمجھے مولیٰ علی سے جو تفضیل شیخین کا تواتر ہے اس کا کیا علاج۔ کیا وہ بھی اپنے مراتب سے آگاہ نہ تھے اور ان کا یہ اصرار محض نادیدہ راہ و نافہمیدہ کار عیاذ باللہ منہ یا عین الیقین پرمبنی تو بے اتباع کب بنی یہ بھی نہ سہی۔ حضور سید المرسلین ﷺ کے ارشادات کا کیا جواب، ہائے خوبی قسمت نوبت تابکجا رسید اور ہنوز اختتام نہ جانیے ابھی تو آیات سے سوال ہوگا۔ خدا نے اکرمکم عنداللہ کس طرح فرمایا خبر اتقا اور ارشاد ہو جائے کہ حضور سید المرسلین کو بے ہمتا و ہمسر اور کافہ انبیاء و رسل کا سرور مانتے ہیں یا نہیں۔ نہ مانیں تو مجھ سے نہ کہلوائیں علماء سے حکم مسئلہ دریافت فرمائیں اور مانیں تو ذرا ہے عقل سلیم و فکر حکیم جو خلفائے اربعہ کے ادراک فضائل میں عاجز آئے اور ان کے موالی و سادات کا مرتبہ فوراً سمجھ لے۔ اب گھبرا کر فرمائیے گا ہم نے کہاں سمجھا نصوص شرع نے حضور کو تفضیل دی ہم نے ان کی تقلید کی۔ ہاں اب راہ پر آ گئے تفضیل شیخین میں بھی نصوص دیکھ لیجیے کون کہتا ہے اپنی عقل کو دخل دیجیے۔ غرض دین متین میں کوئی راہ عذر نہیں ولکن اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ھذا اخر المقدمۃ والحمد للہ ما اکرمہ۔

سلسلہ مبادی بانجام رسیدن ورخت بمنزل مقصود کشیدن

اب کہ ہم نے بحمد.....................سب کانٹوں سے صاف کرلیا اور بتوفیق ربانی مادہ نزاع کو اس عمدہ طور پر تحریر...............شاید ان تحقیقات رائقہ وتدقیقات فائقہ کے ساتھ اس رسالہ کے غیر میں نہ پایا جائے۔ تو اب وقت وہ آیا کہ حول وقوت الٰہی پر توکل کر کے گلگوں آسمان خرام فکر کو رخصت جولان ہو اور نیزہ بازتر کتاز خامہ کو اجازت میدان تا ہم تبلیغ انجام پائے اور حجت الٰہی تمام ہو جائے۔ لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحییٰ من حیی عن بینۃ اللھم الیک فوضت امری و الیک الجأت ظھری فاصلح لی شأنی کلہ واغفرلی ذنبی دقہ وجلہ و حسبنا اللہ و نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول نصوص واخبار واجماع وآثار سے افضلیتِ شیخین کے اثبات میں

الحمد للہ و کفی و سلم علی عبادہ الذین اصطفی

اس باب میں بعدد سبع سموات سات فصول رفعت سمات ہیں۔

الفصل الاول فی الاجماع

جانا جس نے جانا اور فلاح پائی اگر مانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ حضرت سید المومنین امام المتقین عبداللہ بن عثمان ابی بکر صدیق اکبر و جناب امیر المؤمنین امام العادلین ابو حفص عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما وارضاہما کا جناب مولی المومنین امام الواصلین ابوالحسن علی بن ابی طالب مرتضے اسد اللہ کرم اللہ تعالی وجہہ بلکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم

اجمعین سے افضل و بہترین امت .... اجماعیہ ہے اصحاب رسول اللہ ﷺ کہ سادات امت و مقتدایان ملت و حاملان .... و ناصرانِ بزم رسالت ہیں، قرآنِ مجید خود صاحب قرآن کی زبان سے سنا اور اسباب فضل و کرامت کو بچشم خود مشاہدہ کیا در بار دربار نبوت میں لوگوں کے قرب و وجاہت اور اس میں باہمی امتیاز و تفاوت سے جو آگاہی انہیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں۔ بالاتفاق انہیں افضل امت جانتے اور ان کے برابر کسی کو نہ مانتے یہاں تک کہ جب زمانہ فتن آیا اور بدعات واہوائی شیوع پایا، شیعہ شنیعہ و بعض دیگر اہل بدعت نے خرقِ اجماع کیا، شق عصائے مسلمین کا ذمہ لیا مگر یہ فرقہ حقہ و طائفہ ناجیہ کہ اہل سنت و جماعت جن سے عبارت قرناً فقرناً و طبقة فطبقة اس مسئلہ پر متفق اللفظ رہا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں خ: ہم گروہ صحابہ زمانہ رسول اللہ ﷺ میں ابوبکر پھر عمر پھر عثمان کے برابر کسی کو نہ گنتے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں عس: ہم اصحاب رسول اللہ ﷺ کثیر و متوافر کہا کرتے افضل امت بعد رسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق ن: حضرت میمون بن مہران سے سوال ہوا شیخین افضل یا علی، اس کلمہ کے سنتے ہی انکے بدن پر لرزہ پڑا یہاں تک کہ عصا دست مبارک سے گر گیا اور فرمایا مجھے گمان نہ تھا اس زمانے تک زندہ رہوں گا جس میں لوگ ابوبکر و عمر کے برابر کسی کو بتائیں گے۔ یہاں سے ظاہر کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں تفضیل شیخین پر اجماع تھا۔ اور اس کے خلاف سے ان کے کان محض ناآشنا اور اسے ایسا جلی و صریح اور خلاف کو ناگوار و قبیح سمجھتے کہ بمجرد سوال صدمہ عظیم گزرا و فرط بدن کانپ اٹھا۔ اسی طرح امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ و سادات الامہ اس معنی پر اجماع صحابہ و تابعین نقل کرتے ہیں۔ کما حکاہ البیھقی وغیرہ و کفی بھم قدوۃ فی الدین معہذا خلافت میں تقدیم شیخین باجماع صحابہ و تابعین متواتر و معلوم بالقطع نہیں جس میں کسی مخالف حیادار غیر منکر آفتاب کو بھی مجال .... اور ان اساطین ملت کے معاملات و محاورات علی الاعلان شہادت دے رہے ہیں کہ یہ تقدیم بر بنائے تفضیل ہوئی اور انہیں افضل کے حضور تقدیم مفضول گوارا نہ تھی تو یہ اتفاق ان کا تفضیل شیخین پر دلیل کافی۔ ہم انشاء اللہ تعالٰی باب ثانی کی فصل میں اس مبحث کی تنقیح

وتوضیح کی طرف عود کریں گے والعود احمد فانتظر ۔ اسی طرح عامہ کتب اصول میں اس مسئلہ پر بتصریح اجماع نقل کیا یا بلا ذکر خلاف اسے مذہب اہل سنت قرار دیا۔ امام علام ابوزکریا محی الملۃ والدین نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح صحیح مسلم شریف میں فرماتے ہیں اتفق اھل السنۃ علی ان افضلھم ابو بکر ثم عمر ترجمہ سنیوں نے اتفاق کیا کہ افضل صحابہ ابوبکر ہیں پھر عمر ۱۲ منہ۔ اور فرماتے ہیں قال ابو منصور البغدادی اصحابنا مجمعون علی ان افضلھم الخلفاء الاربعۃ علی الترتیب المذکور ترجمہ ابومنصور بغدادی فرماتے ہیں ہمارے اصحاب اجماع کیے ہوئے ہیں کہ افضل صحابہ خلفائے اربعہ ہیں ترتیب مذکورہ پر ۱۲ منہ۔ تھذیب الاسماء واللغات میں فرماتے ہیں اجمع اھل السنۃ علی ان افضلھم علی الاطلاق ابو بکر ثم عمر ترجمہ اہل سنت نے اجماع کیا کہ مطلقا سب صحابہ سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ۱۲ منہ۔ امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں الافضل بعد الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ و قد اطبق السلف علی انہ افضل الامۃ حکی الشافعی وغیرہ اجماع الصحابۃ والتابعین علی ذالک ترجمہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد افضل البشر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور تحقیق سلف صالح نے ان کے افضل امت ہونے پر اتفاق کیا۔ شافعی وغیرہ اس امر پر اجماع صحابہ وتابعین نقل کرتے ہیں ۱۲ منہ۔ مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں افضلھم عند اھل السنۃ اجماعا ابو بکر ثم عمر ترجمہ اہل سنت کے نزدیک بالاجماع افضل الصحابہ ابوبکر ہیں پھر عمر ۱۲۔ علامہ فاسی شرح دلائل الخیرات میں فرماتے ہیں الاجماع علی فضیلۃ سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ علی سائر الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنھم ترجمہ ہمارے آقا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام صحابہ سے افضل ہونے پر اجماع ہے ۱۲۔ بستان فقیہ ابواللیث میں ہے قال محمد بن الفضل اجمعوا علی ان خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ﷺ ابو بکر ثم عمر الخ ترجمہ امام محمد بن فضل فرماتے ہیں سنیوں کا اجماع ہے کہ اس امت کے بہتر بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر ہیں پھر عمر ۱۲ منہ۔ علامہ ابن حجر زواجر میں فرماتے ہیں اجمع اھل السنۃ و الجماعۃ

علی ان افضلهم العشرة المشهور ولهم بالجنة علی لسان النبی الکریم فی سیاق واحد و افضل هؤلاء ابو بکر فعمر ترجمہ اہل سنت وجماعت نے اجماع کیا کہ افضل صحابہ وہ دس ہیں جن کے لیے جنت کی شہادت دی گئی زبان پاک حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر ایک سیاق میں اور افضل ان سب کے ابوبکر ہیں پس عمر ۱۲ منہ۔ فعلی کفایۃ العوام میں لکھتے ہیں و یجب اعتقاده ان اصحابه ﷺ افضل القرون ثم التابعون ثم اتباع التابعین و افضل الصحابۃ ابو بکر فعمر فعثمان فعلی علی هذا الترتیب ترجمہ اور واجب ہے اعتقاد رکھنا اس بات کا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرن تمام قرون سے افضل ہے پھر تابعین پھر تبع تابعین اور افضل صحابہ ابوبکر ہیں پس عمر پس عثمان پس علی اسی ترتیب پر ۱۲ منہ۔ علامہ باجوری شرح میں فرماتے ہیں قولہ: و افضل الصحابة ابو بکر الخ هذا ما علیه اهل السنة ترجمہ یہ جو ماتن نے افضل صحابہ ابوبکر کو کہا پھر عمر پھر عثمان پھر علی یہی عقیدہ ہے اہل سنت کا ۱۲۔ سیدی شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ الشریف تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں جمہور ائمہ دریں باب اجماع نقل کنند۔ قصیدہ بدء الامالی میں ہے وللصدیق رجحان جلی علی الاصحاب من غیر احتمال یعنی صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو صریح افضلیت ہے تمام صحابہ پر بے شبہ وشک ۱۲ منہ، شرح میں ہے رجحان جلی ای فضل واضح ثابت بالدلائل السمعیة و اجماع الامة فمن انکره یوشک ان فی ایمانه خطرا۔ حاصل یہ کہ تفضیل صدیق قرآن وحدیث واجماع امت سے ثابت، جو اس سے انکار کرے قریب ہے کہ اس کے ایمان میں خطر ہو۔ انتہی عجب اس سے جو اجماع صحابہ وتابعین وکافہ اہل سنت کا خلاف کرے پھر آپ کو سنی جانے۔ اے عزیز جیسے تمام ایمانیات پر یقین لانے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور ایک کا انکار کافر ومرتد کر دیتا ہے اسی طرح سنی وہ جو تمام عقائد اہل سنت میں ان کے موافق ہو۔ اگر ایک میں بھی خلاف کرتا ہے ہرگز سنی نہیں بدمذہب ہے۔ اسی لیے علمائے دین تفضیلیہ کو سنیوں میں شمار نہیں کرتے اور انہیں اہل بدعت کی شاخ جانتے ہیں۔ ابو شکور سلمی تمہید میں فرماتے ہیں: و

بعض کلامھم بدعۃ و لا یکون کفرا و ھو قولھم بان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان الفضل من ابی بکر و عمر و عثمان(۱) رضی اللہ تعالیٰ عنھم ترجمہ اور بعض کلام ان کا بدعت ہے کفر نہیں اور وہ یہ قول ان کا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل تھے ۱۲ منہ۔ عقائد بزدوی میں ہے اقلھم غلوا الزیدیۃ فانھم کانوا لا یکفرون احدا من اصحاب رسول اللہ ﷺ و یقولون ان ابا بکر و عمر کانا امامی حق و یفضلون علیا علیٰ سائر الصحابۃ ترجمہ سب رافضیوں میں کمتر غلو و شدت میں زیدیہ ہیں کہ وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی کو کافر نہیں کہتے اور کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر خلیفہ برحق تھے اور تفضیل دیتے ہیں علی کو باقی صحابہ پر ۱۲۔ غنیۃ الطالبین شریف میں کہ مشہور بذات پاک حضرت غوث اعظم ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقیدہ روافض میں مرقوم و من ذالک تفضیلھم علیا علیٰ جمیع الصحابۃ ترجمہ عقائد رفض سے ہے ان کا تفضیل دینا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو تمام صحابہ پر ۱۲۔ شرح قصیدہ امالی سے گزرا من انکرہ یوشک ان فی ایمانہ خطرا ترجمہ جو شخص تفضیل شیخین سے انکار کرے قریب ہے کہ اس کے ایمان میں خطر ہو ۱۲ منہ۔ امام ابوعبداللہ ذہبی امیر المومنین علی سے تفضیل شیخین کا بتواتر منقول ہونا ذکر کر کے فرماتے ہیں قبح اللہ الرافضۃ ما اجھلھم ترجمہ خدا رافضیوں کا برا کرے کس قدر جاہل ہیں یعنی حضرت مولیٰ کی محبت کا دعویٰ پھر ان کا ایسا صریح خلاف ۱۲۔ فتاویٰ خلاصہ میں ہے فی الروافض من فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع فتح القدیر میں ہے فی الروافض ان فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع بحر الرائق میں ہے الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع علامہ عبدالعلی برجندی شرح نقایہ اور علامہ شیخ زادہ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں فرماتے ہیں: الرافضی ان فضل علیا فھو مبتدع۔ شمس قہستانی کی شرح نقایہ میں ہے: یکرہ امامتہ من فضل علیا علی العمرین رضی اللہ

---

(۱) قولہ وعثمان اقول اراد بذالک تفضیلھم امیر المؤمنین علیا علی ھؤلاء الثلثۃ الکرام جمیعا لاعلی سبیل الانفراد اذ التفضیل علی علی عثمان لیس مما اتفق علی ردہ و طردہ کلمات اھل السنۃ بل منھم من وقف و منھم من عکس و ان کان تفضیل عثمان ھو المذھب المنصور و مشرب الجمھور واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

تعالیٰ عنہم۔ الاشباہ والنظائر میں ہے: ان فضل علیا علیھما فمبتدع ترجمہ اگر مولا علی کو شیخین سے افضل بتائے تو بدعتی ہے ۱۲۔ علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں فرماتے ہیں من فضل علیا محسب فھو من المبتدعۃ ترجمہ جو مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صرف افضل بتاتا ہے وہ اہل بدعت سے ہے ۱۲۔ علامہ بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبدالعلی لکھنوی قدس سرہ العزیز رسائل ارکان اربعہ میں فرماتے ہیں: اما الشیعۃ الذین یفضلون علیا علی الشیخین ولا یطعنون فیھما اصلا کالزیدیۃ فتجوز خلفھم الصلوۃ لکن یکرہ کراھتہ شدیدۃ ترجمہ شیعہ وہ جو مولا علی کو شیخین پر تفضیل دیتے ہیں اور شیخین کی شان پاک میں اصلا طعن نہیں کرتے جیسے زیدیان کے پیچھے نماز جائز تو ہے لیکن سخت کراہت کے ساتھ مکروہ۔ اس سے کراہت تحریمی ثابت ہوئی ۱۲۔ فاضل سید ابن عابدین شامی رد المحتار علی الدر المختار میں فرماتے ہیں: اذا کان یفضل علیا او یسب الصحابۃ فانہ مبتدع لا کافر ترجمہ جب کہ مولیٰ علی کی تفضیل مانے یا صحابہ کو برا کہے تو وہ بدعتی ہے نہ کافر ۱۲۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ میں فرماتے ہیں: دوم فرقہ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل می دادند و ایں فرقہ از ادنائے تلامذہ آں لعین شدند و شمہ از وسوسہ او قبول کردند جناب مرتضوی در حق اینہا تہدید فرمودند کہ اگر کسے را خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل می دہد او را حد افترا کہ ہشتاد چابک ست خواہم زد۔ علامہ محمد طاہر (۱)

---

(۱) علامہ میاں محمد طاہر در پٹن گجرات بودہ حق سبحانہ او را علم و فضل داد و بحرمین شریفین رفت و علماء و مشائخ آں دیار شریف را دریافت و تحصیل و تکمیل علم حدیث نمود و با شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ صحبت داشت و مرید شد و باز لو برکت و کرامت بوطن اصلی عود فرمود و بے در ازالہ بدع و اہل بدع کہ در آں دیار بودند تقصیرے نکرد آخر ہم بدست آں جماعہ در سنہ نیف و ثمانین و تسعمائہ بشہادت رسید شکر اللہ سعیہم و جزاہ عن المسلمین خیرا ۱۲ اخبار الاخیار ملخصا۔

اس مسئلہ کی نظیر (۱) مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں فان قیل فما حکم من جوز ذالک فهل یکفر به او یبدع او یلام او یمدح و یحسن بحسن فهمه لدلیل لاح له دون غیره من حذاق الامة و فضلاء الملة قلت ان کان المخالف من بعض للمتکلمین من اهل البدعة وهو الظاهر اذ لم یوجد فی اکثر نسخ الکلام خلاف من اهل السنة فیه فللاول وجه اذا التفضیل مجمع علیه قبل ابن عبدالبر و ان کان ذالک البعض من اهل السنة فللثانی وجه اذ مخالف الجمهور خصوصا اذا کان المخالف اقل قلیل یبدع کمن یخالف العمل بخبر الواحد یبدع و لو سلم ان المخالف فیه جمع معتد به فلا یخلو عن الملامة فان مخالفة الجمهور لمن لیس له رای لا یحسن وای فائدة فیه ولعله یترتب علیه مآلا ما لا یحمد عواقبه والله اعلم انتهیٰ کلامه الشریف ترجمہ پس اگر کہا جائے کیا حکم ہے اس کا جو جائز رکھے اس تفضیل اجماعی کے خلاف کو آیا کافر کہا جائے گا یا بدعتی یا ملامت کیا جائے گا یا اس کی تعریف و تحسین ہوگی اس کی اس خوش فہمی پر کہ وہ دلیلیں سمجھا جو اور حاذقان امت و فاضلان ملت پر ظاہر نہ ہوئیں کہوں گا میں اگر خلاف کرنے والا کوئی متکلم بدعتی ہو اور یہی ظاہر ہے کہ اکثر کتب عقائد جو دیکھی گئیں تو ان میں اس مسئلہ کا خلاف کسی سنی کی طرف نسبت نہ کیا جب تو کافر کہنے کی گنجائش ہے اس لیے کہ تفضیل پر ابن عبدالبر سے پہلے اجماع تھا اور جو یہ بعض کوئی سنی ٹھہرایا جائے تو اسے بدعتی کہنے کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مخالف جمہور کا خصوصا جب کہ مخالف نہایت کم ہو بدعتی ٹھہرتا ہے جیسے خبر واحد پر عمل کرنے کے مخالف کو بدعتی کہتے ہیں۔ اور بالفرض اگر مان لیا جائے کہ اس میں خلاف کرنے والے ایک جماعت معتد بہ ہیں تاہم تشنیع و ملامت سے خالی نہیں کہ مخالفت جمہور غیر ذی رائے کو خوب نہیں اور اس میں فائدہ ہی کون سا

---

(۱) اس مسئلہ کی نظیر میں یعنی مسئلہ تفضیل الصحابة علی من بعدهم و انما کانت نظیراً لها لان الاجماع علی تفضیل الشیخین ان کان قد شذ منه شاذ علی ما حکاه ابو عمر بن عبدالبر فکذلک الاجماع علی تفضیل الصحابة له ایضاً مخالف نادر کما مال الیه ابو عمر ایضاً ۱۲ منہ

ہے اور کیا عجب کہ اس مخالفت پر بالآخر وہ باتیں مترتب ہوں جن کا انجام محمود نہ ہو واللہ اعلم ۱۲۔

اقول ھکذا شقق و لیس کل تشقیق تشکیکا فالحق تعین الشق الثانی کما دلت علیہ کلمات العلماء ممن قبلہ و ذالک لان الخلاف و ان کان نادرا ینزل الا جماع عن درجۃ القطعیۃ ھکذا ذکر وا ولی فیہ کلام ساذکرہ ولکن الوجہ ان لیس کل اجماع یکفر من خالفہ والمسئلۃ مما لیس فیہا للتکفیر مطمع واللہ اعلم۔

اشتباہ: یہاں حضرات سنفضیہ کو بلدی کی گرہ ایک عبارت ابو عمر بن عبدالبر صاحب استیعاب کی سنی سنائی یا کسی اردو فارسی کے رسالہ میں دیکھ کر ہاتھ لگ گئی ہے اس پر وہ قیامت کے ناز ہیں کہ جامہ میں پھولے نہیں سماتے۔انہوں نے کہیں لکھ دیا ہے کہ صحابہ میں دو چار حضرات تفضیل حضرت مولا کے بھی قائل تھے۔اے میرے پروردگار اب صبر کی مجال کہاں ایک غل پڑ گیا کہ حضرت بھلا اجماع کیسا یہ مسئلہ خود صدر اول میں مختلف فیہ رہا ہے اب ہمیں اختیار ہے چاہیں مانیں چاہیں نہ مانیں۔

انتباہ: انا للہ و انا الیہ راجعون آدمی مطلب کی بات کو کو نہایت مخفی و دور اور راہ حق سے مہجور ہو کس قدر جلد مرحبا کہہ کر لیتا ہے اور خلاف مقصود کو اگرچہ کس قدر جلی و صریح و روشن اور دلائل ساطعہ کے جڑاؤ گہنوں سے سرتاپا مزین ہو ہرگز مسند قبول پر جگہ نہیں دیتا۔عزیز و اتنا تو خیال کر لیا ہوتا کہ ابو عمر بن عبدالبر سے پہلے ہزار ہا ائمہ دین و علمائے محدثین گزرے، وہ ناقدین جن کی عمر عزیز تجسس اخبار و تفحص آثار میں گزری منزلوں منزلوں جمع علوم متفرقہ کے لیے مسافرت کی، اسی تنقیح و تفتیش میں رات کے سونے، دن کے کھانے سے حظ نہ اٹھایا اس تلاش و کنکاش میں اپنا چین آرام یک لخت ترک فرمایا یہاں تک کہ ان کی .... متین کی پشت پناہ ٹھہری اور انہی کی بانٹی ہوئی دولت بقدر حصہ ابن عبدالبر کو .... روایت در حقیقت صحیح و معتبر ہوتی تو سخت تعجب کہ وہ اکابر دین اس سے محض غافل جائیں اور برابر بے ذکر خلاف اجماع صحابہ و تابعین کی تصریحیں فرمائیں اور (۱) ساڑھے تین سو برس کے بعد ابن عبدالبر اس پر آگاہی پائیں۔

---

(۱) ابو عمر یوسف بن عبدالبر ولد سنۃ ثمان و ستین و ثلثمائۃ و توفی سنۃ ثلث و ستین و اربعمائۃ ۱۲ مجمع بحار الانوار۔

مگر شیخ محقق کا ارشاد نہ سنا کہ جمہور ائمہ حدیث باب اجماع نقل کنند۔ آخر متاخرین کو علوم روایات سے جو کچھ پہنچا ہے متقدمین ہی کے واسطے سے ملتا ہے پانچ میں چند صدی کا فاصلہ کر آتا ہے۔ اب دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ روایت ان اکابر کو جو ابن عبدالبر کے بھی ائمہ و مشائخ ہیں پہنچی اور معاذ اللہ ان سب نے اس کے چھپانے پر اتفاق کر لیا جب تو سخت مصیبت ہے ایسا دعوی کرنے والا اپنے دین سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ آخر تمام شرع شریف، قرآن وحدیث جو کچھ پہنچا انہی حضرات کے واسطے سے پہنچا۔ جب یہاں انہوں نے ایک روایت کی کتمان پر اتفاق کر لیا تو امان اٹھ گئی۔ کیا معلوم ایسے ہی اور بہت آیات واحادیث چھپا ڈالی ہوں، وہی رافضیوں والا مذہب آ گیا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید میں بہت تبدیل وتنقیص کر دی اعوذ باللہ من وساوس الشیطان اللعین ۔ یا یہ ہوا کہ انہوں نے اس پر اطلاع پائی اور اپنی بصیرت ناقدہ وقریحت واقدہ سے اس کی بے اعتباری و ناسزاواری دریافت کر لی لہذا اس کی جانب التفات نہ کیا اور اسے قابل اعتنا نہ سمجھا۔ تو اب ایک ابن عبدالبر کے کہنے سے ان اکابر ائمہ کا نامعتبر سمجھنا کیونکر مقبول ہو سکتا ہے۔ بڑی وجہ اس خدشہ واہیہ کے دفع کی تو یہ ہے۔

وجہ دوم: اگر اس روایت کی صحت تسلیم بھی کر لی جائے تو ممکن کہ شاید ان اکابر نے جنہوں نے اس پر التفات نہ فرمایا اس خلاف کا وقوع بعد انعقاد اجماع سمجھا ہو اور بے شک جو خلاف بعد تحقق اجماع واقع ہو رافع اجماع، قابل قبول نہیں ہکذا قالوا۔

اقول وربی بفضلی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ممکن کہ اس خلاف کا تحقق قبل از انعقاد اجماع ہو۔ بعدہ ان صحابہ پر بھی دلائل افضلیت شیخین لائح ہو گئے اور اسی کی طرف رجوع فرمائے۔ اب اجماع کامل منعقد ہو گیا اور بے شک اہل خلاف جب رجوع کر کے شریک جمہور ہو جائیں تو خلاف سابق محض مضمحل ہو جاتا ہے اور اسکے لیے نفس مسئلہ میں نظیر بھی موجود حضرت ابو جحیفہ وہب الخیر رضی اللہ عنہ پہلے جناب مرتضوی کو افضل جانتے تھے یہاں تک کہ حضرت مولی نے انہیں تفہیم اور حق صریح کی تلقین فرمائی اس روز سے وہ بھی تفضیل شیخین کی طرف لوٹ آئے کما سیأتی فی الفصل

الخامس من هذا الباب انشاء اللہ تعالیٰ۔

وجہ سوم: مانا کہ ابتدا سے اختلاف تھا مگر ایسا خلاف، شاذ، نادر، مرجوح، ضعیف انعقاد اجماع میں خلل انداز نہیں۔

اقول: و ربی غفار الذنوب کس قدر جوش بدربانی ہے بالفرض اگر اس خلاف کا تحقق اول سے آخر تک تسلیم کرلیا جائے تو اس طرف سواد اعظم کے ہونے میں تو کوئی کلام ہی نہیں۔ کیا ارباب قلوب سلیمہ صرف اجماع کامل قطعی کی مخالفت سے بچتے ہیں اور سواد اعظم کے خلاف کو کوئی آفت نہیں سمجھتے۔ ذرا صبر کیجیے ہم وجہ الختام میں جو حدیثیں ذکر کریں گے انکا انتظار رکھیے۔ پھر یہ خوشی کس بات کی ہے اگر کوئی صورت تمہارے لیے جواز مخالفت کی مل جاتی تو البتہ فرح و سرور کی جگہ تھی للہ انصاف۔ اگر یہ مقدمہ مان لیا جائے کہ اجماعی مسئلہ میں کوئی حکایت خلاف، اگرچہ روایت و درایت اس کے مساعد نہ ہو ہاتھ آ جائے اس میں ہر کسی کو قبول و عدم قبول کا اختیار رہتا ہے کو اس طرف ان معدودین کے سوا کافرا کابر و ملت ....ہوں تو یقین جان لو کہ اسی وقت رونگٹ شریعت درہم و برہم ہوئی جاتی ہے کہ وہ مسائل تو اقل قلیل ہیں جن میں کوئی قول شاذ خلاف پر نہ مل سکے۔ بہت مسائل مسلمہ مقبولہ جنہیں ہم اہل حق اپنا دین و ایمان سمجھے ہوئے ہیں انکے خلاف میں بھی ایسے اقوال مرجوحہ، مجروحہ، مجبورہ، مطروحہ بتلاش مل سکتے ہیں کتابوں میں غث و سمین ورطب و یابس کیا کچھ نہیں ہوتا مگر خدا سلامت طبع دیتا ہے تو صحیح و سقیم میں امتیاز میسر ہوتا ہے ورنہ انسان ضلال بدعت یا وبال حیرت میں سرگرداں رہ جاتا ہے۔ اگر شریر طبیعتوں، فاسد طینتوں کا خوف نہ ہوتا تو فقیر اپنی تصدیق دعویٰ کو چند مسائل اس قسم کے معرض تحریر میں لاتا مگر کیا کیجیے کہ بعض طبائع اصل جبلت میں حتا سہ حتا سہ بنائے گئے ہیں کہ شب و روز تتبع اباطیل و تفحص قال و قیل میں رہتے ہیں۔ کما قال ربنا تبارک و تعالیٰ اما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاویله ۔ یہ طبیعتیں جہاں اپنی شرارت سے ادنیٰ موقع رخنہ اندازی کا پاتی ہیں ہدم بنیان اسلام کے لیے کمر بستہ ہوجاتی ہیں اعاذنا اللہ من شرھن آمین ۔ مگر گلے نمونہ از

جیسے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی صحت مختلف فیہ ہے۔ جمہور ائمہ اسے صحیح جانتے اور ابوداؤد صاحب سنن و ابو حاتم رازی وغیرہم اجلہ اکابر محدثین جن کی نقادی و امامت و مبصری و جلالت آفتاب نیمروز سے اظہر اس میں جرح وطعن رکھتے ہیں۔ آیا اگر کوئی شخص اس خلاف کے اعتبار سے حدیث کو صحیح نہ جانے اور عیاذاً باللہ حضرت مولا کا مولی المسلمین ہونا نہ مانے تو تم اسے معذور کہو گے اور اسکے اس انکار کو مکروہ نہ جانو گے۔ حاشا ہرگز ایسا نہ ہوگا بلکہ اسے اسکے شنیع منکر کے مقتضی سے بدرجہا زائد تشنیع وملامت کا مستحق سمجھو گے حالانکہ یہ خلاف اس خلاف سے بمراتب محکم وتابلت تر ہے جسکا دامن پکڑ کر تم نے تفضیل شیخین سے انکار اپنے حق میں روا ٹھہرا لیا بلکہ تمہارے سامنے تو اگر کوئی عارف بصیر حدیث لحمہ من لحمی و دمہ من دمی کی اسناد مظلم وشنیع کی خرابیاں ظاہر کرے گا اسکے دشمن ہو جاؤ گے، اگرچہ درحقیقت وہ روایت ایسے ہی ہے جسے کوئی ماہر فن صالح قبول واعتبار نہیں کہہ سکتا کما سنذکرہ فی الخاتمۃ انشاء اللہ۔ پھر اس تحکم وزبردستی کا کیا علاج کہ جو تمہارے زعم میں تمہارے موافق ہو اگرچہ مجروح ہو مقبول اور جو تمہارے اوہام باطلہ کے قلع وقمع پر ناطق ہو اگرچہ منصور ہو مخذول فالی اللہ الشکوی و الیہ الرجعی۔

وجہ چہارم: وہ چند صحابی جن سے ابن عبدالبر نے تفضیل حضرت مرتضوی نقل کی اس سے یہی معنی بالتعین مفہوم نہیں ہوتے کہ وہ حضرت مولی کو شیخین پر فضل کلی مانتے ہوں۔ ممکن کہ تقدم اسلام وغیرہ فضائل خاصہ جزئیہ میں تفضیل دیتے ہوں اور یہ معنی ہمارے منافی مقصود نہیں کہ ہم خود مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ کے لیے خصائص کثیرہ کا ثبوت تسلیم کرتے ہیں۔ کلام ہمارا افضلیت بمعنی کثرت ثواب وزیادت قرب ووجاہت میں ہے۔ جب تک ان روایات میں جناب مولی کی نسبت اس معنی کی تصریح نہ ہو ہم پر وارداور حراج اجماع کی مفسد نہیں ہوسکتیں۔

اقول: وباللہ التوفیق بلکہ ظن غالب یہی ہے اور فقیر اس پر چند شاہد عدل رکھتا ہے۔

شاہد اول: حفظ حرمت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کہ اس قدر تو یقیناً معلوم کہ ان چھ

سات کے سوا تمام صحابہ تفضیل شیخین پر اتفاق کیے ہوئے تھے اور احادیث اس بارے میں اس قدر بکثرت وارد جن کا اجلہ اصحاب پر پوشیدہ رہنا عقل گوارا نہیں کرتی۔ مخالفت سواد اعظم و خلاف احادیث سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیسی سخت شناعت ہے اور اس کا صحابہ کی طرف بزور زبان نسبت کرنا کس درجہ گستاخی و وقاحت۔

شاہد ثانی: خود وہ روایت جس میں ابو عمر نے ان صحابہ سے تفضیل حضرت مولا نقل کی اس میں یہ الفاظ موجود کہ وہ حضرات فرماتے تھے۔ ان علیا اول من اسلم بے شک علی سب سے پہلے اسلام لائے کما فی الصواعق۔ تو واضح ہوا کہ وہ تاویل جو علماء نے پیدا کی تھی اس کا مؤید صریح خود نفس کلام میں موجود۔

شاہد ثالث: ہم ان شاء اللہ تعالیٰ باب ثانی کی فصل میں ثابت کریں گے کہ خلافت صدیق بر بنائے تفضیل تھی۔ فاروق اعظم وغیرہ صحابہ نے ان کی افضلیت مطلقہ ثابت کی اور اسی پر نزاع منقطع ہو کر بیعت واقع ہو گئی اور پھر ظاہر کہ ان بیعت کرنے والوں میں وہ صحابہ بھی تھے جن سے ابن عبد البر نے یہ روایت شاذہ نقل کی۔ اگر انہیں تفضیل صدیق میں خلاف ہوتا تو یقیناً ظاہر فرماتے کہ وہ اساطین دین اظہار حق میں ہرگز مداہنت نہ کرتے اور لومت لائم کو مطلق خیال میں نہ لاتے۔ تم نے بھی سنا ہوگا الساکت عن الحق شیطان اخرس حق بات کے اظہار سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔ حاشا کہ یہ شناعت قطعیہ ان کے دامن پاک کو لاحق ہو پس بالضرور اگر انہوں نے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو افضل کہا تو اور ہی باتوں میں کہا جو فضیلت متنازع فیہا سے مطلق علاقہ نہیں رکھتیں۔

شاہد رابع: ہماری مظنون پر ایک اعلیٰ شاہد و اقوی مؤید خود ابو عمر ابن عبد البر کا کلام ہے کہ انہوں نے جس طرح اس مسئلہ میں یہ روایت غریبہ لکھ دی یوں ہی مسئلہ تفضیل صحابہ میں بھی جانب خلاف جھکے۔ اور جمہور سے کہ حضرات صحابہ کرام کے تمام لاحقین سے افضل مانتے آئے الگ راہ چلے فرماتے ہیں متاخرین میں بعض صالحین ایسے ہیں کہ اہل بدر و حدیبیہ کے سوا اور افراد صحابہ سے

افضل ہیں اور اس مدعا پر بعض ایسی دلیلیں پیش کیں جن میں افضلیت بمعنی متنازع فیہا کی بو نہیں۔ علماء نے ان دلائل کے جواب میں فرمایا ان سے جو کچھ ثابت ہوا ہمارے مدعا سے مخالفت نہیں رکھتا۔ ان ہی میں سے ہے۔ حدیث رت نہانی ایمام لىلعامل فیهن الحدیث کہ معہ اپنے جواب کے تبصرہ ثامنہ میں گزری اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کے تمام تمسکات کا رد بلیغ رسالہ اسد النتابہ میں لکھیں گے جو ہنوز زیر تالیف ہے۔ اور خدا چاہے تو اس کی تفتیش اس رسالہ کے تتمیم پر موقوف۔ اب دو باتیں ہیں۔ یا تو ابو عمر کا کلام معتر کہ فضل کلی سے معزول اور فضائل جزئیہ پر محمول مانا جائے، جب تو خرق اجماع و مخالفت سواد اعظم سے بھی بچ جائیں گے اور معاندین کو بھی ان کے کلام سے محل احتجاج نہ رہے گا اور اس پر ایک گواہ یہ بھی کہ خود ابو عمر کے کلام سے مفہوم کہ تفضیل شیخین پر اجماع مستقر کما فی الصواعق۔ یا راہ تاویل مسدود کر کے خواہ مخواہ فضل کلی پر ڈھالیے تو بالیقین فضل کلی کے جو معنی محققین کے نزدیک قرار پائے ہیں ابو عمر ان سے غافل تھے کہ ان کے دلائل اس پر انطباق نہیں رکھتے کما مر۔ اور جب وہ خود فضل کلی و جزئی میں فرق نہ رکھتے تھے تو ان کا یہ کہہ دینا کہ وہ صحابہ معدودین تفضیل حضرت مولیٰ کے قائل تھے محض مہمل اور پایہ استناد سے ساقط ہو گیا۔ ممکن کہ ان اصحاب نے مولیٰ علی کے لیے فضل جزئی مانا ہو اور ابو عمر بوجہ عدم تفرقہ کے اس سے تفضیل متنازع فیہ سمجھ لیے۔ اور ایک فائدہ ایمانیہ ہمیشہ نصب العین رکھنا چاہیے کہ اگر دامن انصاف پکڑ کر اس پر عمل کیا جائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت کام آئے گا اور اکثر تسویلات ابلیس لعین سے بچائے گا۔ وہ یہ کہ علماء سب بشر تھے اور سہو و خطا سے غیر معصوم۔ ہر شخص کے کلام میں اگرچہ کیسے ہی وجیہ علو شان و رفعت مکان میں ہو دو ایک لغزشیں ضرور ہوتی ہیں۔ وہاں معیار کامل و محک حق و باطل کلمات اکابر سلف و جماہیر ائمہ ذی فضل و شرف ہے۔ جو کچھ اس کے خلاف ہو مسند قبول پر ہرگز جگہ نہ دی جائے کہ سلامت اتباع سلف اکرم و سواد اعظم میں ہے نہ یہ کہ کسی عالم سے جو لفظ بہ سبقت قلم نکل گیا اسے حرز جان کیجیے اور کلمات جماہیر سلف و خلف طاق نسیان پر رکھ دیجیے۔ یہاں بھی ابو عمر کا تخلیہ کافہ سابقین و لاحقین کی تغلیط سے آسان تر اور ان سب سے زیادہ دشوار بعض صحابہ کا مخالفت حدیث و سواد اعظم قدیم و حدیث کی طرف نسبت کرنا اللہ توفیق، ادب و استقامت بخشے آمین۔

شاہد خامس: واہ عجب لطف ہے

ع ماہا ہوران مسی دو ہمہ و یاد تو دان مے دود

جن چھ صحابہ سے ابو عمر نے تفضیل سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نقل کی ان میں سے دو سیدنا ابوسعید خدری و جابر بن عبداللہ انصاری ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حالانکہ خود یہ حضرات حضور سرورِ عالم ﷺ سے تفضیل صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں۔ آیا معقول کہ یہ سرورانِ امت خود زبانِ حق ترجمان حضور سید الانس والجان علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان سے تفضیل صدیق و فاروق سنیں اور نشر علم کے لیے ان احادیث کو تابعین کے سامنے روایت کریں اور آپ اسکے خلاف تفضیل سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے قائل ہوں۔ جابر و خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں صاحبوں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث طس: ابو بکر و عمر سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین روایت کی یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر و عمر سردار ہیں تمام مشائخ اہل بہشت کے اگلوں پچھلوں سے سوا انبیاء و مرسلین کے۔ اور تنہا جابر نے حدیث طب: ما طلعت الشمس علی احد منکم افضل من ابی بکر نقل فرمائی کہ حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ آفتاب نہ چمکا تم میں سے کسی پر جو ابوبکر سے افضل ہو۔ اور نیز جابر نے روایت کیا خط: حضور نے فرمایا اس وقت وہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میرے اس سے بہتر کوئی نہ پیدا کیا اور اس کی شفاعت روزِ قیامت مثل میری شفاعت کے ہوگی۔ جابر فرماتے ہیں کچھ دیر گزری تھی کہ صدیق حاضر ہوئے، حضور نے قیام فرمایا اور انہیں گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور دیر تک انس حاصل کیا۔ اسی طرح اسکے سوا اور روایات ان حضرات سے ان شاء اللہ تعالیٰ فصول آتیہ میں آئیں گی۔ اب تو بالیقین واضح ہوگیا کہ اگر ان صحابہ نے حضرت مولا کو تفضیل دی تو لاجرم فضائل جزئیہ پر نظر کی ورنہ صریح منکر و باطل اور حلیہ صحت سے عاطل اور جب ان دو کے بارہ میں یہ کل کھلا تو باقی چار سے حکایت پر کیا اطمینان رہا۔

ع سالہا کہ نکوست از بہارش پیدا است

بالجملہ ابو عمر کی یہ حکایت غریبہ روایۃً معلول اور درایۃً غیر مقبول اور اس کی تسلیم میں حفظ حرمت صحابہ سے عدول اور بر تقدیر ثبوت ظن غالب متحقق بسر حد یقین کہ ان صحابہ کا کلام فضل جزئی پر محمول۔ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جیسے معنی غیر ثابت کا ثبوت یمکن و یحتمل کی توسعوں سے غیر متصور یوں ہی امر متحقق و ثابت کا رفع بھی کان و لعل کی طول امل پر تجویز عقل سے باہر، جب کہ جماہیر ائمہ سلف تفضیل شیخین پر تصریح اجماع کرتے آئے تو ایسے روایت سے نقض اجماع جس میں صدہا احتمال پیدا اور افادۂ مقصود میں تعیین و کفایت سے محض جدا بلکہ اطراف و جوانب کا ملاحظہ خلاف مراد کو صریح ترجیح دے رہا ہے کیونکر معقول ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر ہمت کر کے ہمارے تمام اعتراضات مذکورہ اٹھا دیجیے اور روایت کی صحت اور شذوذ و نکارت و قدح علت سے سلامت اور ان حضرات کا مولیٰ علی کو بمعنی فضل کلی تفضیل دینا اور انعقاد اجماع سے پیشتر اس خلاف کا ظاہر ہونا اور اخیر تک مستمر و مستقر رہنا بدلائل ساطعہ ثابت کر دو تو البتہ اس ساری عرق ریزیوں کا اس قدر پھل تمہیں ملے گا، یہ اجماع درجہ اول کا ٹھہرے گا مگر ہیہات ہیہات کہاں تم اور کہاں یہ اثبات۔ پھر ایسے خیالی شعبدوں پر ناز کرنا عاقل کا کام نہیں سوا پکڑے ڈوبنے سے بچنا معلوم، اللہ انصاف انصاف عطا فرمائے

آمین! هکذا ینبغی تحقیق المقام بتوفیق الملک العزیز العلام۔

فائدہ جلیلہ: بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے ان مباحث مہمہ کو ایسی روش بدیع پر تقریر کیا جس سے نگاہ حق بین میں اس روایت کی مطلق وقعت نہ رہی اور دامن اجماع غبار نزاع سے یکسر پاک و صاف ہو گیا اور قطعیت اجماع میں کوئی شک و شبہہ نہ رہا۔ ایسے احتمالات واوہام کی بنا پر اجماع کو درجہ ظنیت میں اتار لانا جیسا کہ بعض علماء سے واقع ہوا ہرگز ٹھیک نہیں اور جب اجماع قطعی ہوا تو اس کے مفاد یعنی تفضیل شیخین کی قطعیت میں کیا کلام رہا۔ ہمارا اور ہمارے مشائخ طریقت و شریعت کا یہی مذہب۔ اگرچہ برخلاف امام اہل سنت سیدنا ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ متاخرین کو اس میں شکوک ہوں اگر منظور خدا ہوا اور زمانہ نے فرصت دی تو ہم خاتمہ کتاب میں اس مبحث کی تنقیح و توضیح

کریں گے۔ مگر تفضیل اگرچہ ظنی ہو تفضیلیہ یا سنیفیہ کی خوشی کا کوئی محل نہیں ہم ان فرقوں کو کافر تو نہیں کہتے جو قطعیت مسئلہ کی حاجت ہو، بدعتی بتاتے ہیں۔ سو اس کے لیے قطعی کا خلاف ضرور نہیں۔ علماء تصریح فرماتے ہیں جو شخص شب اسرا حضور کا آسمانوں پر تشریف لے جانا نہ مانے بدعتی ہے۔ حالانکہ دلیل قطعی سے صرف بیت المقدس تک جلوہ افروز ہونا ثابت۔ علامہ محمد طاہر کی عبارت اسی فصل میں گزر چکی کہ خبر واحد پر عمل میں خلاف کرنے والا بدعتی کہا جاتا ہے۔ حالانکہ احاد کو قطعیت سے کیا علاقہ اور ہمارا دعویٰ کہ اس فرقہ کا بدعتی ہونا ہی خود اکابر علماء کی تصریحات سے ثابت کما سبق۔ پھر قطعیت وظنیت کا خدشہ پیش کرنا محض بے سود ونا۔ محمود سیدی ابوالحسین احمد نوری مدظلہ العالی نے کیا خوب ارشاد فرمایا کہ تفضیل قطعی ہوتی تو مرتبہ فرض میں رہتی اب ظنی مانو تو درجہ وجوب میں ہے، دونوں کا خلاف نفس لحوق اثم میں یکساں۔ پھر ظنی ٹھہرا کر کام کیا نکلا، کیا بر بنائے ظنیت ترک واجبات جائز ہے۔ اسی طرح یہ مغالطہ کہ مسئلہ تفضیل ضروریات دین سے نہیں محض جہالت۔ اہل تحقیق کے نزدیک تو حقیت خلافت خلفائے اربعہ بھی ضروریات دین سے نہیں، پھر کیا اس سے انکار کرنے والا آفت گمراہی سے اپنے کو بچا کر کہیں لے جائے گا۔ اس کے جواب میں بھی وہی دونوں باتیں کافی کہ ہم تفضیلیہ کو کافر نہیں کہتے جو مسئلہ کا ضروریات دین سے ہونا ضرور ہو، بدعتی کہتے ہیں سو تصریحات ائمہ سے ثابت۔ دوسرا جواب حضرت سید الواصلین مدظلہ کا کہ واجبات بھی تو ضروریات دین سے نہیں پھر کیا ان کا ترک شیر مادر ٹھہرے گا۔ ان خرافات بازیوں پر اہل علم سے مناظرہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

تنبیہ الختام، مذمت مخالفت جماعت: اے عزیز خدا اور رسول سے ڈر اور اپنے ایمان پر رحم کر مسلمانوں کے خلاف راہ نہ چل اور زمرہ خارقان اجماع سے نکل شاید جو سخت وعیدیں اور درد ناک تہدیدیں مخالفت اجماع ومفارقت سواد اعظم پر وارد ہوئیں ابھی تیرے گوش ہوش تک نہ پہنچیں ورنہ مبتدعوں کا ساتھ نہ دیتا اور ایسی بلائے عظیم اپنے سر نہ لیتا۔ اب سن لے حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے، و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین

نولہ ما تولی و نصلہ جھنم و ساء ت مصیرا جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ راہِ
ہدایت اس کے لیے ظاہر ہو گئی اور مسلمانوں سے الگ راہ چلے، ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں
اور جہنم میں پیٹھا دیں اور کیا بری جائے بازگشت ہے۔و اخرج الحاکم عن عبداللہ بن دینار
عن عبداللہ بن عمرو عن عبداللہ بن طاؤس عن ابیہ عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ
تعالی عنھم و ھذا حدیث ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ لا یجمع اللہ ھذہ الامۃ
علی الضلالۃ ابدا و قال ید اللہ علی الجماعۃ فاتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ
شذ فی النار و قد اخرجہ بنحوہ الترمذی من حدیث ابن عباس مرفوعا واخرجہ
ابن ماجۃ من حدیث انس رفعہ فاقتصر علی قولہ اتبعوا الی اخرہ یعنی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خدا اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور فرمایا خدا کا ہاتھ جماعت پر
ہے پس بڑے گروہ کی پیروی کرو کہ جو الگ ہو گیا تھا، دوزخ بھیجا گیا۔و اخرج ایضا عن ابی
ذر و عن الحارث الا شعری فی حدیث طویل و عن نافع عن ابن عمر عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وھذی روایۃ ابی ذر قال قال صلی اللہ علیہ وسلم من فارق
الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ و بمثلہ اخرجہ عنہ احمد و
ابو داؤد یعنی فرماتے ہیں جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہو جائے پس تحقیق اس نے اسلام کی رسی
اپنی گردن سے نکال ڈالی۔وایضاً عن الحاکم فی مستدرکہ عن معاویۃ عن النبی ﷺ قال
قال من فارق الجماعۃ شبرا دخل النار یعنی فرماتے ہیں جو جماعت سے بالشت بھر الگ ہو
دوزخ میں جائے۔وایضاً عن حذیفۃ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من فارق الجماعۃ
واستذل الامارۃ لقی اللہ ولا حجۃ لہ یعنی فرماتے ہیں جو جماعت سے جدا ہو اور بادشاہت
اسلام کو ذلیل جانے خدا سے اس حال پر ملے کہ اس کے لیے کوئی حجت اور اپنی برأت کی دلیل نہ
ہو۔ وایضاً عن فضالۃ بن عبید عن رسول اللہ ﷺ انہ قال ثلثۃ لا یسال عنھم رجل
فارق الجماعۃ و عصی امامہ فمات عاصیا امامہ الحدیث یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
تین شخص ہیں جن کی روزِ قیامت بات نہ پوچھی جائے گی، ایک وہ کہ جماعت سے مفارقت اور اپنے

امام کی نافرمانی کرے اور اسی حال پر مر جائے۔ وایضاً عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال الصلوة المکتوبة الی الصلوة المکتوبة التی بعدها کفارة لما بینهما والجمعة الی الجمعة و شهر رمضان الی شهر رمضان کفارة لما بینهما ثم قال الا من ثلث الا من الاشراک بالله و نکث الصفقة و ترک السنة و قالا ما ترک السنة فالخروج من الجماعة ملخصا خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک نماز فرض دوسری نماز فرض تک کفارہ ہوتی ہے ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں واقع ہوں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان رمضان تک۔ مگر تین گناہ ان سے نہیں مٹتے، شرک اور امام حق کی بیعت توڑنا اور ترک سنت۔ پھر فرمایا ترک سنت کے معنی ہیں جماعت سے نکل جانا۔ وایضاً من طریق عبدالله بن دینار عن عبدالله بن عمر عن عمر والبیهقی بسنده عن الامام الشافعی عن سفین بن عیینة عن عبدالله بن ابی لبید عن ابن سلیمان بن یسار عن ابیه عن عمر عن النبی ﷺ قال من اراد منکم بحبحة الجنة فلیلزم الجماعة فان الشیطان مع الواحد و هو من الاثنین ابعد یعنی نبی ﷺ نے فرمایا جو وسط جنت چاہے جماعت کو لازم پکڑے کہ شیطان ایک کے ساتھ ہے اور دو سے دور تر۔ و اخرج الامام احمد عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله ﷺ ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة و القاصیة والناحیة وایاکم و الشعاب و علیکم بالجماعة والعامة یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں بے شک شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسے یہ بھیڑیا بکریوں کا، کہ اسی بکری کو پکڑتا ہے جو گلے سے بھاگ جائے یا گلے سے دور ہو جائے یا ایک کنارے پر ہو اور بچاؤ اپنے کو پہاڑ کی گھاٹیوں یعنی تنگ و تاریک راہوں سے جو طریقہ واضحہ سنت و جماعت سے جدا ہیں اور لازم (۱)

---

(۱) ونعم ما قال العارف الرومی المولوی المعنوی قدس سرہ الزکی آنکہ سنت یا جماعت ترک کرد در چنیں مسبع زخون خویش بست سنت رہ جماعت چوں رفیق بے رہ و بے یار افتی در مضیق۔ فائدہ در راحة القلوب ملفوظات طیبات حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ الاطیب الاطہر جمع فرمودہ حضرت سیدنا سلطان الاولیاء نظام الملة والدین محبوب الٰہی افاض اللہ علینا من فضیہ اللہ تعالیٰ سیفر ماید مجلس نہم ماہ شعبان ۶۵۵ھ فرمود ہر کہ از مرید و شیخ بر قانون مذہب اہل سنت و جماعت نباشد و حکایت او موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نباشد او در مثے یکے از راہ زنان ست انتہی بلفظہ الشریف ۱۲ منہ غفرلہ۔

پکڑو جماعت و جمہور کو۔ احادیث اس بارہ میں بکثرت ہیں۔ ولا مطمع فی استقصائها۔
برادر تو نے سنا کہ علمائے دین وائمہ شرع متین تفضیلیہ کو بدعتی قرار دیتے ہیں فایاک ثم ایاک
کہ تو ان کا ساتھ دے اور اس مصیبت ہائلہ کو اپنی جان پر گوارا کرے بئس الاسم الفسوق بعد
الایمان مسلمان ہو کے بدعتی کہلانا کیا برا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کہ فرماتے
ہیں ن: عن انس ۲ اهل البدع شر الخلق و الخليقة اہل بدعت تمام خلق و عالم سے بدتر
ہیں۔ اور فرماتے ہیں حم: عن ابی امامۃ الباہلی اصحاب البدع کلاب اهل النار بدعت
والے دوزخیوں کے کتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ اد: عن الامیر معاویۃ ت: عن عبداللہ بن عمرو
رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان هذه الامة ستفترق على ثلث و سبعين الثنان و سبعون فى
النار وواحدة في الجنة اد: وهى الجماعة ت: قالوا من هى يا رسول الله قال ما
انا عليه و اصحابی بے شک عنقریب یہ امت تہتر فرقے ہو جائے گی ان میں بہتر (۷۲)
دوزخ میں ہیں اور ایک جنت میں اور وہ فرقہ جماعت ہے اور ایک روایت میں ہے صحابہ نے عرض
کیا یا رسول اللہ وہ جنتی فرقہ کون ہے فرمایا وہ ملت جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔ اور فرماتے
ہیں ت طب حب مس: کلہم عن ام المومنین الصدیقۃ و مس عن سیدنا علی ایضا رضی اللہ تعالیٰ
عنہما۔ ستة لعنتهم لعنهم الله و كل نبی مجاب فذكر منهم التارک السنة اھ:
ملخصاً چھ ہیں جنہیں میں نے لعنت کی اللہ ان پر لعنت کرے اور ہر نبی (۱) کی دعا مقبول ہے ایک
وہ جو راہ سنت چھوڑ دے اور فرماتے ہیں طس تی ضم: کلھم عن انس ان الله حجب التوبة
عن كل صاحب بدعة حتى يدع بدعته بے شک اللہ نے روک رکھی ہے توبہ ہر بدعتی سے
یہاں تک کہ اپنی بدعت کو چھوڑ دے یعنی اگر نہ چھوڑی اور اسی حال میں موت آ گئی تو دنیا سے بے

(۱) لا یصح عطف کل علی فاعل لعنتہم و مجاب صفۃ لہ لانہ یلزم کون بعض الانبیاء غیر مجاب ۱۲ منہ دامت برکاتہم۔

تو بہ جائے گا اور فرماتے ہیں ق قی عا فر الاربعۃ عن ابن عباس: ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ اللہ نہیں مانتا کسی بدعتی کا عمل قبول کرنا جب تک اپنی بدعت نہ ترک کرے۔ اور فرماتے ہیں قی ق (۱) عن حذیفۃ لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صلوۃ ولا صوما ولا صدقۃ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرۃ من العجین خدائے تعالیٰ بدعتی کی نماز قبول کرے نہ روزہ نہ زکوۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ کوئی فرض نہ نفل بدعتی اسلام سے نکل جاتا ہے جیسے خمیر سے بال۔ اور فرماتے ہیں فر خط عن انس: اذا مات صاحب بدعۃ فقد فتح فی الاسلام فتح جب بدعتی مرتا ہے تو اسلام کو ایک فتح و کشائش حاصل ہوتی ہے۔ اور فرماتے ہیں طب عا حب: (۲) ان الاسلام لیشبع ثم تکون لہ فترۃ فمن کانت فترتہ الی غلو و بدعۃ فاولئک اھل النار حاصل یہ کہ اسلام سیر ہوگا اور اپنے درجہ کمال کو پہنچے گا پھر اسے ایک ضعف و سستی لاحق ہوگی پس جس کی سستی طغیان و بدعت کی طرف ہو وہ دوزخی ہے یہ سب احادیث ان شاء اللہ تعالیٰ صحاح و حسان ہیں۔ ای ولو لغیر ھا فی بعض منھا الا الاول فاسنادہ ضعیف (۳) اور مروی ہوا فرماتے ہیں طب قی (۴) من و قر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام جو کسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔ الحذر الحذر کہ ان مصائب کا تحمل محال ہے اور ان بلاؤں کے اٹھانے کی کسے مجال۔ عزیزا اللہ اپنے نفس کو دوزخ و غضب الٰہی سے خرید لو اور شرار الخلق و اعداء الخالق کا ساتھ نہ دو خدا جانے تمہیں ان ہولناک آفتوں میں کیا میٹھا معلوم ہوتا ہے کہ جب ان سے ڈرائے جاتے ہو ترش رو ہوتے اور تلخی کے ساتھ بدمزگی ظاہر کرتے ہو۔

---

(۱) اشار ھنا بتقدیم قی الی ان اللفظ لہ ۱۲ منہ۔

(۲) الاخیران عن عبداللہ بن عمرو و اما طب واللفظ لہ فلم اقف علیہ واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

(۳) و قد اشرت الیٰ ذالک بصیغۃ التمریض ۱۲ منہ۔

(۴) طب عن عبداللہ بن بسر موصولا وقی عن ابراھیم بن میسرۃ مرسلا و اسنادہ لیس ھلک بل قیل کیت و ذیت ۱۲ منہ۔

حکم تفضیلیہ وسنفضیہ

بالجملہ: بین ومبین ہوگیا کہ اہل بدعت کیسی افسوس ناک حالت میں ہیں اور تفضیلیہ وسنفضیہ ان کی شاخ۔ پس حکم نماز کا ان کے پیچھے وہی ہے جو مبتدع کے پیچھے یعنی مکروہ بکراہت شدیدہ جیسا کہ علامہ بحرالعلوم قدس سرہ الشریف نے تصریح فرمائی کمامر۔ اگرچہ ان کی بدمذہبی اور روافض کے فساد عقیدہ سے کم ہے اب جو شخص ایسا اعتقاد رکھتا اور اپنے آپ کو سنی اوران کی تصانیف کو مقبول کہتا ہے تو اس کے لیے اہل سنت و جماعت کا زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے اب تک اجماع دلیل کافی و برہان وافی۔ سنیوں کی کتابیں بنظر تعمق و تحقیق دیکھے اوران کے مطابق عقیدہ درست کرے ورنہ دعوی تسنن سے دست بردار ہو وباللہ التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق۔

الفصل الثانی فی الآیات القرانیۃ والنجوم الفرقانیۃ

آیت اولیٰ: قال اللہ ربنا تبارک و تعالیٰ ان اکرمکم عنداللہ اتقکم بے شک تم سب میں بزرگ تر اللہ کے نزدیک تمہارا اتقی ہے یعنی بڑا پرہیزگار۔ یہاں تو اتقی کو سب پر تفضیل دیتے ہیں اور زیادت کرامت عنداللہ میں ترجیح دیتے ہیں۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں و سیجنبها الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی و ما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی و لسوف یرضی یعنی اور نزدیک ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے ستھرا ہونے کو اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے مگر تلاش اپنے برتر پروردگار کی رضا مندی کی اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو جائے گا۔ آیۃ کریمہ میں باجماع مفسرین اتقی سے جناب سیدنا امام المتقین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ امام محی السنہ بغوی فرماتے ہیں یعنی ابا بکر فی قول الجمیع اور امام علامہ شمس الدین ابن الجوزی نے بھی اس پر اجماع نقل کیا اور یہ معنی ابوبکر بن ابی حاتم وطبرانی وابن زہیر و محمد بن اسحاق وغیرہم محدثین کی احادیث میں وارد حتی کہ طبرسی نے باوجود رفض تفسیر مجمع البیان میں اسی کو مقبول رکھا اور انکار کا یارا اور

اقرار سے چارہ نہ پایا۔ معہذا آیت کے لیے دوسرا محمل صحیح متصور ہی نہیں کہ بالضرور یہاں وہی مقصود جو افضل امت محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ ورنہ آیۃ اولیٰ سے مناقضت لازم آئے۔ اور ہم اور ہمارے مخالفین متفق کہ ماورائے صدیق ومرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما افضل امت نہیں پس بالاتفاق تیسرا مراد نہیں ہوسکتا۔ مگر آیت اخیرہ کا سیاق شاہد کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ مراد نہیں کہ آگے ارشاد ہوتا ہے ولا حد عنده من نعمة تجزی اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا عوض دیا جائے۔ یہ صفت جناب مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر کب صادق کہ ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات دنیویہ بھی جن میں معاوضہ ومکافات جاری بکثرت ہیں کہ انہوں نے اس پاک گود میں تربیت پائی حضور والا نے اولاد کی طرح پالا، پرورش کیا، طعام وشراب سے خبر گیری فرمائی اور انجائے نعمت تزویج بتول زہرا پر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

بخلاف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ ہر چند جس قدر نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر ہیں تمام امت میں کسی پر نہیں مگر وہ نعمتیں ایسی نہیں جن کا عوض ہو سکے۔ وہ انعام اس قسم کے ہیں جن کی نسبت حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے وما اسالکم علیہ من اجرٍ ان اجری الا علیٰ رب العالمین کہ میں نہیں مانگتا ہدایت پر تم سے کچھ نیگ میرا نیگ تو اللہ ہی پر ہے جو پالنے والا سارے جہان کا۔ شاید اسی لحاظ سے قرآن عظیم میں قید تُجزیٰ ذکر فرمائی گئی پس بالیقین آیۃ کریمہ جناب صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل اور شان نزول بھی کہ ولی اللہ صدیق وعدو اللہ امیہ بن خلف کا قصہ مشہور بھی اسی پر شاہد۔ اب اس آیت کو صغریٰ اور پہلی کو کبریٰ کیجیے تو شکل اول بدیہی الانتاج سے یہ نتیجہ بشہادت قرآن عزیز نکلتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل امت ہیں وہوالمقصود و کفیٰ باللہ شہیدا۔

تنبیہ: جس طرح علما کے اس استدلال سے صدیق کی افضلیت ثابت ہوئی یوں ہی یہ معنی بھی خوب روشن ہوگئے کہ مناط افضلیت اکرمیت عنداللہ ہے اور خدا کے نزدیک عزت ووجاہت وقدرو

منزلت کا زیادہ ہونا، نہ وہ جو حضرات تفضیلیہ اپنی خیالی قینچیوں سے ہوائی پھول تراشتے ہیں کہ مناط کثرت لذائذ جنت یا اولیت فی الخلافۃ وغیرہا امور کم وقعت ہیں۔

تنبیہ : آیۃ کریمہ جس طرح افضلیت صدیق پر دلیل ساطع، یوں ہی ان کے عرفان الٰہی و ولایت ذاتی (۱) میں کافہ امت سے زیادت پر برہان قاطع کہ بداہت ایمانی شاہد کہ کم رتبہ کا ولی ہرگز ہرگز اعلیٰ درجہ کے ولی سے اکرم عند اللہ وکثیر العز والجاہ نہیں ہو سکتا اور اس کا انکار محض مکابرہ۔ اب نہیں معلوم جنہیں صدیق کے اعرف باللہ واعظم الاولیاء ہونے میں تردد ہے آیۃ کریمہ سے انکار کر جائیں گے یا ولی ادنیٰ کا ولی اعلیٰ سے اکرم عند اللہ ہونا تسلیم فرمائیں گے۔ ہم انشاء اللہ اس مبحث کی غایت تنقیح فصل سابع میں برسر توضیح لائیں گے **فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔**

اشتباہ: حضرات تفضیلیہ کو جب کہ آیت میں لفظ الاتقی' جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر محمول کرنے سے مفر نہ ملی ناچار باعانت واہمہ یہ تقریر تراشی کہ یہاں اتقی سے مجرد تقی مراد ہے یعنی پرہیز گار نہ وہ کہ اپنے سب ماسوائے سے پرہیزگار ہو کہ آخر تقوائے صدیق تقوائے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے بالیقین کم تھا، تو ان پر لفظ الاتقی کا بمعنی متبادر اطلاق کیوں کر درست ہوتا اور جب تقی مراد لے لیا تو اب کریمہ کو تفضیل سے کچھ علاقہ نہ رہا۔

انتباہ: اس حرکت مذبوحی کی تسکین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر فتح العزیز میں کی ہے۔ ہم اول ان کی عبارت التقاطاً نقل کر کے پھر اپنی رائے اظہار کریں گے۔ اعتراض تفضیلیہ ذکر کر کے فرماتے ہیں اھل سنت جواب میگویند کہ اتقی را بمعنی تقی گرفتن خلاف لغت عربیت ست پس حمل کلام الٰہی کہ قرآن عربی ست بران درست نباشد و ضرورتے کہ دریں حمل بیان کردہ اند مندفع ست بآنکہ کلام در سائر ناس ست نہ در

---

(۱) ولایت ذاتی اس لیے کہ ولایت متعدیہ میں حضرت مولیٰ کا تقدم ہمیں کو مسلم ہے۔

پیغمبران علیهم الصلوٰة والسلام زیرا که از شریعت معلوم ست که
به پیغمبران در کرامت(۱) و منزلت عندالله ممتاز ند آنهارا بر سائر ناس
و سائر ناس را با آنها قیاس نتوان کرد پس عرف شرع در مقام بیان
تفاضل و افزونی مراتب این قسم الفاظ را مخصوص بامت می سازد و
تخصیص عرفی از تخصیص ذکری قوی تر ست و از بعضی بزرگان
اهل سنت شنیده شد که می فرمودند اتقی درین جا بمعنی خود
ست یعنی کسیکه افزون باشد در تقوی از کل ماعدائے خود خواه
پیغمبر و خواه امت لیکن مخصوص بکسانی ست که در قید حیات
باشند پس حضرت ابوبکر رضی الله تعالی عنه مصداق این کلمه در
آخر عمر خود که اوان خلافت ایشان بعد از رحلت آنحضرت
صلی الله تعالی علیه وسلم بود می توانند شد و حضرت عیسیٰ علیٰ
نبینا و علیه الصلوٰة والسلام چون مرفوع بر آسمان اند حکم اموات
دارند و اتقی را لازم نیست که در هر وقت و نسبت بهر کس از احیاء
و اموات افزون تر در تقوی باشد والا هیچ کس را اتقی گفتن راست
نباید چه در زمان طفولیت تقوی متصور نیست و در هر منصب محمود
شرعی اعتبار به آخر عمر ست مثل صلاح و فسق و غوثیت و قطبیت
و ولایت و نبوت ولهٰذا کسانی را که در آخر عمر باین مراتب مشرف
شده اند بالفاظ این مراتب یاد میکنند اگرچه در اول عمر این

---

(۱) سمعت حضرة شیخی رضی الله تعالی عنه یقول سمعت حضرة شیخنا رضی الله تعالی عنه یقول شاه عبدالعزیز عماد الاسلام و حدثنا المولی ابوالحسین السید احمد النوری مدظله العالی عمن حدث عن المولی العظیم سیدنا آل احمد اچھے میاں المارهروی رضی الله تعالی عنه انه قال ظاهر الشاه عبدالعزیز بیاوی باطنی و باطنه بعدل ظاهری فتامل به فضلا و شرفا والله اعلم ۱۲ منه ...... این کلمه هم صریح ست درآن که کلام در افضلیت بمعنی زیادت کرامت و فور منزلت واقع شده است ۱۲ منه؟۔

مراتب بآنہا حاصل نبود پس اتقی کسی ست کہ در آخر عمر کہ وقت اعتبار اعمال ست از دیگر موجودین در تقویٰ افزون باشد و بہ یثبت المدعی بلا تکلف و بلا تاویل انتہی کلامہ مع بعض اختصار۔

اقول : و ربی یغفرلی جملۂ اخیرہ کہ از بعض بزرگانِ اہل سنت نقل فرمودہ درو خدشہ ہائے چند بخاطر مستمند می رسد و از انہا انچہ تعلق بمقام دارد ایں ست کہ حدیث اعتبار بآخر اعمار نمودن و در نعوت و اوصاف ہم براں مدار کار داشتن یکسر مسلم اما خرد گواہ کہ چوں کسے را از احیائے موجودین بوصفے از اوصاف یاد می کنند اتصافش بداں وصف ہم در حال مفہوم می شود نہ آں کہ در مآل ایں چنیں خواہد گشت و ما دامیکہ قرینہ بر قصد خلاف قیام نپذیرد ہمیں معنے باذہان و خواطر جائے می گیرد والتبادر دلیل الحقیقۃ پس اتقی را بر کسیکہ در زمانۂ آئندہ ایں چنیں خواہد بود حمل نمودن از حقیقت گزشتن و راہ مجاز پیمودن و معلوم ست کہ تا حقیقت راست آید باب تجوز ہرگز نکشاید و ایں جا حقیقت بے تکلف و مشقت تخصیص کہ خود در اذہان متمکن ست و در افادۂ مقصود از ملفوظ بہ ہیچ وجہ کمتر نیست بلکہ اقوی و اسرع الی الافہام ست و لہٰذا عام را از درجۂ قطعیت فرود نیارد خود راست(۱)

---

(۱) نکتہ ایں ست کہ بر تقریر آن بزرگ لفظ اتقی بمعنی من سیکون کذا گرفتہ می شود و ایں صریح مجاز ست و بر تقریر بالفظ بر معنی خودست و عام نیست کہ حاجت بہ تخصیص افتد زیرا کہ لام در اتقی برائے عہد ست ....
.... بدلیل آنچہ در اذہان مستقر ست فلا تجوز ولا تخصیص و ازیں جا وضوح یافت کہ اختلاف اصولین و فقہاء در حقیقت و مجاز بودن عام مخصوص منہ البعض از ما نحن فیہ معزول ست فافہم لانہ دقیق و بالتامل حقیق ۱۲ منہ۔

بر کرسی صحت می نشیند پس حاجت مصیر بسوئے مجاز چیست
وباعث بزو کیست وایں چنیں تخصیص را تکلف شمردن عجب
تر از ہر عجب چہ ایں گونہ تخصیصات در نصوص شرعیہ بیش از
بیش شائع و ذائع ست اگر ایں ہامہ تکلف باشد اے بسا کلامی
کہ بے تکلف راست نماند و ایں نوع کلام ساقط از پایہ متانت بود و
حاشاہ عن ذلك مع هذا مجاز را قرینہ در کار و قرینہ خود جزیں
تخصیص چیست پس بریں تخصیص اتکال نمودہ کلام را بر
حقیقت وے داشتن اولی کہ بدلالت او در ضمن سخن تخم تجوز
کاشتن علاوہ بریں ازیں تقریر بدیں تقدیر دلیل در افادہ مدعا
قصورے کند کہ از ویدزوہ ثبوت نہ رسد مگر افضلیت صدیق
از کسانیکہ در زمانہ خلافتش بلکہ در آخریں ساعت عمرش بقید
حیات بودند نہ از اناں کہ پیش از وے بکنج لحد آسودند و تواند کہ
یکے از انہا اتقی و افضل از صدیق بودہ باشد و نیز ایں کلام را در
معرض مدح و ثنائے صدیق آوردہ اند رضی اللہ تعالیٰ عنہ و غالب
مدح نبا شد مگر بوصفے خاص و ایں وصف بر نہجے کہ آں بزرگ
تقریر نمودہ ہیچك خصوصیتے بذات پاکش ندارد کہ حضرات
فاروق و ذوالنورین و مرتضیٰ ابوالحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمہ ہا
در آخر عمر خود شان ہمچنیں بودہ اند بلکہ در ہر قرن و ہر طبقہ
تا روز قیامت بندہ از بندگان خدا متصف بدیں وصف باشد کما لا
یخفے فتبصرو تشکرو فی عظم الاء اللہ فتفکرو واللہ سبحانہ و تعالی اعلم

آیت ثانیہ: قال اللہ عز من قائل ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا

فمنهم ظالم لنفسه و منهم مقتصد و منهم سابق بالخیرات باذن اللہ ذالک هو الفضل الکبیر پھر ہم نے وارث کیا کتاب کا ان کو جنہیں چن لیا اپنے بندوں میں سے پس کوئی ان میں اپنی جان پر ستم کرنے والا ہے اور کوئی بیچ کی چال چلنے والا اور کوئی آگے بڑھ جانے والا ہے بھلائیوں میں خدا کی پروانگی سے یہی ہے بڑی فضیلت۔

اقول: و باللہ التوفیق آیت کریمہ میں چنے ہوئے بندوں سے یہ امت مرحومہ مقبولہ محمدیہ مصطفویہ علیہ وعلیہم الصلوۃ والتحیہ مراد جس کی حق سبحانہ وتعالیٰ نے تین قسمیں فرمائیں۔ایک وہ جو خدا کی نافرمانیوں سے اپنی جان پر ستم اور اسے جتلائے درد والم کرتے ہیں جیسے ہم گناہگار، سیاہ کار، معاصی میں منہمک، لیل ونہار جن کا سوا ارحم الراحمین کی رحمت اور شفیع المذنبین علیہ الصلوۃ والتسلیم کی شفاعت کے کہیں ملجا وماوا اور بجز مژدہ جانفزائے۔ قی فی البعث مد: کلاھا عن ابن عمر ظالمنا مغفور له اور نوید غمزدائے مس عن ابی الدرداء بسند صحیح العلماء۔ الظالم لنفسه یحاسب حسابا یسیرا ثم ید خل الجنة کے کوئی دل تھامنے اور امید بندھانے والا نہیں فحسبنا اللہ و رسوله انه هو الرؤف الرحیم۔ دوسرے وہ میانہ روکہ خلطوا عملا صالحا و آخر سیئا جن کی حکایت حال ہے کہ اگر گناہ کرتے ہیں تو نیکیاں بھی رکھتے ہیں انہیں حدیث میں قی مد: ناجی اور مس: یدخل الجنة بغیر حساب فرمایا جعلنا اللہ منهم برحمته انه هو الغفور الرحیم ۔تیسرے وہ اعلیٰ درجہ کے مطیع ومنقاد سراپا اجتہاد ورشاد جو حسنات کی طرف مسارعت کرتے اور میدان خیرات میں قصب السبق لیجاتے ہیں ان کی نسبت ان کا مالک مہربان فرماتا ہے ذلک هو الفضل الکبیر فضل کبیر وبزرگی عظیم انہی کو حاصل، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب بہ نسبت بقیہ امت اسی قسم میں داخل لہٰذا وہی فضیلت عالیہ لے گئے اور سادات امت قرار پائے۔اب تلاش کرنا چاہیے اسے جو گروہ صحابہ میں سرفراز اور اس صفت شریفہ کے ساتھ ممتاز ہو کہ بحکم آیۃ کریمہ افضلیت مطلقہ اسی کا بہرہ خاصہ۔لیکن ہم جو غور کرتے اور کان لگا

کر سنتے ہیں تو دربار دربار رسالت سے پیہم اراکین دولت وعمائد سلطنت بلکہ خود اس بادشاہ عرش بارگاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من اللہ کی نور افشاں صدائیں گوش دل کو اپنی شعاع ریزیوں سے معدن انوار ومنزل اقمار کر رہی ہیں کہ ہاں وصف مذکورہ میں اس بارگاہ اکرم کے وزیر اعظم یعنی جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب پر تفوق ظاہر وتقدم باہر ہے حتیٰ کہ سباق بالخیرات اس ذات جامع البرکات کا نام قرار پایا اور صیغہ مبالغہ نے لطف تازہ دکھایا۔ فقد اخرج ابو یعلی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنت فی المسجد اصلی فدخل رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و معہ ابو بکر و عمر فوجدنی ادعو فقال سل تعطہ ثم قال من اراد ان یقرء القرآن غضا طریا فلیقرء بقراءۃ ابن ام عبد فرجعت الی منزلی فاتانی ابو بکر فبشرنی ثم اتانی عمر فوجد ابا بکر خارجا قد سبقہ فقال انک لسباق بالخیر یعنی حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حضور کے ہمراہ صدیق وفاروق تھے۔ پس حضور نے مجھے دعا کرتے پایا۔ فرمایا مانگ تجھے دیا جائے گا، پھر فرمایا جو شخص قرآن کو تر وتازہ پڑھنا چاہے وہ ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود کی قراءت پر پڑھے۔ بعدہ میں اپنے گھر لوٹ آیا، صدیق آئے اور مجھے اس دولت عظمیٰ کے حصول اور حضور کے ان کلمات ارشاد فرمانے کا مژدہ دیا۔ پھر فاروق آئے تو ابو بکر کو نکلتے پایا کہ پہلے ہی خوشخبری دے چکے ہیں پس عمر رضی اللہ عنہ نے صدیق سے کہا بے شک آپ سباق بالخیر اور نیکیوں میں نہایت پیشی لیجانے والے ہیں۔ واخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ من حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قصۃ سقیفۃ بنی ساعدۃ فی حدیث طویل انہ قال یا معشر الانصار یا معشر المسلمین ان اولی الناس بامر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بعدہ ثانی اثنین اذھما فی الغار ابو بکرِ ن السباق المبین یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے گروہ انصار اے جماعت مسلمین بے شک امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے بعد زیادہ مستحق دوسرا ان دو کا ہے جب وہ دونوں غار میں تھے ابو بکر سباق مبین جن کا خیرات میں بہت پیشی لیجانا ظاہر وروشن ہے۔

اقول: و ربی یغفرلی یہ کلمہ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع صحابہ میں سقیفہ بنی ساعدہ میں فرمایا جب انصار کرام بقصد خلافت مجتمع ہوئے اور مہاجرین سے کہتے تھے ایک امیر ہم میں ایک تم میں۔ نزاع و مناظرہ نے طول کھینچا تھا طرفین سے باب استدلال وا تھا، اس وقت فاروق نے فضائل جلیلہ صدیق اور ان کا صاحب الغار و سباق بالخیرات ہونا اظہار اور اس سے استحقاق خلافت پر استظہار کیا کہ اسی کلمہ پر فیصلہ ہو گیا۔ انصار خلاف سے باز آئے اور دست صدیق پر بیعت کی، پس ثابت ہوا کہ صدیق کا ان اوصاف سے اتصاف تمام حاضرین کو مسلم و مقبول تھا ورنہ معرکہ مباحثہ میں اس کے اذعان و قبول اور اس کی بنا پر منازعت سے رجوع و عدول کے کیا معنی تھے؟ اور خود ارشاد فاروقی میں لفظ مبین اس معنے پر دلیل مبین کہ صدیق کی نہایت سبقت بالخیرات روشن و بین ہے اور کون اس سے آگاہ نہیں۔ واخرج البخاری عن ابن عباس عن عمر لیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر قال فی مجمع البحار ای لیس فیکم سابق الخیرات یقطع اعناق مسابقیہ حتی یلحقہ خلاصہ یہ کہ تم میں یہ شان سبقت بالخیرات کی صدیق ہی میں ہے کہ جو ان سے فضائل و حسنات میں مسابقت کرے پیچھے رہ جائے اور ان تک نہ پہنچے پائے۔ واخرج البزاز عن عبدالرحمن بن ابی بکر عن عمر رضی اللہ تعالی عنہم زعم انہ لم یرد خیرا قط الاسبقہ الیہ ابو بکر یعنی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کبھی کسی بھلائی کا ارادہ نہ کیا مگر یہ کہ ابو بکر اس کی طرف مجھ سے سبقت لے گئے۔ واخرج الطبرانی عن امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال والذی نفسی بیدہ ما استبقنا الی خیر قط الا سبقنا الیہ ابو بکر یعنی مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ہم نے کبھی کسی خیر و نیکی کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ جانا نہ چاہا مگر یہ کہ ابو بکر ہم سے اس کی طرف سبقت و پیشی کر گئے۔ واخرج ابن عساکر عن عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدثنی عمر بن الخطاب انہ ما سابق ابا بکر الی خیر الا سبقہ ابو

ہے کہ یعنی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے عمر بن الخطاب نے بیان کیا کہ اس نے جب کسی خیر میں ابوبکر سے مسابقت کی ہے ابوبکر اس پر سبقت لے گیا۔

اقول: و ربی یغفرلی فکر دقیق اساس وطرز سخن شناس درکار ہے کہ اس حدیث کے اندازِ کلام کو پہچانے کس درجہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو نشان صدیق سے اعتنا اور ان کی سبقت بالخیرات کا اثبات منظور ہے۔ تمام عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت اور ان کے کلام پاک کو دلیل و حجت کرتا ہے یہاں خود حضور سراپا نور کس پیار سے فرماتے ہیں ہم سے عمر بن الخطاب کہتا تھا کہ ہمارا ابوبکر سباق بالخیر ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہما وسلم۔

آیت ثالثہ: قال ربنا ذو الفضل العظیم فی تنزیلہ العلی الحکیم ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربیٰ والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ و لیعفوا و لیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم اور قسم نہ کھائیں بڑائی اور گنجائش والے تم میں سے قرابت داروں اور محتاجوں اور خدا کی راہ میں گھر بار چھوڑنے والوں کو دینے کی اور چاہیے کہ بخش دیں اور درگزر کریں، کیا تم دوست نہیں رکھتے کہ خدا تمہیں بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت کہ آیت میں اولوا الفضل کا خلعت گراں قیمت صدیق اکبر کو عطا ہوا۔ فقد اخرج الامام البخاری عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی حدیث الافک الطویل قالت فلما انزل اللہ ھذا فی براءتی قال ابو بکرِ الصدیق و کان ینفق علیٰ مسطح بن اثاثۃ لقرابتہ منہ و فقرہ واللہ لا انفق علی مسطح شیئا ابدا بعد الذی قال فی عائشۃ ما قال فانزل اللہ ولا یأتل اولو الفضل منکم والسعۃ الایۃ قال ابو بکر واللہ انی لاحب ان یغفر اللہ لی فرجع الی مسطح النفقۃ التی کان ینفق علیہ و قال واللہ لا انزعہا منہ ابدا حاصل یہ کہ حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کہ فقرائے مہاجرین سے تھے اور صدیق کے رشتہ دار اور صدیق بوجہ ان کی فقر و قرابت کے ان کی خبر گیری کرتے اور بسلوک و انفاق پیش آتے، جب بلائے افک

میں مبتلا ہوئے اور حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے دامن عفت مامن، محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا کی طہارت اور ہر لوث سے اس کی برأت دس آیتیں نازل کر کے ظاہر فرمائی، صدیق نے قسم کھائی اب مسطح کو کچھ نہ دوں گا۔ اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ فضل ووسعت والے اہل قرابت ومساکین ومہاجرین پر انفاق کی قسم نہ کھائیں اور ان کی اس خطا سے جو نادانستگی میں اتفاقاً صادر ہو گئی درگزریں معاف کریں۔ آخر وہ بھی تو ہماری بخشش کے طلب گار ہیں۔ جب صدیق نے یہ ارشاد سنا کہا خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے بخشے اور جو درار مسطح کا مقرر تھا، جاری فرمایا اور قسم کھائی کبھی بند نہ کروں گا۔ اب عقل سلیم غور کرے کہ صحابہ کرام سب اولوا الفضل اور بزرگی والے تھے قرآن عزیز میں بالتخصیص جناب امام المتقین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس صفت سے یاد فرمانا دلیل واضح ہے کہ یہ وصف ان کی ذات سے ایک خصوصیت خاصہ رکھتا ہے اور جو افضلیت انہیں حاصل دوسرے کو نہیں۔ جیسا کہ تمام صحابہ شرف صحبت سے مشرف تھے مگر لفظ صاحبی کہ بیسیوں حدیثوں میں آیا خاص اسی جناب گردوں قباب کے لیے ہے کہ جیسی صحبت انہیں ملی دوسرے کو میسر نہ ہوئی۔ سولہ برس کی عمر سے رفاقت حضور اختیار کی، عمر بھر حاضر دربار و شریک ہر کار ومونس لیل ونہار رہے بعد وفات کنار جاناں میں جا پائی۔ روز قیامت حضور کے ہاتھ میں ہاتھ محشور ہوں گے۔ حوض کوثر پر ہمراہ رکاب رہیں گے پھر فردوس اعلیٰ میں رفاقت دائمی ہے۔

عارف سنی حکیم سنائی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں

بود چنداں کرامت وفضلش
کہ اولوا الفضل خواند ذو الفضلش

روز وشب ماہ وسال در ہمہ کار
ثانی اثنین اذ ہما فی الغار

صورت وسیرتش ہمہ جان بود
زان ز چشم عوام پنہاں بود

اقول: و باللہ استعین اگر صرف لفظ اولوا الفضل پر اکتفا ہوتا تو شاید وہ عقول وانیہ جو ہمیشہ دست مال اوہام رہتی ہیں احتمال پیدا کرتیں کہ قاعدہ بلاغت ہے جب کسی سے کوئی کام لینا اور اس پر اسے تحضیص واغرا مقصود ہوتا ہے، مخاطب کے اوصاف سے وہ وصف جو اس کام پر حامل ہو بیان کیا جاتا ہے تا اس کے قلب کو اشتعال لگ اور داعیہ اطاعت کو انبعاث ہو۔ مثلاً معرکہ قتال میں کہیں ہاں بہادرو! یہی وقت جانبازی وتر کنازی کا ہے، یا انفاق مال کی ضرورت میں اے جوادو! یہی زمانہ سخاپروری ونام آوری کا ہے۔ اس سے مخاطبین کا ان اوصاف سے اختصاص نہیں سمجھا جاتا مگر قرآن مجید و فرقان حمید وہ کلام بلاغت نظام ہے کہ کسی معاند خواہ مشکک کے لیے حجت نہیں چھوڑتا، لفظ منکم نے اس احتمال کی قطع عرق فرمادی۔ صدیق کو صرف بڑائی والا نہیں کہتے بلکہ فرماتے ہیں تم میں کا بڑائی والا یعنی تم سب ارباب فضل وکرامت ہو اور وہ تم سب میں فضل وبزرگی والا ہے۔ غلاموں کے سردار سب ہوتے ہیں پوری سرداری اس کی جو سرداروں کا سردار ہو۔ ثم اقول: و ربی یغفر لسی شاید خار واہمہ کی خلش پھر عود کرے اور یوں نقض اجمالی سے خلجان بڑھائے کہ یہ تو یہی تقریر معطوف فضل یعنی سعت مال میں جاری حالانکہ صدیق اغنی الصحابہ نہ تھے۔ بعض اصحاب کرام مثل حضرت ذی النورین و جناب عبدالرحمن بن عوف و ثابت بن قیس بن شماس وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان پر تونگری وفراخی مال میں فائق تھے تو اس ثوران وہم کی تسکین کے لیے ہماری اس تقریر کا منتظر رہنا چاہیے جو باب ثانی کی فصل .... میں زیور گوش مشتاقین ہوگی کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم وہاں ثابت کردیں گے کہ مال صدیق گو اکثر الاموال نہیں مگر افضل الاموال ہے۔ اسلام کو جس قدر ان کے مال سے نفع پہنچا کسی کے مال سے نہ پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنا ان کا مال کام آیا کسی کا نہ آیا۔ یہاں تک کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جناب کو خیر المسلمین مالاً فرمایا اور بے شک خدا کے نزدیک تعداد زروسیم محض بے وقعت۔ مال وہ ہے جو اس کی راہ میں صرف اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں پر نثار ہو ورنہ مال نہیں سوء مآل ہے اور طول آمال سے کمال اعمال کی جی کا وبال۔ پس جس کا مال اس وصف میں ممتاز تر وہی عند اللہ سعت

مالی میں افراز تر اسی لیے .... بر والدین وصلہ رحم کو فرمایا۔ اس سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور .... کی نسبت ارشاد ہوا کہ اس سے گھٹتی ہے حالانکہ جف القلم بما ھو کائن مقادیر میں کمی بیشی کو راہ نہیں تو بات یہ ہے کہ وہ نیکیاں طیب اوقات وتوفیق خیرات کی موجب ہیں اور یہ سیئے محق برکت وظلمت وقت وتزئین سیآت کی باعث اور وہ ساعتیں جو سیرت مرضیہ پر گزریں اگرچہ انفاسِ چند ہوں کثیر شہیر اور جو گھڑیاں عیاذ اًباللہ بری حالت پر کٹیں اگرچہ صدہا سال ہوں محض بے برکت، گویا کچھ نہ تھا اسی طرح کثرت وقلت مال واللہ اعلم بحقائق الحال فاستقر عرش التحقیق علی ماردنا من تفضیل الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ۔

آیت رابعہ: قال اللہ جل ذکرہ الذی جآء بالصدق و الذی صدق بہ اولئک ھم المتقون جو سچ لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ لوگ پرہیزگار ہیں۔ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالی وجہہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں عس(۱) الذی جاء بالحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم والذی صدق بہ ابو بکر الصدیق جو حق لائے وہ محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ۔

اقول: اب نظر باریک بیں کو اجازت غور وتعمق دیا چاہیے کہ اس آیۃ کریمہ سے صدیق کا فضل تقویٰ میں تمامہ امت سے اکمل ہونا کیسے روشن طور پر ثابت جس میں سوا منکر مکابر کے کسی کو مجال جدال نہیں۔ اول تو وہی تخصیص کہ صحابہ کرام سب خیار واصفیا وارباب دیانت واتقا تھے مگر صدیق سا تقویٰ کسی کا تھا تو اس کا ذکر کیوں متروک ہوا اور رب العالمین کی اس خاص گواہی سے اسے کیوں نہ بہرہ ملا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ انکا ذکر کرنا اور گویا یوں فرمانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر متقی ہیں اس کلمہ کی قدر وہی جانے جو رسول اللہ ﷺ کی عظمت شان و رفعت مکان سے آگاہ ہے۔ خیال تو کر کس کے ساتھ ذکر ہوتا ہے اور ایک وصف میں جمع کیا جاتا ہے۔ انصاف شاہد ہے کہ جب تک تقوائے صدیق اتقائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے

(۱) قال عس ہکذا الروایۃ بالحق ولعلہا قراءۃ لعلی رضی اللہ تعالی عنہ ۱۲ منہ۔

درجہ میں نہ کہا ایسا ہرگز ارشاد نہ کیا اور آیت اولی میں گزرا کہ حریت تقوی موجب افضلیت ہے اسی طرح انہیں صفت تصدیق سے یاد کرنا بھی یہی بتا رہا ہے کہ یہ وصف ان کی ذات سے خصوصیت خاصہ رکھتا ہے۔ گویا ارشاد ہوتا ہے کہ صدیق کو عملاً و اعتقاداً دونوں طرح سب پر تفضیل ہے و ناهیک بالقرآن حکما۔ آیت خامسہ: قال عز ذکرہ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا برابر نہیں تم میں جس نے راہ خدا میں خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑا، وہ درجہ میں بڑے ان سے جنہوں نے صرف کیا بعد فتح کے اور لڑے۔ آیۂ کریمہ باعلی ندا منادی کہ جنہوں نے ابتداء اسلام میں جو زمانۂ ضعف و غربت تھا اپنی جان و مال سے اس کی امداد و اعانت کی وہ عنداللہ ان سے افضل جنہوں نے بعد اس کے غنا و شوکت و ظہور و قوت و ثبات و قرار و امن و انتشار کے قتال و انفاق مال کیا۔ اب جسے تاریخ و قائع اسلام اور اس کے حالات ابتدائیہ پر وقوف ہے وہ بالیقین جانتا ہے کہ جیسے نازک اوقات میں اور جس حسن و خوبی کے ساتھ صدیق نے اسلام پر جانثاری و سپرداری و پروانہ واری کی داد دی کسی سے نہ بن پڑی۔ پھر بشہادت قرآن کون ان سے ہمسری کر سکتا ہے۔ ہم انشاء اللہ العظیم اس دلیل کی تفصیل و تشریح و تحقیق و توضیح کی طرف باب ثانی کی فصل ...... میں عود کریں گے فارتقب۔ آیت سادسہ: قال تعالیٰ و تقدس اھدنا الصراط المستقیم دکھا ہمیں راہ سیدھی۔ حضرت خواجہ حسن بصری و ابو العالیہ کہ دونوں حضرات اجلہ علماء تابعین سے ہیں، تفسیر آیت میں فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ و صاحباہ صراطِ مستقیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کے دونوں یار صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اقول: و ربی یغفرلی اس تفسیر پر آیۂ کریمہ میں صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو راہ راست اور انہیں اس وصف میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک، پھر مسلمانوں کو عموماً اور صحابہ کرام کو جن میں مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بھی داخل ابتداءً حکم فرمایا جاتا ہے ہماری بارگاہ میں التجا کرو کہ الٰہی ہمیں ان کی چال سکھا اور انہیں کی راہ چلا۔ اور یہ بات متصور نہیں جب تک نفوس عالیہ شیخین اعلی درجہ گمی و تقی میں نہ خلق کیے گئے ہوں اور اطاعت و

انقیاد و رشاد و ارشاد و اتیان مرضیات و اجتناب مکروہات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد انہیں کا مرتبہ ہو اور ان کے سوا کوئی اس فضل میں ان کا عدیل وسہیم نہ ہو حتی کہ کافۂ امت کو ان کی تقلید کا حکم دیں اور نہایت مہربانی سے خود تعلیم کریں ہماری بارگاہ میں یوں التجا کرو کہ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر کی روش پر چلنا نصیب کر۔ آیا اب بھی آیۃ کریمہ اپنی اس تفسیر پر صاف صاف نہیں کہہ رہی ہے کہ شیخین بعد سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہما وسلم کے امام متبوع و پیشواء و مقتدی و اطوع و اتقی و افضل و اعلیٰ و اکرم امت ہیں۔ عزیزا، اسی ارشاد کا اثر ہے کہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش اقدس پر فرمایا عس: میں ان سے زیادہ کسی کی نسبت یہ نہیں چاہتا کہ اس کے سے عمل کر کے خدا سے ملوں۔ پھر جب جناب فاروق کا وصال ہوا خ م ش: انکے جنازہ پر بھی ایسا ہی کلمہ کہا سبحان اللہ جل جلالہ نے کیا خوب دعا قبول فرمائی شیخین کو اجعلنا للمتقین اماماً ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا کردے کہ انہیں تمام امت کا امام بنایا اور صحابہ جیسے متقین کو ان کی تقلید کا حکم فرمایا ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم۔ آیت سابعہ: قال العزیز الحکیم تعالیٰ مجدہ فان اللہ ھو مولاہ و جبریل و صالح والمومنین والملائکۃ بعد ذالک ظہیرا پس بے شک خدا اس کا مولا ہے اور جبریل اور مسلمانوں میں کے نیک اور فرشتے بعد اس کے مددگار ہیں۔ آیۃ کریمہ میں اکابر صحابہ مثل حضرت عبداللہ بن مسعود و سلطان المفسرین عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر و ابی بن کعب و بریدہ اسلمی و ابوامامہ باہلی اور افاضل تابعین مثل سعید بن جبیر و میمون بن مہران و عکرمہ و خواجہ حسن بصری و مقاتل بن سلیمان وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صالح المومنین کو ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تفسیر کرتے ہیں بلکہ طب مد خط: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں صالح المومنین ابو بکر و عمر اور اسی طرح حضرت ابوامامہ نے جناب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا، بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی قال کان ابی یقرؤھا و صالح

المؤمنین ابو بکر و عمر یعنی جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سید القراء ہیں اس آیت کو یوں پڑھتے وصالح المؤمنین ابو بکر و عمر یہ لفظ ان کی قرأت میں داخل قرآن تھا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ حضور کو فلاں امر کی کیا فکر ہے اگر ایسا واقع ہوا تو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے اور جبریل و میکائیل اور میں اور ابوبکر اور مسلمان آپ کے ساتھ ہیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے تصدیق فاروق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

اقول پس بخوبی ثابت کہ صالح المومنین کا خطاب مستطاب رفعت مآب حضرات شیخین کو کرامت ہوا اور اس سے وصف صلاح میں شیخین کی مزیت وتفوق کہ بالیقین موجب رفع درجات و کثرت ثواب ہے۔ بعینہ اسی طریقہ استدلال سے ثابت جو کریمہ ثالثہ بر لفظ اولوا الفضل سے مسلوک ہوا۔ اسی لیے فاضل صوفی علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسیر شرح جامع صغیر امام علامہ جلال الملۃ والدین سیوطی میں حدیث مذکور صالح المومنین ابو بکر و عمر کی یوں شرح کی ای ھما اعلی المومنین صفۃ و اعظمھم بعد الانبیاء قدرا انتھی ترجمہ صالح المؤمنین کے یہ معنی کہ وہ دونوں رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب مسلمانوں سے اعلیٰ ہیں نعت وصفت میں اور انبیاء علیہم السلام کے بعد ان سب سے بڑے ہیں قدر و منزلت میں ۱۲ منہ۔ اس عبارت سے استدلال فقیر کی عجب تائید ہوگئی فالحمدللہ۔ آیت ثامنہ: قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون تو کہہ کیا برابر ہیں وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے۔

آیت تاسعہ: قال تبارک و تقدس یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات بلند کرے گا اللہ تم میں سے ایمان والوں کو اور انہیں جو علم دیے گئے درجوں میں۔

اقول: واللہ یغفرلی ان آیات طیبات سے ثابت کہ علم باعث فضل اور مثل ایمان موجب رفع درجات ہے اور پھر ظاہر کہ زیادت سبب باعث زیادت مسبب، پس جس قدر علم بیش فضیلت افزوں

اوراحادیث وآثار سے ثابت کہ جناب شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے برابر صحابہ میں کسی کو علم نہ تھا بلکہ اعلیمیت صدیق تو قرآن عزیز سے ثابت جیسا کہ ہم اس کے دلائل انشاء اللہ تعالیٰ باب ثانی کی فصل میں بسط کریں گے فانتظر۔ آیت عاشرہ: قال جلت الاؤہ للفقرآء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم و اموالهم يبتغون فضلا من الله و رضوانا و ينصرون الله و رسوله اولئك هم الصادقون ان فقیروں ہجرت کرنے والوں کے لیے جونکالے گئے اپنے گھروں اور مالوں سے خدا کے فضل ورضامندی کی تلاش اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے وہ لوگ ہیں سچے۔ آیہ کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ مہاجرین کے سچے راستگی ہونے کی گواہی دیتا ہے اور مہاجرین کا تفضیل شیخین پر اجماع ہے۔ کم کوئی مہاجری ہوگا جس نے افضلیت ابی بکر وعمر تصریحا یا تلویحا ارشاد نہ فرمائی ہو وستری ذالک انشاء الله تعالیٰ۔

اقول: و ربی غفار الذنوب تحریر دلیل یہ ہے کہ صادق مطلق (۱) بے تقیید قول دوں قول کا اطلاق اسی پر کیا جائے گا جو اپنی ہر بات میں سچا ہو اور اطلاق کاذب کے لیے دروغ واحد کا ارتکاب کافی جیسے عدالت کہ ایک گناہ اس کا مزیل اور فسق کا مثبت، پس جب کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے مہاجرین کا نام صادقین رکھا تو بالضرور وہ اپنے ہر کلام میں سچے ہیں اور تفضیل شیخین ان کے کلام سے ثابت۔ پس قرآن اس کی حقیقت پر شاہد بمشہد ا استدل الحسن البصری کما فی الکبیر للامام وابوبکر بن ابی عیاش کما عند الخطیب البغدادی وہما کماترے من اجلة العلماء ...... على حقية خلافة الصديق فانهم اطبقوا على قولهم له يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم والله سماهم صادقين فلزم ان يكونوا صادقين فيما اطلقوا عليه وهو استنباط حسن قاله ابن كثير و كذا اقره عليه العلامة ابن حجر فى صواعقه وغيره فى غيرها۔

اقول: ولكن عليك بتلطيف القريحة لعل الله يحدث بعد ذالك امرا والله

(۱) قولہ مطلق قید اطلاق اس غرض سے ہے کہ اطلاق صدق مقید کو صدق واحد کافی ہے مثلا جو ہمیشہ جھوٹ بولے اور عمر بھر میں ایک بات مطابق واقع کہا ہے اس بات میں سچا ہی کہیں گے کما قال صلى الله عليه وسلم ان الكذوب قد يصدق ۱۲ منہ۔

احاط بکل شیء خبرا۔ تتمیمہ الختام: اے عزیز دیکھا تو نے کہ آیات قرآنیہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کس زور شور سے ثابت فرما رہی ہیں اور ان کی افضلیت مطلقہ کا منشور کس شد و مد سے سنا رہی ہیں۔ اگر دعویٰ اسلام میں سچا ہے تو سوا تسلیم کے کیا چارا ہے قرآن کے حضور اپنی عقل کو دخل دینا یا نفسانی خواہشوں اور طبعی رغبتوں پر کاربند ہونا کیسی ناسزا بات ہے۔ قرآن کے آگے کوئی غنیتے نہ اس سے بڑھ کر کوئی مقتدی ہر ہر حرف اس کا مسلمانوں کا ایمان ہے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ اس کی شان ہے وہ خود فرماتا ہے و ما اختلفتم فی شیء فحکمہ الی اللہ جس چیز میں تم مختلف ہو اس کا فیصلہ خدا کی طرف ہے و اعجباہ جب خدا ہی کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا تو کیا کوئی اور حکم و حاکم تلاش کر رکھا ہے الا لہ الحکم و الیہ ترجعون الیس اللہ باحکم الحاکمین۔

الفصل الثالث فی الاحادیث النبویۃ والبوارق المصطفویۃ علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتحیۃ

واضح ہو احادیث مرفوعہ اثبات تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ایسی کثرت محدودہ پر نہیں جن کے استقصاء و استیعاب کی طرف دست طمع دراز کیا جائے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ باب ثانی میں ایک جم غفیر ان میں سے ذکر کر کے استنزال رحمت الٰہی کریں گے۔ قولاً و فعلاً سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر طرح بوضاحت تمام روشن و آشکار فرما دیا کہ جو رتبہ شیخین کا دربار الٰہی و بارگاہ رسالت پناہی علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام میں ہے کسی کا نہیں اور جس جلالت شان و رفعت مکان پر یہ سرفراز کسی کو میسر و مہیا نہیں۔ ہم یہاں صرف دانہ از خرمن و غنچہ از گلشن کے قبیل سے ان معدود حدیثوں پر اقتصار کرتے ہیں جو افادہ مقصود میں اصرح و اوضح و اجلی و اسنی اور نظر و فکر و تمہید مقدمات و ترتیب دلائل و تکثیر مباحث سے اغنی ہیں یا وہ جو فصول آتیہ باب ثانی کے مقاصد سے جدا ہیں۔ ناظرین والا تمکین ہنگام مطالعہ اس فصل اور تمام فصول آتیہ کے اس طرف بھی ضرور لحاظ

رکھیں کہ ان دلائل و بینات سے افضلیت شیخین کا نقش اس معنی پر کرسی نشین ثبوت ہوتا ہے جو ہم تبصرات مقدمہ میں تقریر کر آئے یا وہ خیالات خام نضج تام پاتے ہیں جو حضرات سفضفیہ نے حرارت جوش اوہام میں پکائے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی جگہ اس تقریر سے غفلت ہو اور ہمیں ہر دلیل پر شانہ ہلانے خواب سے جگانے کی ضرورت ہو اور یہ بھی سن رکھا چاہیے کہ ہم کہ اس وقت مقام تحدیث میں ہیں، ہمارے نزدیک وہ مضمون جسے چند صحابیوں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بالفاظ متقاربہ خواہ متحدہ روایت کیا چند حدیثیں ہیں مگر ہر صحابی کی روایت جداگانہ نہ ذکر کرنا منجر بہ تطویل لہٰذا ہم غالباً نظم حدیث کے ذکر میں باتباع فقہا ایک ہی لفظ پر اقتصار رکھیں گے اور شمار احادیث کے لیے ہندسہ جداگانہ کی علامت اختیار کریں گے۔ اب کہ اس تمہید سے فراغت پائی ہاں اکناف عالم میں ندائے دلنواز کیجیےاور اطراف زمین میں صدائے جان گداز دیجیے، وہ دلنواز ندا جس سے ارباب ارشاد کے دلوں کی کلیاں کھل جائیں اور وہ جانگداز صدا جس سے اصحاب عناد کے جگر جل جائیں، وہ دلنواز ندا کہ ابر بہاری بن کر چمن ہدایت میں پھول برسائے اور وہ جانگداز صدا کہ گرجتی امنڈ کر خرمن ضلالت پر بجلیاں گرائے، وہ دلنواز ندا جس میں اہل حق کے لیے فرحت ابدی کے سامان نکلیں اور وہ جانگداز صدا جس سے ابنائے باطل کے کلیجے چار چار ہاتھ اوچھلیں کہ ہاں اے بلبلان گلہائے باغ رسالت و چاشنی خواہان شہد شیریں نبوت سر جھکائے آنکھیں بند کیے لب خاموش، سب فراموش، یہاں حاضر ہو۔ اے اہل بزم ہمہ تن گوش سراپا ہوش محو و مدہوش بن جاؤ خبردار کہ صدائے انفاس بھی تند ظاہر ہو کہ اس وقت اس بادشاہ عرش بارگاہ کا فرمان واجب الاذعان پڑھا جاتا ہے کہ فرش تا عرش و سمک تا سماک جسکے زیر نگین، وہ تاجدار والا اقتدار جس کے سوا جہان و جہانیاں میں کوئی حاکم نہیں۔ وہ پاک ستھرا کلام جس کے سننے کو مرغان اولی اجنحہ پر ڈالے ہوش سنبھالے سر بجیب و دم بخود تصویر بے جان ہو جاتے ہیں۔ اور وہ جانفزا پیارا سخن جسے سن کر مریضان جاں بلب و تشنہ عیشان اجل طلب، شفائے تازہ و حیات بے اندازہ پاتے ہیں۔ طوبیٰ طوبیٰ ہزار طوبیٰ اس خوش نصیب کو جو اسکے حضور گردن اذعان خم کرے اور وائے مصیبت و بلاؤ آفت اس حرمان مقدر کی جو اس سے سرتابی کر کے اپنی جان زار پر جفا و ستم کرے الا فاستمعوا وانصتوا وامنوا

واذعنوا لعلکم ترحمون فبسم اللہ و باللہ و توکلا علی اللہ و الی اللہ ترجعون ۔

حدیث اول ۱: امام ہمام، جبل الحفظ، بحر طام، علامۃ الوری، صاحب کتاب المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، امیر المومنین فی الحدیث سیدنا محمد بن اسماعیل بخاری اور حافظ اجل حبر اکمل ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجزی بجستانی اور محدث کبیر عالم خبیر ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باسانید خود با حضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وھذا لفظ الطبرانی وھو اصرح فی الرفع قال کنا نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی افضل ھذہ الامۃ بعد نبیھا صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر و عثمان فیسمع ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا ینکرہ یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے افضل اس امت کے بعد اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر وعمر وعثمان ہیں پس یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع اقدس تک پہنچتی اور حضور انکار نہ فرماتے۔

حدیث دوم ۲: عبد بن حمید اپنی مسند اور ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیسابوری صحیح مستدرک اور حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں اور حافظ محمود بن النجار بچند طرق اسناد سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبی نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب کیا کسی شخص پر جو ابوبکر سے افضل ہو سوا نبی کے۔

فائدہ: یہاں دو امر قابل لحاظ جو اس حدیث اور اس کے ماورا میں اکثر بکار آمد ہوں گے۔ اولاً بلغا کا قاعدہ ہے جب کسی شے کی نفی کلی مقصود ہوتی ہے اسے اسی قسم الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں کہ آفتاب ایسی چیز پر طالع نہ ہوا یا اس پر طلوع وغروب نہ کیا یا زیر سایہ آسمان ایسا کوئی نہیں یا وجہ ارض اس سے خالی ہے یا زمین نے نہ اٹھایا اور فلک نے سایہ میں نہ لیا کسی ایسے کو یا دن نہ چمکا اور رات نہ

تاریک ہوئی اس پر اور مقصود ان سے بطریق اثبات لازم ثبوت ملزوم خواہ یوں کہیے کہ نفی ملزوم بانتفاء لازم وہی سلب مطلق وعدم عام ہوتا ہے۔ پس حاصل یہ کہ زمانہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے آج تک بعد انبیاء ومرسلین کے کوئی شخص ابوبکر سے افضل پیدا نہ ہوا۔ ثانیاً عرف دائر وسائر ہے کہ معنی تفضیل کو نفی افضل کے پیرایہ میں ادا کرتے ہیں، کہتے یہ ہیں کہ فلاں شخص سے کوئی افضل نہیں اور مراد یہ کہ نہ اس سے کوئی بہتر نہ اس کا کوئی ہمسر بلکہ وہی سب سے خیر و برتر اور شاید سر اس میں یہ ہے کہ مساوات تامہ کلیہ حقیقیہ دو شخصوں میں کہ ہر وصف و ہر نعت و ہر خوبی و ہر کمال میں کانٹے کی تول ایک سانچے کی ڈھال ہوں از قبیل محال عادی پس نفی افضل افادہ مقصود میں کافی۔ تو معنی حدیث یہ ہوئے کہ تمام جہاں میں انبیاء ومرسلین کے بعد نہ کوئی صدیق سے اشل نہ کوئی ان کا مثل و مثل بلکہ وہی سائر مخلوق سے افضل۔

حدیث سوم ۳: طبرانی سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما طلعت الشمس علی احد منکم افضل من ابی بکر تم میں کسی ایسے پر آفتاب نہ نکلا جو ابوبکر سے افضل ہو۔

فائدہ اس حدیث کے لیے شواہد کثیرہ ہیں اور حافظ عماد الدین بن کثیر نے اس کی صحت کی طرف اشارہ فرمایا۔

حدیث چہارم ۴: طبرانی حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ان رسول اللہ ﷺ قال ان روح القدس جبریل اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابو بکر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے شک روح القدس جبریل نے مجھے خبر دی کہ بہتر آپ کی امت کے بعد آپ کے ابوبکر ہیں۔

حدیث پنجم ۵: طبرانی معجم کبیر اور احمد بن عدی کامل میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور خیر البشر علیہ الصلوۃ والتحیہ فرماتے ہیں ابو بکر خیر الناس الا

ان یکون نبی ابوبکر سب آدمیوں سے بہتر ہیں سوا انبیاء کے۔

حدیث ششم ۶: حاکم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما صحب النبیین والمرسلین ولا صاحب یاسین افضل من ابی بکر یعنی انبیاء ومرسلین کے جس قدر صحابی ہیں اور صاحب یاسین (یعنی حبیب نجار جن کا قصہ حق سبحانہ نے یاسین شریف میں ذکر فرمایا اور ان کا جنتی اور مکرم ہونا بیان کیا) ان میں کوئی صدیق سے افضل نہیں۔

حدیث ہفتم ۷: دیلمی مسند الفردوس میں جناب امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی حضور اکرم الاکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اتانی جبریل فقلت من یہاجر معی قال ابو بکر وھو یلی امر امتک من بعدک و افضل امتک یعنی جبریل امین علیہ الصلوۃ والسلام میرے پاس آئے میں نے کہا میرے ساتھ مدینہ طیبہ کو کون ہجرت کرے گا عرض کیا ابو بکر اور وہ والی ہوں گے امر امت کے بعد حضور کے اور وہ حضور کی تمام امت سے افضل ہیں۔

حدیث ہشتم ۸: ابن عساکر حضرت مولی المسلمین اسد اللہ الغالب اور (۹): حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور افضل الانبیاء علیہ افضل التحیۃ والثناء ارشاد فرماتے ہیں خیر امتی بعدی ابو بکر و عمر بہترین امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد میرے ابو بکر و عمر ہیں۔

حدیث دہم ۱۰: حاکم کنی اور ابن عدی کامل اور خطیب تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت خیر البریہ علیہ الصلوۃ والتحیہ کا ارشاد ہے ابو بکر و عمر خیر الاولین والاخرین و خیر اھل السموات و خیر اھل الارضین الا النبیین والمرسلین ابو بکر و عمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں کے اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے اور بہتر ہیں سب زمین والوں کے سوا انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے۔

حدیث یازدہم ۱۱: ترمذی نے جامع اور ابن ماجہ نے سنن اور عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں روایت کی وھذی روایۃ ابن الامام عن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجوھھم قال حدثنی ابی عن ابیہ عن علی قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابو بکر و عمر فقال یا علی ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ و شبابھا بعد النبیین والمرسلین یعنی حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت حسن بن زید فرماتے ہیں مجھے میرے پدر بزرگوار حضرت زید بن حسن نے اپنے والد ماجد حضرت امام حسن انہوں نے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے تحدیث کی کہ جناب مرتضوی نے فرمایا میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابوبکر وعمر سامنے سے آئے حضور نے ارشاد فرمایا اے علی یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے، بعد انبیاء ومرسلین کے۔

فائدہ یہی مضمون (۱۲) ترمذی نے جامع اور ابو یعلیٰ نے مسند اور ضیا نے مختارہ میں حضرت انس بن مالک اور (۱۳) ابن ماجہ نے سنن میں حضرت ابو جحیفہ اور (۱۴) طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ و حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کیا۔ ترمذی حدیث انس کی تحسین کرتے ہیں تیسیر میں ہے حدیث علی کے رجال، رجال صحیح ہیں اور بعض علمائے متاخرین نے اسے متواترات سے شمار کیا۔

حدیث شانزدہم ۱۶: دارقطنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں من طریق ابن جریج عن عطاء عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای ابا الدرداء یمشی امام ابی بکر فقال تمشی قدام رجل ما طلعت الشمس علی خیر منہ واخرجہ عم: فلم یذکر اسم من مشی امامہ واللفظ عندہ تمشی بین یدی من ھو خیر منک۔ (۱۷) وذکرہ صو: عن ابی الدرداء قال رانی رسول اللہ صلی

الله علیه وسلم و انا امشی امام ابی بکر قال یا ابا الدرداء اتمشی امام من هو خیر منک ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر قال و من وجه اخر اتمشی بین یدی من هو خیر منک فقلت یا رسول الله ابو بکر خیر منی قال و من اهل مکة جمیعا قلت یا رسول الله ابو بکر خیر منی و من اهل مکة جمیعا قال و من اهل المدینة جمیعا قلت یا رسول الله ابو بکر خیر منی و من اهل الحرمین قال ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء بعد النبیین والمرسلین خیراً و افضل من ابی بکر. خلاصہ محصل روایات یہ کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کے آگے چلتے دیکھا۔ ارشاد فرمایا تو اس شخص کے آگے چلتا ہے جس سے بہتر پر آفتاب نے طلوع نہ کیا اور ایک روایت میں ہے تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے۔ آفتاب نے انبیاء مرسلین کے بعد کسی ایسے پر طلوع وغروب نہ کیا جو ابوبکر سے افضل ہو اور ایک میں یوں ہے کیا تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے ابودرداء نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں، فرمایا اور تمام اہل مکہ سے، عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ سے، فرمایا اور تمام اہل مدینہ سے عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ و مدینہ سے فرمایا آسمان نے سایہ نہ ڈالا کسی ایسے پر اور زمین نے نہ اٹھایا کسی ایسے کو جو انبیاء و مرسلین کے بعد ابوبکر سے بہتر و افضل ہو۔

حدیث ہیجدہم ۱۸:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اول: جان نثاری و پروانہ واری صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے حکمت کاملہ کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دین متین کے تائید و اعانت اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے نصرت و حمایت کے لیے پیدا کیا اور جنہیں زیادت فضل عطا کرنا

منظور ہوا ان سے وہ کارہائے خطیر کی کہ غیر سے نہ بن پڑے۔ کسی کو سیاست بلاد و تدبیر جہاد و رعایت رعایا و نکایت اعدا میں وہ سلیقہ کامل بخشا کہ جس کے زور بازو نے قاف تا قاف، کفر سے صاف اور دین سے معمور کر دیا۔ رعیت نے جو اس کے سایہ حمایت میں آرام پایا کبھی نہ پائے گی یہاں تک کہ حتی ضرب الناس بعطن اس کے چہرہ کمال کا غازہ جمال ہوا، کسی کو تجہیز جیش العسرہ وقف بیر رومہ زیادت مسجد نبوی، فقراء کی خبر گیری میں ممتاز کیا اور علیہ بہم ما علی عثمان ما فعل بعد ھذہ صلہ میں دیا، کسی کو جہاد سنانی میں کمال بخشا کہ صنادید کفار کو قتل کیا، در خیبر سپر بنایا اسد اللہ الغالب لقب پایا۔ فصل قضا میں یدطولی ملا اقضانا ھم علی کا تمغا ملا۔ کسی کو اصلاح ذات بین حقن دمائے فریقین پر مامور کیا کہ ہزاروں مسلمانوں کی جانیں بچا کر خلعت سیادت لیا۔

ہر کسے بہر کارے ساختند   میل او اندر دلش انداختند

مگر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو شریف ترین کارہا یعنی سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثاری اور حضور کے شمع جمال پر پروانہ داری سے مخصوص فرمایا کہ لوگوں کے اعمال ہزار سالہ ان کی خدمت یک ساعت کو نہیں پہنچے۔ یہاں تک کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں ابو بکر کا ایک دن رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے، شب غار ثور کی شب، اور روز ارتداد عرب، اب ہم اپنے اس دعوی کو کہ مصائب شدیدہ و احوال منیفہ میں ابو بکر صدیق ہی نے نصرت و حمایت کا کام کیا اور اور کسی نے ساتھ نہ دیا دس وجہ سے ثابت کرتے ہیں۔

وجہ ۱: امیر المومنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ حدیث جامع میں کہ سابق بالاستعاب مروی ہوئی فرماتے ہیں یرحمک اللہ یا ابا بکر کنت الف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انسہ مرجعہ و ثقتہ کنت احوتھم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقت رسول اللہ ﷺ حین کذبہ الناس و واسیتہ حین بخلوا و قمت بہ عند المکارہ حین عنہ مقلدو وصحبتہ فی الشدۃ اے ابو بکر خدا آپ پر رحمت کرے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے اور ان کے مونس و مرجع کار، معتمد علیہ محافظت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ

کے برابر کوئی نہ تھا آپ نے ان کی تصدیق کی جب لوگوں نے جھٹلایا اور غمخواری کی جب اوروں نے بخل کیا مکروہات میں ان کی خدمت پر قائم رہے جب لوگ انہیں چھوڑ کر بیٹھ رہے اور مصیبتوں میں ان کا ساتھ دیا۔

وجہ دوم ۲: ابتدائے اسلام میں جب کافروں کا نہایت غلبہ تھا اور وہ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے ایذاء پہنچاتے اس وقت سوا صدیق اکبر کے اور کون سپر ہوتا تھا۔ ہر طرح حضور کی حمایت کرتے جب بوجہ تنہائی و بے کسی و کثرت اعدا کے کچھ قابو نہ چلتا ہ ایسی باتیں کرتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہو جاتے آپ ان کے ضرب وایذا گوارا کرتے۔ اور محبوب پر آنچ نہ آنے دیتے۔ عقبہ بن ابی معیط نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلوئے اقدس میں نماز پڑھتے میں چادر باندھ کر نہایت زور سے کھینچی۔ ابوبکر نے آ کر اس شقی کو دفع کیا اور فرمایا کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس امر پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے حالانکہ وہ لایا ہے تمہارے پاس کھلی نشانیاں اپنے رب سے۔

وجہ سوم ۳: کفار نے ایک بار حضور کو یہاں تک ایذا دی کہ غش آ گیا۔ ابوبکر نے کھڑے ہو کر ندا دی خرابی ہو تمہارے لیے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے۔ کافر آپس میں بولے یہ کون ہے؟ کہا ابو قحافہ کا بیٹا ہے دیوانہ۔

وجہ چہارم ۴: مشرکین مسجد میں بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کا ان کے جھوٹے خداؤں کا برا کہنا ذکر کر رہے تھے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے کافر آپ کی طرف آئے اور جب وہ کچھ دریافت کرتے آپ سچ فرماتے، پوچھا کیا تم ہمارے خداؤں کو ایسا ایسا نہیں کہتے۔ ارشاد ہوا کیوں نہیں۔ کفار نے اکبارگی حضور پر حملہ کیا۔ فریادی ابوبکر پاس آیا کہ اپنے یار کی خبر لو۔ یہ مسجد میں آئے اور حال ملاحظہ کیا، فرمایا خرابی ہو تمہارے لیے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس پر کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ لایا ہے تمہارے پاس روشن نشانیاں اپنے رب سے۔ مشرکین حضور کو چھوڑ کر انہیں مارنے لگے۔ جب مکان کو واپس آئے شدت ضرب سے بالوں

کا یہ حال تھا کہ جدھر ہاتھ لگایا لٹیں ساتھ آ گئیں اور وہ کہتے تھے برکت والا ہے تو اے ذوالجلال والاکرام۔

وجہ پنجم ۵: وقت چاشت حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کا طواف فرماتے تھے جب فارغ ہوئے کافروں نے چادر اقدس پکڑ کر کھینچی اور کہا تمہیں ہو جو ہمیں ان چیزوں سے منع کرتے ہو جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ فرمایا میں ہی ہوں پس ابوبکر حضور کی پیٹھ کو چپٹ گئے اور کہا کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ وہ خدا کو اپنا رب بتائے اور وہ تو کھلی نشانیاں لایا ہے تمہارے پاس اپنے پروردگار سے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر ہے جھوٹ اسکا، اور جو سچا ہے تو تمہیں پہنچے گا۔ بعض وہ چیز جسکا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے۔ بے شک خدا راہ نہیں دکھاتا فضول خرچ بڑے جھوٹے کو بآواز بلند یہ کہتے جاتے تھے اور آنکھیں بہہ رہی تھیں یہاں تک کہ کفار نے حضور کو چھوڑ دیا۔

وجہ ششم ۶: مولی علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگوں مجھے بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ کہا آپ، فرمایا خبردار رہو میں جس کے مقابلہ میں میدان میں آیا اس سے آدھا رہا ولیکن مجھے بتاؤ سب آدمیوں سے زیادہ بہادر کون ہے بولے ہمیں نہیں معلوم آپ بتایئے۔ فرمایا ابوبکر بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قریش نے حضور کو پکڑا تھا۔ اور وہ کہتے جاتے تھے تمہیں ہو جس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کر دیا۔ جناب امیر فرماتے ہیں سو خدا کی قسم ہم میں سے کوئی پاس نہ گیا سوا ابوبکر کے کہ اسے مارتے تھے اور اسے.................

اور کہتے تھے خرابی ہو تمہارے لیے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے۔ پھر جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ چادر شریف منہ پر رکھ کر اس قدر روئے کہ ریش اقدس تر ہو گئی۔ پھر فرمایا ابوبکر بہتر ہیں یا مومن (۱)

---

(۱) مومن آل فرعون وہ صاحب تھے جنہوں نے در پردہ موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لا کر ان کی حمایت کی اور کلام اللہ شریف میں ان کا قصہ اور یہ قول فرعون وملاء فرعون سے کہتا تھا نقل فرمایا ویکم تکتبون رجلا الایۃ غرض امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی یہ ہے کہ رسول حمایت اور کفار سے اس قول کے کہنے میں دونوں شریک تھے مگر ترجیح کیسے تھی۔ فرمایا یہ لوگ جواب نہیں دیتے۔ خود تفضیل وترجیح ابوبکر ارشاد فرمائی ۱۲ منہ۔

آلِ فرعون لوگ چپ ہو رہے فرمایا کیا مجھے جواب نہیں دیتے سو خدا کی قسم ابو بکر کی ایک گھڑی مومن آلِ فرعون کی تمام سعی سے بہتر ہے۔ وہ ایک مرد تھا جس نے اپنا ایمان چھپایا اور انہوں نے ظاہر و آشکار فرمایا۔

وجہ ہفتم ۷: جب صرف انتیس (۲۹) مسلمان تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا اور یہ پہلے خطیب تھے جنہوں نے خدا اور رسول کی طرف دعوت کی۔ کافر نہایت ضرب شدید سے پیش آئے، پاؤں سے پامال کیا، عتبہ بن ربیعہ نے سخت بے ادبیاں کیں۔ چہرہ کی چوٹ سے ناک منہ پہچانے نہ جاتے تھے۔ لوگوں کو ان کے مرنے میں کچھ شک نہ رہا کپڑے میں لپیٹ کر گھر اٹھا لائے دن بھر بات منہ سے نہ نکلی۔ آخر نہار میں کلام کیا تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے ان کے باپ اور اقارب ملامت کرنے لگے اور برا بھلا کہا۔ یعنی اپنا تو یہ حال ہے اور اس وقت میں بھی انہیں کا خیال ہے۔ ان کی ماں سے کہا انہیں کچھ کھلاؤ پلاؤ۔ انہوں نے تنہائی میں نہایت الحاح کیا آپ نے یہی جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ماں نے کہا خدا کی قسم مجھے تمہارے یار کا حال نہیں معلوم۔ فرمایا ام جمیل بنت خطاب پاس جا کر پوچھو، ام الخیر ام الجمیل پاس گئیں اور ان سے کہا ابو بکر تم سے محمد ﷺ بن عبد اللہ کا حال پوچھتا ہے۔ انہوں نے براہ احتیاط چھپایا اور کہا نہ میں ابو بکر کو پہچانوں نہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاں اگر تم یہ چاہو کہ تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے پاس چلوں تو میں ایسا کروں۔ ام خیر نے کہا ہاں، ام جمیل آئیں صدیق اکبر کو دیکھا پڑے ہوئے ہیں۔ ام جمیل نے نزدیک جا کر آواز بلند کی اور کہا یہ لوگ تم سے اس طرح پیش آئے اہل فسق ہیں مجھے امید ہے کہ خدا تمہارا بدلہ ان سے لے۔ ان کا تو وہی کلام تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ام جمیل نے کہا تمہاری ماں سن رہی ہیں وہ اس وقت تک ایمان نہ لائی تھیں خوف ہوا مبادا مشہور کر دیں، صدیق اکبر نے فرمایا ان کی طرف سے کچھ خیال نہ کرو۔ کہا صحیح و سالم ہیں، کہا کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ کہا دار الارقم میں، کہا میں نے قسم کھائی ہے جب تک حضور کو نہ دیکھ لوں گا کچھ نہ کھاؤں پیوں گا۔ بالآخر جب رات کو سب سو رہے

اور مجملاً موقوف ہوئے۔ اپنی والدہ اور ام جمیل پر تکیہ لگا کر محبوب کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھتے ہی پروانہ وار شمع رسالت پر گر پڑے اور بوسہ دینے لگے اور صحابہ بے تاب ہو کر ان پر گر پڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے نہایت رقت فرمائی۔ ابوبکر نے عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر قربان میرے ساتھ جو کیا، کیا مجھے اس کا کچھ غم نہیں یعنی جب حضور کو سلامت پایا تو اپنی مصائب کی فکر کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

وجہ ہشتم ۸: امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں روز بدر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک عریش تیار کیا تھا پھر آپس میں کہا ایسا ہم میں کون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور حضور کی محافظت کرے تا کوئی مشرک آپ کو ضرر نہ پہنچائے۔ سو خدا کی قسم ہم میں سے کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تھا سوا ابوبکر کے، کہ شمشیر برہنہ کیے حضور کے پاس کھڑے تھے اور مشرکین سے جو کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتا اسے دفع کرتے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ملائکہ نے ابوبکر صدیق کے اس فعل پر مباہات کی اور آپس میں کہا نہیں دیکھتے ابوبکر صدیق کو عریش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔

وجہ نہم ۹: جب شب ہجرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کفار سے پوشیدہ شب کو برآمد ہوئے ابوبکر ہمراہ تھے، کبھی حضور کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر یہ کیا کرتا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ جب یہ خیال آتا ہے مبادا کوئی کمین میں بیٹھا ہو تو حضور کے آگے چلتا ہوں اور جب یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید لوگ پیچھے آتے ہوں تو پس پشت اور کبھی دہنے اور کبھی بائیں کافروں کی جانب سے مجھے حضور پر اطمینان نہیں۔ پس شب بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پنجوں کے بل راہ چلے یعنی کہ تا نشان قدم سے سراغ نہ لگے یہاں تک کہ پائے اقدس ورم کر گئے۔ جب صدیق اکبر نے یہ کیفیت دیکھی حضور کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے دوڑے یہاں تک کہ غار ثور تک لائے، پھر حضور کو اتار کر عرض کیا قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا حضور غار میں تشریف نہ لے جائیں جب تک میں نہ جاؤں کہ اگر اس میں کوئی چیز ہو تو پہلے میری ہی جان پر

آئے۔ جب غار میں گئے، وہاں کچھ نہ دیکھا حضور کو اٹھا کر اندر لے گئے۔ غار میں سوراخ تھا جس میں سانپ اور اژدھے تھے، ولدادو جانان کو خوف ہوا مبادا اس میں سے کوئی چیز نکل کر محبوب کو ایذاء پہنچائے، اپنا پاؤں سوراخ میں رکھ دیا اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمایا، ادھر سانپوں اور اژدھوں نے کاٹنا اور سر مارنا شروع کیا۔ صدیق اکبر نے اس خیال سے کہ جان جائے مگر محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے مطلق حرکت نہ کی یہاں تک کہ آنسوان کے شبنم وار گل بستانِ اصطفا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر پڑے۔ حضور کی آنکھ کھل گئی ارشاد ہوا اے ابو بکر کیا ہے؟ عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے سانپ نے کاٹا، حضور نے لعاب دہن اقدس لگا دیا تکلیف زائل ہوئی۔ آخر عمر میں اُس نے عود کیا اور سبب شہادت ہوا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے شب غار صدیق اکبر نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے مجھے جانے دیجیے کہ اگر سانپ یا کوئی اور چیز ہو تو پہلے مجھے پہنچے، فرمایا جاؤ، پس گئے اور بہ سبب تاریکی غار کے اپنے ہاتھوں سے تلاش کرنے لگے، جہاں کہیں سوراخ پایا اپنے کپڑے پھاڑ کر اس میں رکھ دیے یہاں تک کہ تمام کپڑے سوراخوں میں بھر دیے ایک سوراخ باقی رہ گیا اس پر اپنی ایڑھی رکھ دی اور حضور سے عرض کیا تشریف لائیے۔ پس جب صبح ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کپڑے تمہارے کہاں ہیں اے ابو بکر؟ انہوں نے جو کیا تھا سمع اقدس تک پہنچایا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھا کر جناب باری دعا کی: الٰہی ابو بکر کو قیامت کے دن میری جنت کے درجہ میں میرے ساتھ کر۔ حضور کو وحی آئی کہ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں ان اللہ ذم الناس کلھم و مدح ابا بکر فقال الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا یعنی اللہ جل جلالہ سب لوگوں کی مذمت فرمائے اور ابو بکر کی مدح وستائش کہ فرماتا ہے الا تنصروہ اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو اللہ نے اس کی مدد کی جب اسے نکال دیا کافروں نے۔ دوسرا ان دو کا جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے کہتا تھا غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

وجہ دہم ۱۰: جب غار سے نکلے دن رات جاگتے گذرا یہاں تک کہ ٹھیک دو پہر ہو گیا، صدیق نے تلاشِ سایہ میں نظر دوڑائی، ایک چٹان نظر پڑی اس کی طرف گئے دیکھا کچھ سایہ باقی ہے، وہاں زمین کو صاف و ہموار کر کے حضور کے لیے بچھونا بچھا دیا، اور عرض کیا یا رسول اللہ آرام فرمایئے۔ حضور نے استراحت فرمائی۔ یہ کفار کو دیکھنے نکلے کہ مبادا آنہ پہنچے ہوں۔ اسی اثنا میں ایک چرواہے پاس بکریاں دیکھیں، تھن صاف کرا کے دودھ دھوایا، پھر اس میں پانی ملایا کہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا، پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، حضور جاگ چکے تھے عرض کیا نوش فرمایئے، صدیق اکبر فرماتے ہیں حضور نے یہاں تک پیا کہ میرا جی خوش ہو گیا پھر کوچ کیا کفار درپے تھے، سراقہ رضی اللہ عنہ کہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے قریب حضور کے پہنچ گئے کہ نیزہ دو نیزہ یا تین نیزہ کا فرق رہ گیا۔ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ دوڑنے ہمیں پکڑ لیا، فرمایا غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ جب سراقہ اور قریب ہو گئے کہ اس کا گھوڑا ہی بیچ میں فاصل تھا صدیق نے پھر وہی کلمہ عرض کیا اور رونے لگے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کیوں روتے ہو۔ عرض کیا خدا کی قسم میں اپنی جان کے لیے نہیں روتا، لیکن حضور کے غم سے روتا ہوں۔ الغرض ہر وقت و ہر حال میں اس یارِ غار نے حق جان نثاری کما ینبغی ادا کیا اور نہایت سخت سخت مصیبتوں میں اور بے کسی اور تنہائی کے وقت میں حضور کا ساتھ دیا اور یہ سب مضامین احادیث معتبرہ سے ثابت ہیں۔ فقد اخرج البخاری فی صحیحہ عن عروۃ عن الزبیر قال سألت عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما من اشد ما صنع المشرکون برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رایت عقبۃ بن ابی معیط جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یصلی فوضع ردائہ فی عنقہ فخنقہ بہ خنقا شدیدا فجاء ابو بکر حتی دفعہ عنہ فقال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ و قد جاء کم بالبینات من ربکم۔ الحاکم عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لقد ضربوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی غشی علیہ فقام ابو بکر فجعل ینادی و یقول ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ قالوا من ھذا

قالوا هذا ابن ابی قحافة المجنون. ابو عمر فی الاستیعاب عن اسماء بنت
ابی بکر رضی الله عنهما انهم قالوا لهاما اشد ما رایت المشرکین بلغوامن رسول
الله صلی الله علیه وسلم قالت کان المشرکون قعودا فی المسجد فتذاکروا
رسول الله صلی الله علیه وسلم وما یقول فی الهتهم فبیناهم کذا لک اذ دخل
رسول الله صلی الله علیه وسلم المسجد فقاموا الیه و کان اذا سألوه عن شیء
صدقهم فقالوا الست فی آلهتنا کذا و کذا قال بلی فنشوا به با جمعهم فاتی
الصریخ الیٰ ابی بکر فقیل له ادرک صاحبک فخرج ابو بکر حتی دخل
المسجد فوجد رسول الله صلی الله علیه وسلم والناس مجتمعون علیه فقال
ویلکم تقتلون رجلا ان یقول ربی الله و قد جاء کم بالبینات من ربکم قالت فلهوا
عن رسول الله صلی الله علیه وسلم واقبلوا علی ابی بکر یضربونه قالت فرجع
الینا لایمس شیئا من غدائره الاجاء معه وهو یقول تبارکت یا ذالجلال
والاکرام. و روی عن عمرو بن العاص رضی الله عنه قال ما تنول
رسول الله صلی الله علیه وسلم بشیء کان اشد من ان طاف بالبیت ضحی فلقوه
حین فرغ فاخذوا بمجامع ردائه و قالوا انت الذی تنهانا عما کان یعبد آباؤنا قال
انا ذاک فقام ابو بکر فالتزمه من ورائه ثم قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله و
قد جاءکم بالبینات ربکم ان یک کاذبا فعلیه کذبه و ان یک صادقا یصبکم
بعض الذی یعدکم ان الله لا یهدی من هو مسرف کذاب رافعا صوته بذالک و
عیناه تسبحان حتی ارسلوه. واخرج البزار فی مسنده عن علی رضی الله
تعالی عنه انه قال اخبرونی من اشجع قالوا انت ، قال اما انی ما بارزت احدا الا
انتصفت منه ولکن اخبرونی باشجع الناس قالوا لانعلم فمن ؟ قال ابو بکر انه لما
کان یوم بدر جعلنا لرسول الله صلی الله علیه وسلم عریشا فقلنا من یکون مع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لئلا ھوی الیہ احد من المشرکین فو اللہ ما دنا منا
احد الا ابو بکر شاھرا بالسیف علی راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا
یھوی الیہ احدا الا ھوی الیہ فھذا اشجع الناس قال علی و لقد رایت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و اخذ بہ قریش فھذا یجاءہ و ھذا یتلتلہ وھم یقولون انت
الذی جعلت الآلھتہ الھا واحدا قال فو اللہ ما دنا منا احد الا ابو بکر یضرب ھذا
ویجاء ھذا و یتلتل ھذا وھو یقول ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ ثم رفع
علی بردۃ کانت علیہ فبکی حتی اخضلت اللحیۃ ثم قال مومن آل فرعون خیر
ام ابو بکر فسکت القوم فقال الا تجیبونی فواللہ لساعۃ ابی بکر خیر من مثل آل
فرعون ذالک رجل کتم ایمانہ و ھذا رجل اعلن ایمانہ فی ریاض النضرۃ
عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت لما اجتمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و کانوا تسعۃ و ثلثین رجلا الح ابو بکر علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی الظھور فقال یا ابا بکر انا قلیل فلم یزل یلح علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حتی ظھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تفرق المسلمون فی
نواحی المسجد و قام ابو بکر فی الناس خطیبا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جالس و کان اول خطیب دعا الی اللہ عزوجل والی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم
وثار المشرکون علی ابی بکر و علی المسلمین فضربوھم فی نواحی المسجد
ضربا شدیدا ووطیٔ ابو بکر و ضرب ضربا شدیدا و دنا منہ الفاسق عتبۃ بن
ربیعۃ فجعل یضربہ بنعلین مخصوفتین و یحرفھما بوجھہ و اثر ذالک حتی ما
یعرف انفہ من وجھہ و جاءت بنوتیم فدخلوا المسجد و قالوا واللہ لئن مات ابو
بکر لنقتلن عتبۃ و رجعوا الی ابی بکر فجعل ابو قحافۃ و بنوتیم یتکلمون ابا بکر
حتی اجابھم فتکلم آخر النھار ما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنالوہ

بالسنعهم و عدلوه ثم قاموا و قالوا لام الخیر بنت صخر انظری ان تطعمیه شیأ او تسقیه ایاه فلما خلت به و الحت جعل لقول ما فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت والله ما لی علم بصاحبک فقال اذھبی الی ام جمیل بنت الخطاب فاسألیھا عنه فخرجت حتی جاء ت ام جمیل فقالت ان ابا بکر یسألک عن محمد بن عبدالله قالت ما اعرف ابا بکر ولا محمد بن عبد الله صلی الله علیه وآله وسلم و ان تحبی ان امضی معک الیٰ ابیک فعلت ، قالت نعم فمضت معھا حتی وجدت ابا بکر صریعاً دلفاً فدنت منه ام جمیل واعلنت بالصیاح و قالت ان قوما نالوا منک ھذا لاھل الفسق و انی لارجوا ان ینتقم الله لک ، قال ما فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت ھذه امک تسمع قال فلاعین علیک منھا قالت سالم صحیح قال فاین ھو قالت فی دار الارقم قال فان لله علی الیته ان لا اذوق طعاما و لاشرابا او اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم فامھلتا حتی اذا ھدأت الرجل و سکن الناس خرجتھا به یتکیٔ علیھما حتی ادخلناه علی النبی صلی الله علیه وسلم قالت فانکبّ علیه فقبله و انکب علیه المسلمون ورق له رسول الله صلی الله علیه وسلم رقة شدیدة فقال ابو بکر بابی انت و امی لیس بی ما نال الفاسق من وجھی ھذه امی برة بوالدیھا وانت مبارک فادعھا الی الله تعالی وادع الله عزوجل لھا عسی ان یستقلبھا بک من النار فدعا لھا رسول الله صلی الله علیه وسلم فاسلمت فاقاموا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم شھرا وھم تسعة و ثلثون رجلا و کان اسلام حمزة یوم ضرب ابو بکر ۔ البزار عن علی کرم الله تعالی وجھه۔

ابن عساکر عن ابی ھریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال تباشرت الملائکة یوم البدر

فقالوا اما الرون ان ابا بکر الصدیق مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی

العریش۔ عن حلیۃ بن محصن قال قلت لعمر بن الخطاب انت خیر من ابی بکر

فبکی و قال واللہ لیلۃ من ابی بکر و یوم خیر من عمر عمر هل لک ان احد ثک

عن لیلتہ و یومہ قال قلت نعم یا امیر المومنین قال اما لیلتہ فلما خرج رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم هاربا من اهل مکۃ خرج لیلا فتبعہ ابو بکر فجعل یمشی مرۃ

امامہ و مرۃ خلفہ و مرۃ عن یمینہ و مرۃ عن یسارہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ما هذا یا ابا بکر من فعلک؟ قال یا رسول اللہ اذکر الر صد فاکون

امامک و اذکر الطلب فاکون خلفک و مرۃ عن یمینک و مرۃ عن یسارک لا

امن علیک قال فمشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلتہ علی الحراف

اصابعہ حتی حفیت رجلہ فلما رآها ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انها قد حفیت

حملہ علی کاهلہ جعل یشتدبہ حتی اتی بہ فم الغار فانزلہ ثم قال لہ والذی

بعثک بالحق لا تدخلہ حتی ادخلہ فان کان فیہ شیٔ نزل بی قبلک فدخل فلم

یر شیئا فحملہ فادخلہ و کان فی الغار فرق فیہ حیات والافاعی فخشی ابو بکر ان

یخرج منهن شیٔ فیوذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالقمہ قدمہ فجعلن

یضربنہ و تلسمہ الحیات والا فاعی و جعلت و موعہ تنحدر ورسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یقول لہ یا ابا بکر لاتحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ الاطمانیۃ

لابی بکر فهذہ لیلۃ الحدیث۔ وروی رزین عن امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قریبا من ذالک و قال فیہ ثم قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخل فدخل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووضع رأسہ فی حجرہ و نام فلدغ ابو بکر فی

رجلہ من الحجر و لم یتحرک مخافۃ ان ینبتها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فسقطت دموعہ علی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالک یا ابا بکر

قال لدغت فداک ابی و امی فتفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذھب مایجد

ثم انتقض علیہ و کان سبب موتہ ۔عن انس بن مالک قال لما کانت لیلۃ الغار

قال ابو بکر یا رسول اللہ دعنی فلادخل قبلک فان کانت حیۃ او شیء کانت

بی قبلک قال ادخل فدخل ابو بکر فجعل یلمس بیدیہ فکلما رای حجرا قال

بثوبہ فشقہ ثم القمہ الحجر حتی فعل ذالک بثوبہ اجمع و بقی حجر فوضع

علیہ عقبہ و قال ادخل فلما اصبح قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاین ثوبک

یا ابا بکر فاخبرہ بالذی صنع فرفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدیہ فقال اللھم

اجعل ابا بکر معی فی درجتی یوم القیمۃ فاوحی اللہ الیہ ان استجاب اللہ لک ۔

البخاری والمسلم عن البراء بن عازب فی حدیث طویل قال فیہ فقال ابو بکر

خرجنا فادلجنا فاحیینا یومنا و لیلتنا حتی اظھرنا و قام قائم الظھیرۃ و ضربت

ببصری ھل اری ظلا فاوی الیہ فاذا انا بصخرۃ فاھویت الیھا فاذا بقیۃ ظلھا

فسویۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فرشت لہ فروۃ و قلت اضطجع یا رسول

اللہ فاضطجع ثم خرجت انظر ھل اری احدا من الطلب فاذا انا براعی غنم فقلت

لم انت یا غلام فقال لرجل من قریش فسماہ فعرفتہ فقلت ھل فی غنمک من

لبن قال نعم قلت و ھل انت حالب بی قال نعم قال فامرتہ فاعتقل شاۃ منھا ثم

امرتہ فنفض ضرعھا فحلب مکثبۃ ثم صببت الماء علی القدح حتی برد اسفلہ ثم

اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوافیتہ قد استیقظ فقلت اشرب یا رسول

اللہ فشرب حتی رضیت ثم قلت الم یأن للرحیل فارتحلنا والقوم یطلبون فلم

یدرکنا منھم الاسراقۃ بیننا و بینہ قدر رمح او رمحین او ثلثۃ قلت یا رسول اللہ

ھذا الطلب قد لحقنا فقال لاتحزن ان اللہ معنا حتی اذا دنیٰ فکان بیننا و بینہ

فرس لہ فقلت یا رسول اللہ ھذا الطلب قد لحقنا و بکیت قال لم تبکی قال قلت

اما واللہ لا ابکی علی نفسی ولکن ابکی علیک فدی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث ۔ جب کہ تعدادِ وجوہ وسرد احادیث سے فراغت پائی تو اب وقت وہ آیا کہ عنانِ قلم اتمامِ تقریب کی طرف پھیری جائے۔

فاقول وباللہ التوفیق ہر مسلمان بلکہ ہر عاقل کو جس طرح وجوب وجود توحید الٰہی کا اذعان تام حاصل ہے ویسا ہی اس امر پر یقین کامل ہے کہ کارخانہ تقدیر ازلی ایک بڑی حکیم جلیل الحکمۃ کی صنعت ہے جس کے سراپردۂ اتقان ومتانت کے گرد فضول ولایعنی کو ہرگز بار نہیں جو کام کرتے ہیں عین حکمت ہوتا ہے اور جو تقدیر فرماتی ہے سراپا مصلحت۔ صنع اللہ الذی اتقن کل شی مالک مختار ہیں مگر کبھی تفضیل مفضول ترجیح مرجوح روا نہیں رکھتے اور جس کام کی غایت اصلاح منظور ہوتی ہے ہرگز غیر الیق کے ہاتھ میں نہیں دیتے۔ ہاں جن معاملہ کو خراب وتباہ کرنا چاہتے ہیں اس کا ولی امر ایسے ہی لوگوں کو کرتے ہیں جو شریر مفسد ہوں ورنہ صالحین سے سوا اصلاح کے کچھ نہیں ہوتا۔ آیات کریمہ میں حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ اعلم حیث یجعل رسلتہ اور کریمہ انزل علیہ الذکر من بیننا الیس اللہ باعلم بالشکرین اور احادیث میں یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر اور قول امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یعلم اللہ فیکم خیر لول علیکم خیارکم اور واقعات میں خلافت خلفائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صورت اولی اور کریمہ اذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا (۱) ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنھا تدمیرا اور حدیث اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ ودیگر احادیث اشراط ساعت وقرب قیامت از اول وسفہاء کی ریاست اور واقعہ امارت باطلہ یزید پلید و تجمرہ مروانیان صورت ثانیہ پر شاہد عادل ہے۔ اب خرد خوردہ بین وعقل نکتہ چین اس نکتہ کے ملاحظہ اور وجوہ واحادیث مذکورہ کے مطالعہ کے بعد مضطرانہ غور وتامل کرتی ہے کہ در حقیقت حافظ وناصر اپنے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا حضرت حق ہے جل مجدہ وعز جدہ۔ عالم اسباب

(۱) قولہ تعالیٰ امرنا مترفیھا ای کثرنا ھم و جعلنا ھم ولاۃ الا مر قالہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ۔

میں کہ یہ کام دوسرے کے متعلق کریں دست تقدیر حکمت جلیلہ کے مطابق اسے اپنا جارحہ فعل و آلہ تصرف بناتا ہے۔ فیض ازلی نے جو داعیہ نصرت و حمایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل صدیق میں ڈالا اور مصائب ہائلہ و شدائد غائلہ میں انہیں بالتخصیص جارحہ اپنے حفظ و کفالت کا فرمایا، آیا یہ داعیہ ڈالنا اور جارحہ بنانا محض جزافاً بے ملاحظہ استعداد و لیاقت یا بالقصد اس کام کے لیے اسے چنا جو اس کی قابلیت اور نیابت حفظ الٰہی کی صلاحیت نہ رکھتا تھا یا دوسرا شخص ان سے الیق و انسب جوان سے بہتر اس کام کو انجام دیتا موجود تھا اسے چھوڑ کر ان کے سپرد کیا یا جب تک علم الٰہی نے صدیق اکبر کو سب سے زیادہ اس نیابت و آلیت کے قابل اور سب سے بڑھ کر رسول کا انیس و دمساز و محرم راز و عاشق جانباز نہ سمجھ لیا تھا ازل الآزال میں اس کار خطیر کے واسطے مخصوص نہ کیا تھا یا للمنصفین، نجار جس کام کو باسلوب خوب انجام دینا چاہتا ہے سب تیشوں سے عمدہ تیشہ پسند کرتا ہے اور مبارز جب میدان قتال میں جولان کرتا ہے حتی الوسع شمشیر بے نظیر قبضہ میں لیتا ہے، پھر حکمت الٰہی تو حکمت الٰہی ہے۔ لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر۔ اب وجدان سلیم کی طرف مراجعت ضرور ہے کہ ایسے کام کی لیاقت میں کیا کیا درکار ہیں۔ اولاً محب ناصر کی صفات و اخلاق نفسانیہ محبوب منصور کی عادات و اوصاف سے غایت تشبہ و مماثلت بلکہ کمال اتحاد و یک رنگی پر واقع ہوں۔ اس کی رضا اس کی رضا ہو اور جو اسے ناپسند ہو اسے مکروہ تا کہ محبوب اس سے مالوف و مانوس ہو اور روابستگی تام پیدا کرے اور یہ بوجہ اولی اتحاد و یکجہتی کے ہر کام میں اس کی مرضی مطابق چلے ورنہ تخالف مزاج سیل تنافر سے بنیان تناصر کو ازہم ریختہ کر دیتا ہے۔ ثانیاً محبوب کو اس پر وثوق و اعتماد تام حاصل ہو اور سب کاموں میں اسے اپنا مرجع بنائے، پردہ تکلف درمیان سے بالکل اٹھ جائے ورنہ ایک ہاتھ سے تالی بجنا معلوم۔ ثالثاً آتش محبت سینہ محب میں اس درجہ مشتعل ہو کہ ماوراان کا نسیاً منسیا اور اس کی ادنی تکلیف پر اپنی جان دے دینا بطوع و رغبت گوارا ہو ورنہ جان نثاری سے معذور اور آلہ حفظ الٰہ ہونا بہت دور۔ رابعاً اسے صبر تام عطا فرمائیں کہ اہوال و شدائد اس کی زمام استقلال کو ہاتھ سے نہ لیجائیں۔ خامساً شجاعت و ہمت و جرأت و سخاوت الی غیر ذالک من الامور التی لا یخفی علی اللبیب پس بالیقین ثابت ہو گیا کہ ابو بکر صدیق اللہ کے نزدیک

چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپر ہونے کے لیے سب سے زیادہ لائق تھے، اور حضور کی غمگساری وراز داری واخلاق نفسانیہ میں عادات کریمہ سے یک رنگی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہا درجہ کی شیفتگی میں کوئی ان کا مماثل نہ تھا۔ اور جو انس ومیلان حضور کو ان سے تھا کسی سے نہ تھا اور جو اطمینان ووثوق ان پر تھا کسی پر نہ تھا۔ بالیت شعری کیا ایسا شخص افضل امت اور قرب الٰہی میں سب پر فائق اور جناب عدن میں سب کا سردار ہوگا یا جو لوگ تفضیل صدیق میں مرتاب اور راذعان حق سے سرتاب ہیں مضامین اس فصل کے غیر صدیق کے لیے بھی ثابت کر دکھائیں گے ان ذالک لا یحالی لھم بحمد اللہ ھذا ما الھمنی ربی ان ربی للذو فضل عظیم کلام طویل ہے اور فرصت قلیل وقصیر اور مزاج سامعان کے ناز کے دامنگیر ورنہ ہم اس دلیل کو چند تبصروں میں بیان کرتے و فیما ذکرنا کفایۃ لاولی النھی۔

فصل دوم: دربار نبوت میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے جاہ وثروت میں قرآن عظیم ووحی حکیم باعلی ندا منادی کہ معاملہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عین معاملہ اطاعت الٰہی ہے اس جناب کی اطاعت ربانی اور عیاذاً باللہ نافرمانی ان کی خدا کی نافرمانی، جو ان کا محبوب ومقبول ہے اللہ کا محبوب اور مقبول اور جو ان کا مخذول ومقہور ہے اللہ کا مقہور ومخذول۔ جسے جس قدر قرب ان سے حاصل اسی قدر حضرت حق سے واصل اور جتنا ان سے دور اتنا ہی رحمت الٰہی سے مہجور اور اس معنی کا انکار نہ کرے گا مگر دشمن اسلام۔ اب حجاب تعصب نگاہ بصیرت سے اٹھا کر غور کرنا چاہیے کہ آیا دربار دربار نبوت میں جو قرب ووجاہت حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حاصل ہے دوسرا بھی اس میں شرکت رکھتا ہے جس قدر نگاہ غامض کی جائے گی اسی قدر جاہ ومنزلت شیخین سب سے بلند وبالا نظر آئے گی۔ اب ہم اس مضمون کو تیئیس وجہ سے ثابت کرتے ہیں جس سے حجت الٰہی قائم ہو جائے اور مخالف وموافق کو جائے تردد وانکار باقی نہ رہے۔ فنقول و باللہ التوفیق۔

وجہ اول: مہاجرین وانصار واصحاب سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم سے مجلس ملائک وانس میں کوئی حضور

والا کی طرف نگاہ نہ اٹھا سکتا سوا ابوبکر وعمر کے کہ یہ حضور کو دیکھتے اور حضور انہیں الترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج علی اصحابہ من المھاجرین والانصار وھم جلوس و فیہ ابو بکرو عمر فلا یرفع الیہ احد منھم بصرہ الا ابو بکر و عمر فانھما کان ینظران الیہ و ینظر الیھما و یبتسمان الیہ ویبتسم الیھما۔

وجہ......: سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر تبسم فرماتے اور یہ حضور والا کو دیکھ کر مسکراتے اور یہ معنی غایت ملاطفت ونہایت وجاہت سے مخبر اور حضرات شیخین سے مخصوص کما فی الحدیث المذکور۔

وجہ......: عموماً مہاجرین اپنے نام سے پکارے جاتے اور صحابہ کرام سب کا نام لیتے۔ عمر نے فرمایا عثمان نے کہا علی نے کہا رضی اللہ تعالیٰ عنہم، مگر صدیق کہ یہ کنیت ولقب سے ذکر کیے جاتے اور خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ان کو یاد فرماتے۔ اور یہ بات فقیر نے اپنی طرف سے نہیں لکھی بلکہ ایک صحابی کا ارشاد ہے کہ وہ ان وقائع کے مشاہد اور ان کے وجوہ واسباب پر مطلع تھے۔ فصل صحابہ میں حضرت ابوالہیثم بن التیہان کا شعر گزرا۔ و سمیت صدیقا الخ کہتے ہیں ہر صاحب کا نام لیا جاتا ہے اور کوئی اس پر انکار نہیں کرتا سوا تمہارے کہ تمہیں صدیق کہا جاتا ہے۔

وجہ......: اصحاب کرام خدمت رسالت میں حلقہ باندھ کر بیٹھتے کہ مجلس اقدس مثل کنگن کے ہو جاتی اد۔ ابوبکر صدیق اگر حاضر نہ ہوتے جگہ ان کی خالی رہتی اور کوئی اس میں طمع نہ کرتا جب آتے اپنی جگہ بیٹھ جاتے۔ حضور والا ان کی طرف منہ فرماتے اور اپنی باتوں کا مخاطب انہیں ٹھہراتے اور لوگ سامع ہوتے۔ فقیر میگوید۔

گرز مرغان خوش الحان ہمہ پر گشت چمن
جائے بلبل بکنار گل خندان سبز است

اخرج ابن عساکر عن مجمع الانصاری عن ابیہ قال ان کانت حلقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتشبک حتی تصیر کالاسوار وان مجلس ابی

بکر منھا لفارغ ما یطمع فیہ احد من الناس فاذا جاء ابو بکر جلس ذالک المجلس و اقبل علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بو جھہ و القی الیہ حدیثہ و یسمع الناس۔

وجہ……: حضرت والا نے سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ مداح رسول ہیں اور مؤید بروح القدس، ارشاد فرمایا قلت فی ابی بکر شیئا قل حتی اسمع تم نے ابوبکر کی مدح میں بھی کچھ کہا ہے پڑھو کہ ہم سنیں۔ حسان نے یہ اشعار عرض کیے۔

و ثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدو بہ اذ صاعد الجبلا

و کان حب رسول اللہ قد علموا من الخلائق لم یعدل بہ بدلا

حضور نے یہاں تک خندہ فرمایا کہ نواجذ شریفہ ظاہر ہوگئی۔ اور ارشاد ہوا اے حسان تم نے سچ کہا وہ ایسے ہی ہیں۔ رواہ ابن سعد عن الزھری و الحاکم عن حبیب بن ابی حبیب و قد مر فی فصل الاحادیث۔

اقول: پھر ظاہر کہ خود مدح صدیق کی فرمائش کرنا اور برغبت تمام استماع پھر اس پر خندہ سرور فرمانا غایت محبت و نہایت مرتبت کی دلیل ہے کہ غیر صدیق کے لیے ثابت نہیں۔

وجہ……: ایک روز مجلس مقدس میں صدیق حاضر نہ تھے حضور نے ان کے آنے کی ان الفاظ سے خبر دی کہ اس وقت وہ آتا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے بعد اس کا مثل نہ بنایا اور روز قیامت اس کی شفاعت مثل میری شفاعت کے ہوگی۔ جب حاضر ہوئے حضور نے ان کے لیے قیام فرمایا اور پیشانی صدیق پر بوسہ دیا اور گلے لگایا اور ایک ساعت انس حاصل کیا۔

وجہ……: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام ایک چشمہ میں داخل ہوئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہر شخص اپنے اپنے یار کی طرف پیرے، سب صاحبوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر باقی رہ گئے پس خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق کی طرف شنا کی اور جا کر گلے لگایا اور فرمایا اگر میں کسی کو اپنا ایسا دوست بناتا کہ دل میں سوائے اس کے دوسرے

کی جگہ نہ ہوتی تو ابوبکر کو بناتا ولیکن وہ میرا رفیق ہے۔فقد اخرج الطبرانی فی الکبیر و ابن شاهین فی السنة عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما موصولا وابو القاسم البغوی و ابن عساکر عن ابن ملیکة مرسلا قال و قل رسول الله صلی الله علیه وسلم و اصحابه غدیراً فقال لیسبح کل رجل الیٰ صاحبه فسبح کل رجل منهم الی صاحبه حتی بقی رسول الله صلی الله علیه وسلم و ابو بکر فسبح رسول الله صلی الله علیه وسلم الی ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه حتی اعتنقه فقال لو کنت متخذا خلیلا لا تخذت ابا بکر خلیلا و لکنه صاحبی۔

وجہ......: امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ثنائے صدیق میں فرماتے ہیں اشرفهم منزلة واکرمهم علیه واوثقهم عنده کما مر فی الحدیث الطویل یعنی مرتبہ آپ کا سب سے بالا اور دربار نبوت میں وجاہت اور حضور کو آپ پر وثوق سب سے زیادہ تھا۔

وجہ......: امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا شیخین کی منزلت بارگاہ رسالت میں کس قدر تھی۔فرمایا جواب ہے کہ وہ دونوں حضور کے برابر لیٹے ہیں رواہ احمد و قد مر۔

وجہ......: اعظم دلائل سے یہ امر ہے کہ جب ان کا ذکر اور صحابہ کے ساتھ ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر شیخین کو مقدم فرماتے انشاء اللہ تعالیٰ ثبوت کافی اس کا فصل ...... میں آئے گا۔

وجہ......: حجۃ الوداع سے پلٹتے میں خطبہ پڑھا اور بعد حمد وثنا ارشاد ہوا۔ایها الناس ان ابا بکر لم یسوء نی قط فاعرضوا له ذالک ایها الناس انی راض عن ابی بکر و عمر و عثمان و علی و طلحة و زبیر و سعد و عبدالرحمن بن عوف و المهاجرین الاولین فاعرضوا لهم ذالک رواه الطبرانی عن سهل یعنی اے لوگو ابوبکر نے مجھے کبھی ملال نہ دیا سو یہ پہچان رکھو اس کے لیے اے لوگو میں راضی ہوں ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحہ وزبیر و سعد وعبدالرحمٰن بن عوف ومہاجرین اولین سے سو یہ پہچان رکھو ان کے لیے۔

اقول: خطبہ قریب وصال میں ذکر صدیق کو سب سے جدا فرمانا پھر سب کے ساتھ انہیں یاد دلانا پھر ان کا ذکر سب پر مقدم کرنا دلیل تام ہے اس معنی پر کہ حضور کو جس قدر شانِ صدیق سے اعتنا تھا کسی سے نہ تھا اور جو عنایت ان کے اوپر مبذول تھی کسی پر نہ تھی۔

وجہ……: جب روز فتح حضور داخل مکہ ہوئے ابو بکر صدیق نے اپنے والد ماجد کو حاضر کیا ارشاد ہوا اس پیر کو تم نے گھر ہی میں کیوں نہ چھوڑ دیا کہ ہمیں اس کے پاس جاتے۔ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ اسی کا حاضر ہونا لائق تھا، پھر حضور نے ان کے سینہ کو مسح کر کے ارشاد فرمایا مسلمان ہو جا، مسلمان ہو گئے قال محمد بن اسحاق فلما دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکة دخل المسجد فاتی ابو بکر رضی اللہ عنہ بابیہ یقودہ فلما راہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھلا ترکت الشیخ فی بیتہ حتی اکون انا آتیہ فیہ قال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ ھو احق بمشی الیک من ان تمشی انت الیہ فاجلسہ بین یدیہ ثم مسح صدرہ ثم قال اسلم فاسلم الحدیث۔

اقول: یہ اعزاز و اکرام ابو قحافہ کا ابو قحافہ کے لیے نہ تھا کہ وہ تو اس وقت مسلمان بھی نہ ہوئے تھے اور جب ہوئے تو طلقا سے تھے مہاجر نہ انصاری۔ غرض اس وقت تک اپنی ذات میں کوئی امر باعث تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ رکھتے تھے نہ مؤلفۃ القلوب سے تھے کہ بنظر استمالت ارشاد ہوا نہ فتح مکہ کے بعد تالیف قلوب کا صیغہ رہا۔ لوگ الحمد للہ دین خدا میں خود فوج در فوج داخل ہونے لگے اور جو پیری کا لحاظ کیجیے تو ہزاروں بڈھے مسلمان ہوئے ان ہی کی کیا خصوصیت تھی؟ پس ثابت ہو گیا کہ یہ تعظیم در حقیقت صدیق اکبر کی تھی نہ سیدنا ابو قحافہ کی رضی اللہ عنہما۔

وجہ……: ارشاد فرماتے آسمان میں دو فرشتے ہیں ایک شدت کا حکم کرتا ہے دوسرا نرمی کا اور دونوں صواب پر ہیں اور جبریل و میکائیل کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا اور دو نبی ہیں ایک حق اور دوسرا آمر شدت اور دونوں حق پر ہیں۔ پھر ارشاد ہوا اور میرے دو یار ہیں ایک نرمی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا شدت کا

اور دونوں راستی پر ہیں اور ابو بکر و عمر کا ذکر فرمایا الطبرانی بسند حسن عن ام سلمة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی السماء ملکین احدھما یامر بشدت والآخر باللین و کل مصیب و ذکر جبریل و میکائیل و نبیان احدھما یامر باللین والآخر یامر بالشدۃ و کل مصیب و ذکر ابراھیم و نوحاً و لی صاحبان احدھما یامر باللین والآخر بالشدۃ و کل مصیب و ذکر ابا بکر و عمر۔ اس سے زیادہ منزلت کیا ہوگی کہ حضور نے ان کو دو فرشتوں مقرب اور دو پیغمبر اولوالعزم سے تشبیہ دی اور جو لفظ ان کے حق میں ارشاد ہوئے ان کے لیے بھی فرمائے۔

وجہ……: حضور والا کا معمول تھا کہ ہر روز صبح و شام دو بار صدیق کے گھر تشریف لے جاتے اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ نہایت نجیں رکھتا عن عائشۃ قالت لم اعقل ابوی قط الا و ھما یدینان الدین و لم یمر علینا یوم الا یاتینا فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفی النھار بکرۃ و عشیۃ۔

وجہ……: منزلت ان کی دربار رسالت میں اس درجہ اشتہار کو پہنچی تھی کہ کفار بھی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں کو پوچھتے اور جس معاملہ میں گفتگو منظور ہوتی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور معاملہ ان کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واحد جانتے۔ چنانچہ تفصیل اس کی انشاء اللہ فصل…… میں مذکور ہوگی۔

وجہ……: اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو انتہا درجہ کی رحمت و شفقت کے ساتھ متصف فرمایا۔ یہاں تک کہ فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور فرماتا ہے فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم۔ اس باعث سے حضور والا ہر قاصی و دانی سے نہایت اخلاق کے ساتھ پیش آتے اور باوجود اس جلالت شان کے جسکا نظیر غیر متصور ہے سب سے بلطف و عنایت خطاب فرماتے مگر یہ امر غالباً اوروں کے ساتھ بے وجہ نہ ہوتا مثلاً مخاطب نے کچھ سوال کیا اسکا جواب ارشاد ہوا یا کسی خدمت پر اسے مامور کرنا ہوا یا جس بات کا ذکر ہے اسکی ذات سے علاقہ

خاص دکھتی تھی یا بنابر ہدایت ونصیحت ارشاد ہوا الیٰ غیر ذالک من وجوہ الداعیہ۔ بخلاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ ان سے وجہ و بے وجہ کوئی تعلق ان کا ہو یا نہ ہو خطاب فرمایا جاتا اور بات کہنے کے لیے تمام حاضرین خدمت سے وہی مخصوص کئے جاتے۔ اے عقل سلیم تو بتا اگر یہ نہایت قرب نہیں تو کیا ہے۔ بریدہ اسلمی کو جب حضور نے دیکھا ارشاد ہوا تو کون ہے؟ عرض کیا بریدہ، حضور نے صدیق کی طرف التفات کرکے فرمایا اے ابوبکر ہمارا کام خنک ہوا اور بن گیا۔ پھر پوچھا کس قبیلہ سے؟ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اسلم سے، حضور نے صدیق سے فرمایا ہم سلامت رہے، پھر فرمایا کس کی اولاد سے؟ عرض کیا بنی سہم سے، فرمایا تیرا حصہ نکل گیا اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن بریدة الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما تلقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بریدة الاسلمی فی سبعین راکبا من اھل المدینة من بنی سھم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من انت قال انا بریدة فلتفت الی ابی بکر فقال یا ابا بکر برد امرنا و صلح ثم قال ممن انت قال من اسلم قال لابی بکر سلمنا قال ثم قال لی من بنی من قلت من بنی سھم قال خرج سھمک۔ روز بدر ارشاد ہوا اللہ نے اپنی مدد اتاری اور ملائکہ نازل ہوئے مژدہ ہو اے ابوبکر میں نے جبریل کو دیکھا کہ زمین وآسمان کے بیچ میں ایک گھوڑی کو کھینچتا ہے جب زمین پر آیا سوار ہوا پھر ایک ساعت مجھے نظر نہ آیا۔ پھر جو میں نے دیکھا تو اسکے ہونٹوں پر غبار تھا یعنی قتال کیا عن موسیٰ بن عقبة فی قصة بدر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد انزل اللہ نصرہ و نزلت الملائکة ابشر یا ابا بکر فانی قد رأیت جبریل یقود فرسا بین السماء والارض فلما ھبط الی الارض جلس علیھا فتغیب علی ساعة ثم رایت علی شفتیہ غبارا۔ سال فتح حضور نے ملاحظہ فرمایا عورتیں اپنے دوپٹوں سے اسپان جہاد کے منہ صاف کر رہی ہیں، حضور ابوبکر صدیق کی طرف دیکھ کر مسکرائے پھر فرمایا اے ابوبکر کیسے کہا حسان بن ثابت نے۔ ابوبکر نے ان کے وہ شعر عرض کیے جس کا خلاصہ یہ ہے میں اپنے بیٹوں کو نہ پاؤں اگر تم اے کافران مکہ جا۔ بے گھوڑوں کو کداء کے دونوں جانب غبار اڑاتے نہ دیکھو، لگاموں میں چاہتے، شتابی کرتے اور

ان کا منہ صاف کرتی ہوں عورتیں دوپٹوں سے۔ حضور نے فرمایا داخل ہو جہاں سے کہا حسان نے یعنی کداء سے۔

اخرج الحاکم فی المستدرک عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال لما دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح رای النساء ملطمن وجوہ الخیل بالخمر فتبسم الی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قال یا ابا بکر کیف قال حسان بن ثابت فانشدہ ابو بکر رضی اللہ عنہ

علمت ثنیتی ان لم تروھا تثیر النقع من کتفی کداءُ

ینازعن عن الاعنۃ مسرعات یلطمھن بالخمر النساء

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخلوا من حیث قال حسان۔

روز احد جب سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے.......... حضور نے ابو بکر صدیق سے ارشاد فرمایا اوجب طلحۃ یا ابا بکر اے ابو بکر طلحہ نے جنت واجب کر لی۔

ورود احادیث اس بارہ میں بکثرت ہے اور منصف کے لیے اس قدر میں کفایت۔

وجہ...... حضور والا صحابہ کرام کو صدیق اکبر کا ادب تعلیم فرماتے اور یہ معنی کمال وجاہت پر دال ربیعہ بن کعب کو انہوں نے ایک کلمہ مکروہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ابو بکر کو پھر نہ کہنا بلکہ ان کے حق میں دعائے مغفرت کر رواہ احمد و قد مر فی اقوال الصحابۃ ایک بار ایک صحابی کو ان کے آگے چلتے دیکھا فرمایا تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے ابو عمر فی الاستیعاب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اصحابہ و قد راٰہ یمشی بین یدی ابی بکر تمشی بین یدی ھو خیر منک۔

اقول: اس حدیث کو کریمہ یایھا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ سے ملا کر دیکھیے تو ایک عجیب لطف حاصل ہوتا ہے اور یہ صحابی سیدنا ابو درداء ہیں رضی اللہ عنہ کما صرح بہ فی روایۃ اخری۔

وجہ...... دونوں زمانہ رسالت میں مرجع ناس تھے۔ لوگ اپنی مرض کی چارہ جوئی ان سے کرتے اور مسائل میں فتوی لیتے اور یہ بات بے غایت وجاہت کے معقول نہیں۔ ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے ایک خطا ہوگئی صدیق اکبر سے حال عرض کیا فرمایا پردہ رکھ اور توبہ کر اور کسی سے نہ کہہ۔ اسی طرح ایک اور صحابی سے جنایت ہوگئی ابوبکر و عمر سے کفارہ پوچھا۔ مرد اسلمی نے اپنا جرم صدیق اکبر سے عرض کیا فرمایا سوا میرے اور کسی سے تو نہیں کہا عرض کیا نہیں، فرمایا توبہ کر اور پردہ رکھ اللہ ستاری کرے گا کہ خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ پھر امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے عرض کیا انہوں نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ و ستاتی الاحادیث انشاء اللہ فی فصل الوزارۃ۔

وجہ...... روز بدر میمنہ لشکر صدیق اکبر کو عطا ہوا اور جبریل ہزار فرشتے لے کر ان کی طرف نازل ہوئے اور میسرہ مولی علی رضی اللہ عنہ کو اور میکائیل ان کی جانب عن علی کرم اللہ تعالی وجھہ قال نزل جبریل فی الف من الملائکۃ عن میمنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فیھا ابو بکر و نزل میکائیل عن میسرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و انا فی المیسرۃ۔

اقول میمنہ اور میسرہ کا فرق اور جبریل کا میکائیل سے افضل ہونا کسے معلوم نہیں۔ دہنی جانب اسی کو دیں گے جس کا اعزاز زیادہ ہوگا اور افضل الملائکۃ کو اسکی طرف بھیجیں گے جس کا فضل غالب ہوگا۔

وجہ...... روز بدر جب حضور نے مشرکین کو آتے دیکھا عرض کیا الٰہی یہ قریش ہیں کہ اپنے کبر و ناز کے ساتھ آتے ہیں تیرے رسول سے لڑتے اور اس کی تکذیب کرتے اور حضور صدیق اکبر کا بازو تھامے ہوئے عرض کر رہے تھے الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں جو تو نے مجھے وعدہ دیا۔ صدیق نے عرض کیا حضور کو مژدہ ہو قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک اللہ اپنا وعدہ جو حضور سے کیا پورا فرمائے گا۔ عن موسیٰ بن عقبۃ فی قصۃ بدر لما طلع المشرکون قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ھذہ قریش جاءت بخیلائھا و فخرھا تحارب وتکذب رسولک اللھم انی اسألک ما وعدتنی و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممسک بعضد ابی بکر یقول اللھم انی اسألک ما وعدتنی فقال ابو

بکر اشر فو الذی نفسی بیدہ لیجرن اللہ ما وعدک الحدیث۔ اقول اس منزلت پر نظر کرنا چاہیے کہ عین وقت پریشانی میں ابوبکر کا بازو تھام کر اپنے رب سے مناجات کرتے ہیں پھر وہ حضور والا کی تسکین و تسلی و ناھیک بہ فضلا و شرفا۔

وجہ...... سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غضب فرماتے سوا شیخین کے کسی کو مجال تکلم نہ ہوتی اور اگر کاشانہ نبوت میں تشریف فرما ہوتے ان کے سوا کوئی بار نہ تھا یہی اپنی سخنان دل آویز میں آتش غضب سرد کرتے۔ جب ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے عین حالت ناداری میں حضور والا سے نفقہ طلب کیا اور یہ امر خاطر اقدس پر ناگوار گزرا ابوبکر حاضر خدمت ہوئے۔ دیکھا کہ لوگ در دولت پر جمع ہیں اور کسی کو اذن نہیں ملتا حال آنکہ اس وقت تک حجاب نازل نہ ہوا تھا۔ انہوں نے اذن چاہا، عطا ہوا۔ پھر امیر المومنین عمر آئے اور انہیں بھی اجازت ملی۔ اخرج مسلم عن جابر بن عبداللہ قال دخل ابو بکر یستاذن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد الناس جلوسا ببابہ و لم یوذن لاحد منھم قال فاذن لابی بکر فدخل ثم اقبل عمر فاستاذن فاذن لہ الحدیث۔ اس واقعہ میں جب امیر المومنین عمر نے حضور کو نہایت غضب دیکھا کہ حضور خاموش بیٹھے ہیں۔ انہیں کا مرتبہ تھا کہ ایسے وقت میں دعویٰ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے ہنسائے نہ مانوں گا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ ملاحظہ فرمایئے اگر بنت خارجہ یعنی میری بی بی مجھ سے نفقہ طلب کرے تو میں اس کی گردن .... اس بات پر حضور کو خندہ آ گیا اور فرمایا یہ عورتیں بھی جنہیں تم دیکھ رہے ہو میرے گرد جمع ہیں اور نفقہ طلب کرتی ہیں۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین صدیقہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو تادیب کی اور فرمایا ہرگز کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز نہ مانگنا جو حضور کے پاس نہ ہو۔ قال جابر فی الحدیث المذکور ثم اقبل عمر فاستاذن فاذن لہ فوجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم جالسا حولہ نساءہ واجماً ساکتاً قال فقال لاقولنّ شیئا اضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ لو رایت بنت خارجۃ سالتنی النفقۃ فقمت

الیھا فوجاءت عنقھا فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال ھن حولی کما تری تسألنی النفقۃ فقام ابو بکر الی عائشۃ یجاء عنقھا و قام عمر الی حفصۃ یجاء عنقھا کلاھما یقول تسالن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا ابدا لیس عندہ الحدیث۔ پھر اسی سانحہ میں جب حضور نے حجرات مقدسہ سے عزلت فرمائی اور ایک مکان تنہا میں جہاں کھانے پینے کا سامان رہتا اور اسے خزانہ مشربہ کہتے ہیں جلوہ افروز ہوئے، اصحاب کرام کے پاس برآمد ہونا متروک فرمایا مسلمانوں کو خیالات فاسدہ گزرے، مسجد اقدس میں حیران پریشان جمع تھے مگر کسی کی تاب نہ ہوئی کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو اور کیفیت واقعہ استفسار کرے سوا عمر کے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے کہا میں آج جان کر رہوں گا کہ کیا حال گزرا۔ پھر اس مکان کی طرف گیا جہاں حضور اقدس تشریف رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح کو دیکھا آستانہ والا میں زینہ پر پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا اے رباح میرے لیے اذن چاہ، رباح نے جانب غرفہ نگاہ کی پھر مجھے دیکھا اور کچھ نہ کہا۔ میں نے کہا شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گمان ہو کہ میں حفصہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم فرمائیں تو اسے قتل کر دوں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ رباح کو مجال استیذان نہیں آواز بلند کی شاید حضور خود میری آواز سن کر بلا لیں یہاں تک کہ اذن ملا اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چڑھ آؤ۔ یہ حاضر ہوئے، خزانہ اقدس میں دیکھا مٹھی بھر جو وغیرہ ایسی ہی چیزیں پڑی ہیں اور نشان بوریا پہلوئے والا پر بن گئے ہیں۔ بے اختیار نالہ کیا حضور نے تسلی فرمائی آثار غضب چہرہ جلالت سے نمایاں تھے فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کو جانب ازواج سے کیا فکر ہے؟ اگر حضور نے انہیں طلاق دے دی ہے تو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے جبریل و میکائیل اور میں اور ابو بکر اور سب مسلمان۔ امیر المومنین فرماتے ہیں خدا کا شکر ہے کم کوئی بات میں نے کہی ہو گی کہ اللہ سے اس کی تصدیق کی امید نہ ہو گی۔ پس کریمہ و ان تظاھرا علیہ فان اللہ ھو مولاہ الآیۃ نازل ہوئی اور جو لفظ عمر نے عرض کیے تھے قرآن نے ان پر شہادت دی۔ پھر انہوں نے حال پوچھا آیا حضور نے طلاق دی ہے فرمایا نہیں، عرض کیا کہ لوگوں کو خبر دے دوں کہ ان کا گمان اس کے خلاف ہے۔

فرمایا خیر اگر چاہو۔ پھر میں حضور سے باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ اثر غضب چہرہ پاک سے زائل ہوا اور حضور نے خندہ فرمایا کہ دندانِ انور جو تمام عالم کے دانتوں سے بہتر تھے روشن ہوئے۔ پھر حضور میرے ساتھ اتر آئے اور میں نے دروازہ مسجد پر بآواز بلند پکار دیا کہ لوگوں کا گمان غلط ہے۔

اخرج مسلم عن عبد الله بن عباس حديثا طويلا و هذا ملتقط منه قال حدثني عمر بن الخطاب قال لما اعتزل رسول الله صلى الله عليه وسلم نساء ه دخلت المسجد فاذا الناس ينكتون بالحصى و يقولون طلق رسول الله صلى الله عليه وسلم نساء ه و ذالك قبل ان يومر بالحجاب فقلت لاعلمن ذالك اليوم فدخلت فاذا انا برباح غلام رسول الله صلى الله عليه وسلم قاعدا على اسكفة المشربة مدليا رجليه على نقير من خشب وهو جذع يرقى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم و ينحدر فناديته يا رباح استاذن لي عندك على رسول الله صلى الله عليه وسلم فنظر رباح الى الغرفة ثم نظر الى فلم يقل شيئا قلت فاني اظن ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ظن اني جئت من اجل حفصة والله لئن امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم بضرب عنقها لاضربن عنقها فرفعت صوتي فاومى الى بيده ان ارقه فدخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مضطجع على حصير قد اثر في جنبه و نظرت في خزانة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا انا بقبضة من شعير نحو الصاع و مثلها من قرظ في ناحية الغرفة واذا افيق بمعلق فابتدرت عيناى فقال ما يبكيك يا ابن الخطاب الا ترضى ان تكون لنا الآخرة ولهم الدنيا قلت بلى و دخلت عليه حين دخلت و انا ارى في وجهه الغضب فقلت يا رسول الله ما يشق عليك من شان النساء فان كنت طلقتهن فان الله معك و ملائكة و جبريل و ميكائيل وانا و ابو بكر والمومنون معك و قلما تكلمت و احمد الله الا رجوت ان يكون الله يصدق قول الذى اقوله و نزلت هذه الآية و ان تظاهرا عليه فان الله هو مولاه و جبريل و صالح المومنين والملائكة

بعد ذالک ظهر عسی ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منکن فقلت یا
رسول اللہ اطلقتهن قال لا قلت یا رسول اللہ انی دخلت المسجد والمسلمون
ینکتون بالحصی و یقولون طلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساء ہ اذا نزل
فاخبرهم انک لم تطلقهن قال نعم ان شئت ثم لم ازل احدثه حتی تحسر
الغضب عن وجهه و حتی کشر و ضحک و کان من احسن الناس ثغرا فنزل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و نزلت فقمت علی باب المسجد فنادیت باعلی
صوتی لم یطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساء ہ الحدیث انتهی بالالتقاط
من الاطراف والاوساط۔ روزِ فتح مکہ ارشاد ہوا جو عباس بن عبد المطلب عم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو پائے قتل نہ کرے۔ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے نکلا کیا ہم اپنے باپ
بیٹوں، بھائی، کنبوں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں۔ خدا کی قسم اگر میں اس کو پاؤں گا تلوار کو اس کا
گوشت کھلاؤں گا۔ یہ خبر حضور کو پہنچی عمر سے ارشاد فرمایا اے ابو حفص اور یہ پہلی بار حضور نے انہیں
کنیت سے ندا فرمائی تھی اور کنیت لے کر پکارنا اہل عرب میں تعظیم ہے۔ غرض فرمایا اے ابو حفص کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے چہرہ پر تلوار ماری جائے گی۔ امیر المومنین نے عرض کیا یا رسول
اللہ مجھے چھوڑ دیجیے کہ ابو حذیفہ کی گردن ماردوں بخدا کہ وہ منافق ہو گیا۔ ابو حذیفہ کہتے ہیں میں نے
جب سے یہ کلمہ کہا ہے اپنے جی میں ڈر رہا ہوں اور ہمیشہ ڈرتا ہوں گا مگر یہ کہ شہادت اس جرم سے
پاک کر دے، آخر روزِ یمامہ شہید ہوئے۔ اخرج ابن اسحاق عن ابن عباس ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصحابه یومئذ من لقی العباس بن عبد المطلب عم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا یقتله فانما خرج مستکرها قال فقال ابو
حذیفة القتل اباؤنا و ابناؤنا و اخواننا و عشیرتنا و شرکت العباس واللہ لئن لقیته
لالحمنه السیف قال فبلغت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لعمر بن
الخطاب یا ابا حفص قال عمر واللہ انه لاول یوم کنانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بابی حفص ا یضرب وجه عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالسیف

فقال عمر یا رسول اللہ دعنی فلا ضرب عنقه بالسیف فو اللہ لقد نافق فکان ابو حذیفة یقول ما انا بآمن من تلک الکلمة التی قلت یومئذ و لا ازال منها خائفا الا ان تکفرها عنی الشهادة فقتل یوم الیمامة شهیدا۔

اقول: یہاں سے قیاس کرنا چاہیے منزلت فاروقی کو کہ حضور نے بطور گلہ وشکایت ابوحذیفہ کے ان سے مخاطب ہو کر یہ کلمات فرمائے۔

بالجملہ احادیث اس معنی میں کثیر ہیں اور حضرت صدیق کا اس شرف میں ممتاز ہونا محتاج دلیل نہیں کہ وہ تو بقول حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چین وآرام اور حضور کے مرجع کار و معتمد علیہ ومحرم راز تھے کما فی الحدیث الجامع۔ پھر ایسا شخص وقت غضب مجال کلام نہ رکھے گا تو اور کسے ہوگی لہٰذا اکثر احادیث ہم نے دربارہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے روایت کیں۔

اقول: ولا منکر علیه بما روی الحاکم فی المستدرک عن ام المومنین ام سلمة رضی اللہ عنها ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان اذا غضب لم یجتری منها احد بکلامه غیر علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنه لان هذا فی اهل البیت خاصة کما یرشد قولها رضی اللہ عنها من ولا شک ان امیر المومنین علیا کرم اللہ وجهه کان احب اهل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و اکرمهم علیه و اشرفهم منزلة لدیه والا فمعارض بصحاح الاحادیث التی سلفنا ذکر بعض منها واللہ اعلم۔

وجہ......: حضور رسالت میں کسی کی مجال نہ تھی کہ بے اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قضاوافتا میں حکم دے الا ابا بکر و عمر و سیاتی بیان ذالک انشاء اللہ تعالیٰ فی فصل العلم۔

وجہ......: اسی وجاہت کا ثمرہ ہے کہ روز قیامت منادی ندا کرے گا کوئی اپنا نامہ ابوبکر وعمر سے پہلے

ثنا اٹھائے۔ اخرج المحب الطبری عن عبید بن عمیر عن عبداللہ الرحمن بن عوف قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا کان یوم القیامۃ نادی مناد الا لایرفعن احد من ھذہ الامۃ کتابہ قبل ابی بکر و عمر ورواہ ابن عساکر فاقتصر علی ذکر الصدیق۔

اقول: تاخیر حساب نوع عذاب ہے اور وہ بلائے جانکاہ جس کے سبب اولین وآخرین تنگ آ کر کہیں گے کاش دوزخ میں ڈال دیے جائیں مگر حساب جلد ہو جائے۔ اور بے شک جس قدر حساب میں دیر ہے طبیعت کو اضطراب اور خوف ورجا کا پیچ وتاب بیشتر ہے اور اسی قدر دخول جنت کی پروانگی موئخر ہے۔ ابوبکر وعمر کا مرتبہ اللہ کے نزدیک اس حد کو پہنچا کہ انہیں سب سے پیشتر اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا۔

وجہ......: بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اول اس امت سے وہ شخص جو داخل جنت ہوگا صدیق اکبر ہیں اخرج ابو داؤد والحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من امتی۔

وجہ......: سب سے حساب لیں گے اور صدیق سے حساب نہیں۔ اخرج ابن عساکر عن ام المومنین عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس کلھم یحاسبون الا ابا بکر۔

وجہ......: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیخین سے ارشاد فرماتے ہیں لا یتامر علیکما احد بعدی تم پر کوئی حکومت نہ کرے گا بعد میرے۔ اخرجہ ابن سعد عن بطام بن اسلم یہ امر جس قدر کمال منزلت پر دال ہے پر ظاہر۔

وجہ......: سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے اور ابوبکر وعمر صف اول میں حضور کے دہنے جانب کھڑے ہوتے اخرج ابو داؤد والحاکم عن ابی رمثۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان

ابو بکر و عمر یقومان فی الصف المقدم عن یمینه الحدیث۔

اقول: نماز بارگاہ بے نیاز ہے اور مقام مناجات ورازِ اعمالِ حسنہ کی تاج اور مسلمانوں کی معراج، شیخین کا ایسی جگہ حضور کے قریب داہنی طرف کھڑے ہونا کمال قرب پر دلیل ہے۔

ثم اقول: صحابہ حضور کے دہنی طرف کھڑے ہونے میں جہد تام کرتے کہ حضور اول سلام جو پھیریں تو پہلے چہرہ اقدس ہماری طرف ہو۔ شیخین کو یہ مقام عطا ہونا کہہ رہا ہے کہ وہ سب سے زیادہ اس شرف کے لائق تھے۔

اقول: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں..................

وجہ......: اسود بن تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کچھ اشعار حمد الٰہی کے حضور رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیہ میں عرض کیے کہ ایک شخص بلند بالا باریک بینی والا آیا، حضور نے فرمایا خاموش رہ، جب وہ چلا گیا، فرمایا پڑھ، میں نے عرض کیا یا نبی اللہ یہ کون ہے کہ جب آیا آپ نے فرمایا ٹھہر جا اور جب چلا گیا فرمایا لا ارشاد ہوا یہ عمر بن الخطاب ہے اور باطل سے کچھ تعلق نہیں رکھتا اخرج الحاکم فی المستدرک من حدیث ابراھیم بن سعد عن الزھری عن عبدالرحمن بن ابی بکرۃ عن الاسود بن سریع التمیمی قال قدمت علی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا نبی اللہ قد قلت شعرا اثنیت فیہ علی اللہ تبارک و تعالیٰ و مدحتک قال اما ما اثنیت علی اللہ تعالی فھاتہ و ما مدحتنی بہ فدعہ فجعلت انشدہ فدخل رجل طوال اقنی فقال امسک فلما خرج قال ھات فقلت من ھذا یا نبی اللہ الذی اذا دخل قلت امسک و اذا خرج قلت ھات قال قال ھذا عمر بن الخطاب ولیس من الباطل فی شیء۔

وجہ......: اگر احیانا صدیق اکبر اور کسی صحابی میں کچھ کلمات ملال درمیان آجاتے وہ صحابی ہر طرح ان کا ادب کرتے اور یہ بات بغیر اس کے کہ دربار رسالت میں ان کی وجاہت روشن و آشکارا ہو،

متصور نہیں۔ پھر اگر حضور والا کو اطلاع ہوتی تو اسی صحابی پر عتاب ہوتا اگر چہ زیادتی جانب صدیق سے ہوتی۔ سیدہ ربیعہ ابن کعب بن اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ میں اور ابوبکر میں کچھ کلام ہو گیا ابوبکر نے مجھے ایک کلمہ مکروہ کہا پھر نادم ہو کر مجھ سے بولے تم بھی مجھے کہہ لو کہ بدلہ ہو جائے۔ میں نے کہا میں ایسا نہ کروں گا۔ صدیق اکبر نے فرمایا یا تو مجھے کہہ لو ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کروں گا۔ میں نے کہا میں نہیں کہنے کا۔ آخر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، حضور نے فرمایا اے ربیعہ تیرا اور صدیق کا کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے ایک کلمہ مکروہ کہا تھا اب چاہتے ہیں میں لوٹ کے کہوں میں نہیں کہتا۔ فرمایا ہاں نہ کہہ ولیکن یوں کہہ خدا تجھے بخش دے اے ابوبکر رواہ احمد و قد مر فی فضل الصحابۃ۔ اسی طرح فاروق اعظم کو ایک معاملہ پیش آیا۔ بخاری سیدنا ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل ابو بکر آخذ بطرف ثوبہ حتی ابدا عن رکبتہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما صاحبکم فقد غامر فسلم و قال یا رسول اللہ انہ کان بینی و بین ابن الخطاب شیء فاسرعت الیہ ثم ندمت فسألتہ ان یغفرلی فابی علی فاقبلت الیک فقال یغفر اللہ لک یا ابا بکر ثلثا ثم ان عمر ندم فاتی منزل ابی بکر فسأل اثم ابو بکر فقالوا لا فاتی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسلم علیہ فجعل وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتمعر حتی اشفق ابو بکر فجثیٰ علی رکبتیہ فقال یا رسول اللہ واللہ انا کنت اظلم مرتین فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت و قال ابو بکر صدقت و واسانی بنفسہ و مالہ فھل انتم تارکو لی صاحبی مرتین فما اوذی بعدھا۔ یعنی میں دربار پر انوار میں حاضر تھا کہ صدیق آئے اپنے دامن کا کنارہ پکڑے ہوئے یہاں تک کہ زانو منکشف ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی ارشاد فرمایا تمہارا یار تو کہیں لڑ آیا۔ ابوبکر آداب بجا لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ میں اور عمر میں کچھ لوٹ پھیر ہو گئی۔ میں نے تیزی کی پھر پشیمان ہو کر ان سے معافی چاہی انہوں نے نہ مانا اب میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا

ہوں۔ حضور والا نے ارشاد فرمایا خدا بخشے تجھے اے ابوبکر۔ خدا بخشے تجھے ابوبکر۔ خدا بخشے تجھے اے ابوبکر۔ پھر امیر المومنین عمر بھی نادم ہوئے، صدیق کے مکان پر گئے پوچھا وہاں ابوبکر ہیں؟ جواب ملا نہیں۔ وہاں سے دربار اقدس میں حاضر ہو کر تسلیم عرض کی انہیں دیکھ کر چہرہ شریفہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدلنے لگا یہاں تک کہ صدیق کو ڈر ہوا مبادا عمر کے حق میں کوئی کلمہ مکروہ نہ ارشاد ہو جائے۔ پس ابوبکر اپنے دونوں زانوؤں پر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں نے ہی زیادتی کی۔ دربار حضور والا نے فرمایا مجھے اللہ نے تمہاری طرف بھیجا تم نے جھٹلایا اور ابوبکر نے کہا سچے ہیں اور میری غمخواری کی اپنی جان و مال سے، سو کیوں تم چھوڑ دو گے میرے لیے میرے یار کو کیوں تم میرے لیے چھوڑ دو گے میرے یار کو۔ ابودرداء فرماتے ہیں اس کے بعد صدیق کو کسی نے ملال نہ پہنچایا۔ اے عزیز کیا بعد ملاحظہ ان وجوہ باہرہ و حجج قاہرہ کے بھی شیخین کی وجاہت سب سے فائق و برتر نہ جانے گا یا اسے باعث خیریت و افضلیت نہ مانے گا۔ سخن اس فصل میں نہایت وسیع ہے اور منزلت شیخین احاطہ بیان سے رفیع مگر منصف سلیم العقل کے لیے اسی قدر کافی ہے۔

دربند آں مباش کہ مضمون نماندہ است
صد سال میتوان سخن از زلف یار گفت

فصل سوم: ابوبکر کی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت میں۔

قال الفقیر عفا اللہ عنہ غایت مراد و نہایت مرام اصحاب کرام سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ تمامی اہل اسلام صرف یہی کہ اپنے اعمال قلب و افعال جوارح و کل حرکات و سکنات میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق الوسع پورا پورا اتباع کریں تا حسب استعداد ہر ایک کو اس جناب سے تشبہ حاصل اور وہ باعث قرب الٰہی و درجات نامتناہی ہو، رضائے الٰہی اولاً و بالذات رسول کی طرف توجہ فرماتی ہے اور اس کی وساطت سے متبعین کو بقدر اتباع و تشبہ اس سے بہرہ ملتا ہے۔ مدار نجات و رفع درجات یہی تشبہ ہے جس قدر اعمال و اقوال انسان کے نبی کے اقوال و افعال سے بیگانہ ہوں گے اتنا ہی بارگاہ حق سے دور پڑے گا اور جس قدر مشابہ و یکرنگ اتنا ہی قریب و

نزدیک۔ کفار نے مباینت کلیہ پیدا کی بعد تمام نے انہیں جہنم دائمی میں پہنچایا۔ صحابہ نے مشابہت کاملہ حاصل کی تمام امت سے مرتبہ ان کا افضل قرار پایا۔ یہاں تک تو کلام اپنے افعال اختیاریہ میں تھا اور جہاں فضل الٰہی خود کفالت و کارفرماتا اور بندہ کو اعلیٰ درجہ کی تربیت کرنا چاہتا ہے تقدیر ازلی اس کے احوال غیر اختیاریہ کو بھی حالات طیبات نبی کے رنگ پر ڈھال لاتی ہے۔ دوسری جب وجہ تخصیص کی فکر میں پڑتے ہیں جواب ملتا ہے ذالک فضلی اوتیہ من اشاء یعنی اگرچہ ہم حکیم ہیں جو کچھ کرتے ہیں مصالح نفیسہ پر مبنی ہوتا ہے یہ مشابہتیں عطا فرمانا بھی بے وجہ نہ تھا کہ ہم نے اصل خلقت میں اس کے جوہر نفس کو نفس رسول سے نہایت مناسبت پر خلق فرمایا ہے تو قابل اس تخصیص کے یہی تھا۔ مگر تمہیں ادراک علت کے درپے ہونا نہ چاہیے۔ مقام عبودیت و ربوبیت اسی کا مقتضی ہے کہ ہمارے افعال کی تفتیش نہ کرو اور اتنا سمجھ لو کہ ہم مالک مختار ہیں۔ فضل ہمارا ہے جسے چاہیں عطا فرمائیں۔ اس وقت قدر و منزلت اس بندے کی قلوب سلیمہ میں اور بڑھ جاتی ہے۔ آسمان و زمین والے اسے عظیم کہہ کر پکارتے ہیں اور سب سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بندہ خاص اور بادشاہ کا منظور نظر ہے، اس کی شان ہم سے ورا اور رتبہ سب سے بلند و بالا ہے۔ بعد تمہید اس مقدمہ جلیلہ کے جو ہم غور کرتے ہیں تو اصحاب کرام خصوصاً خلفائے عظام کی مشابہتیں تمام امت سے بیش از بیش پاتے ہیں جس کے ذریعہ سے ہمارا یہ حکم ٹھیک صحیح ہوتا ہے کہ خیر ھذہ الامۃ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و افضل الاصحاب الخلفاء الاربعۃ الراشدون اور بالقطع والیقین جیسا کہ مناط نجات سوا اس تشبہ کے دوسری چیز نہیں۔ اسی طرح مدار فضیلت سوا زیادت مشابہت کے اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ آیا ممکن ہے کہ ایک شخص کو نبی سے مناسبت و یکرنگی بدرجہ اتم ہو اور فضل و شرف غیر کا زائد و اکمل۔ اب فقیر بتوفیق اللہ جل جلالہ دعویٰ کرتا ہے کہ مشابہات صدیق اوروں کی مشابہت پر بوجوہ رجحان رکھتی ہیں۔ اولاً من حیث الکثرۃ جس قدر مشابہتیں انہیں عطا ہوئیں دوسرے کو نہ ملیں۔ ثانیاً من حیث القوۃ کہ اوروں کی مشابہتوں سے ان کی مشابہتیں قوی تر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن اوصاف نفسانیہ عالیہ میں انہیں مشابہت حاصل

ہوئی کسی کو نہ ملی۔ پس یہ دلیل قاطع و برہان ساطع ہے ان کے افضل امت ہونے پر کہ اللہ سبحانہ نے عبدِ ضعیف کو اس کی تہذیب و ترصیف اور اس کے وجوہ کو احادیث سے استنباط اور اس کے دعاوی پر اقامتِ حجج سے خاص فرمایا و للہ الحمد۔

اقول: مستعینا باللہ اگر اس دعویٰ پر دلیل اجمالی درکار ہے تو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا حدیث طویل مذکور سابقہ میں یہ فرمانا کنت اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدیا و سمتا و رحمۃ و فضلا کافی یعنی اے ابوبکر آپ سب سے زیادہ مشابہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چال ڈھال اور رحمت و فضل میں۔ اور جو تفصیل چاہیے تو مشابہات اس جناب گردون قباب کے دائرہ عدو احصا سے خارج۔ مگر اس وقت جس قدر خاطر فقیر میں حضور کرتے ہیں، سلک تحریر میں منتظم ہوتے ہیں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

مشابہت نمبر ۱: اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے نفس صدیق کو جوہر میں نفس نفیس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت ہمرنگ فرمایا تھا۔ وقائع شوریٰ میں جسے اطلاع تام ہے وہ خوب جانتا ہے کہ تمام امور میں جس طرف رائے شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلان ہوتا رائے صدیق کا بھی اسی طرف رجحان ہوتا جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس میں آتی دلِ صدیق میں بھی خود بخود وہی قرار پاتی۔ گویا یہ دونوں قلب دو آئینہ متقابل تھے کہ جو عکس اس میں پڑے گا اس میں بھی مرتسم ہو جائے گا اور یہ بات سوا حضرت صدیق کے دوسرے کو حاصل نہیں۔ گلے نمونہ از چمنے ملاحظہ کیجئے۔ اخرج البخاری فی قصۃ صلح حدیبیۃ قال عمر بن الخطاب فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت الست نبی اللہ حقا قال بلی قلت السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی الدنیۃ فی دیننا اذاً قال انی رسول اللہ و لست اعصیہ و ھو ناصری قلت اولیس کنت تحدثنا انا سنأتی البیت فنطوف بہ قال بلی فاخبرتک انا ناتیہ العام قلت لا قال فانک آتیہ و مطوف بہ قال فاتیت ابا بکر فقلت یا ابا بکر الیس ھذا نبی اللہ حقا قال بلی

قلت السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی الدنیة فی دیننا اذاً قال یا ایہا الرجل انہ رسول اللہ و لیس یعصی ربہ وھو ناصرہ فالتمسک بغرزہ فو اللہ انہ علی الحق الیس کان یحدثنا انا سنأتی البیت فنطوف بہ قال بلیٰ فاخبرک انک آتیہ العام قلت لا قال فانک اتیہ مطوف بہ محصل یہ کہ جب صلح حدیبیہ قرار پائی اور مسلمانوں کا بے دخول مکہ وطواف کعبہ مدینہ طیبہ کو واپس جانا ٹھہرا شمشیر حق فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ بات سخت ناگوار گزری اور بے نیل مرام واپس جانے میں بسبب اپنی حرارت دینی خلقی جبلی کے گونہ کسر شوکت اسلام بھی اپنے درد کی درمان جوئی کے لیے دربار سید الابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، کیا حضور خدا کے سچے نبی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ عرض کیا کہ ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ عرض کیا تو جب یہ حال ہے تو ہم اپنے دین میں ذلت کیوں آنے دیں ارشاد ہوا بے شک میں خدا کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میری مدد کرنے والا ہے۔ عرض کیا کیا آپ ہم سے نہیں فرمایا کرتے تھے کہ ہم کعبہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ فرمایا کیوں نہیں، سو کیا میں نے تجھے یہ خبر دی تھی کہ ہم اسی سال کعبہ پہنچیں گے؟ عرض کیا نا، فرمایا تو تو کعبہ پہنچے گا اور اس کا طواف کرے گا یعنی فاروق نے عرض کیا حضور نے ہمیں یہ مژدہ دیا تھا اب ہم واپس جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا خاص اس سال کا نام کب لیا تھا۔ وعدہ بے شک سچا ہے اور جو ہم نے کہا وہ ہونے والا ہے اگرچہ اس سال نہ ہوا۔ غرض ان کے دل کو چین نہ آیا صدیق پاس گئے شاید ان کی رائے میری رائے کی موافقت کرے اور وہ حضور میں کریں اور ان کی بات سنی جائے۔ پس کہا اے ابوبکر کیا یہ سچے نبی نہیں ہیں خدا کے؟ فرمایا کیوں نہیں۔ کہا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ کہا جب یہ حال ہے تو ہم اپنے دین میں خفت کو کیوں جگہ دیں۔ فرمایا اے شخص بے شک وہ خدا کے رسول ہیں اور اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ ان کی مدد کرنے والا ہے تو ان کی رکاب تھامے رہ کہ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں۔ کہا کیا ہم سے انھوں نے نہ کہا تھا کہ ہم کعبہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ فرمایا کیوں نہیں۔ سو کیا تمھیں یہ خبر دی تھی کہ اسی سال کعبہ پہنچیں گے اور اسکا طواف کرو گے۔ عزیزا

دیکھا ہم رنگی صدیق کو کہ ہر سوال کا حرفاً حرفاً بعینہ وہی جواب انکی زبان سے نکلا جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور جب سلطانِ جوارح قلب ہے تو ہم زبانی بے یک دلی کے کب متصور۔

ع: فضل است مر خدا را فتند بہ ہر کہ خواہد۔

مشابہت نمبر ۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول روز سے کفر و کافرین کی مجالس سے محترز و خلوت پسند عزلت خواست تھے صدیق اکبر کو بھی تمام جہان میں کسی کی صحبت پسند نہ آئی اور بحکم حدیث صحیحین الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف و ما تناكر منها اختلف۔ اٹھارہ برس کی عمر سے سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت اختیار کی، سفر و حضر میں ہمراہ رکاب رسالت مآب رہتے یہاں تک کہ حضور والا مبعوث ہوئے پھر تو جن امور کو اپنی قوت فراست سے ادراک کر کے رفاقت والا اختیار کی تھی، اب عین الیقین ہو گئے۔ اس رابطہ اتحاد نے اور ہی استحکام پایا جس کی گرہ قیامت تک نہ کھلے گی۔

مشابہت نمبر ۳: بتوں، بت پرستوں سے تنفر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی طینت میں خمیر کرتے ہیں۔ کبھی کسی نبی نے بچپن میں بھی بتوں کی تعظیم نہ کی حضور والا نے پیدا ہوتے ہی واحد ذی الجلال کو سجدہ کیا اور توحید الٰہی کی علی الاعلان گواہی دی۔ صدیق کو دیکھو کہ اس فضل سے کیسا بہرہ وافی پایا اور صغر سن میں بتوں کی عاجزی اور محض بے دست و پائی سے ان کی عدم الوہیت پر استدلال اور بت شکنی کر کے شانِ ابراہیمی کا جلوہ دکھایا۔ ایک بار مہاجرین و انصار دربار سید الابرار علیہ الصلوۃ والسلام میں حاضر تھے کہ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی زندگی کی قسم میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کھاتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا حالانکہ اس قدر آپ کی جاہلیت میں گزری۔ صدیق اکبر نے فرمایا (۱) ابو قحافہ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک بت خانہ میں لے گئے اور مجھ سے کہا یہ تیرے

(۱) یعنی صدیق اکبر کے والد ماجد عثمان نام صحابی ہیں روز فتح مکہ مسلمان ہوئے۔

بلند و بالا خدا ہیں انہیں سجدہ کر او رچھوڑ کر چلے گئے۔ میں صنم پاس گیا اور اس سے کہا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا پھر کہا میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا تو میں نے ایک سل اٹھائی اور اس سے کہا تیرے پر سل مارتا ہوں اگر تو خدا ہے آپ کو بچالے۔ اس نے کچھ نہ کہا جب تو میں نے وہ پتھر اس پر ڈال دیا کہ منہ کے بل گر پڑا اور میرے باپ آئے کہا اے بیٹے یہ کیا کیا؟ میں نے کہا وہی جو تم دیکھتے ہو بس وہ مجھے مری ماں پاس لے گئے اور ان سے حال بیان کیا۔ ماں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو کہ اس کے بارہ میں خدا نے مجھے سرگوشی فرمائی۔ میں نے کہا اے میری ماں وہ کیا سرگوشی تھی؟ کہا جس رات مجھے دردزہ تھا میرے پاس کوئی نہ تھا کہ ایک ہاتف کو میں نے پکارتے سنا اے خدا کی سچی لونڈی تجھے آزاد بچے کا مژدہ ہو۔ نام اس کا آسمان میں صدیق ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یار و رفیق ہے۔ حدیث میں ہے جب صدیق اکبر اپنا یہ قصہ بیان کر چکے جبریل امین نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ابوبکر سچ کہتے ہیں۔ تین بار صدیق کی تصدیق کی۔ فقد ذکر الامام احمد بن محمد الخطیب القسطلانی فی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری قال نقل ابن ظفر فی انباء نجباء الانبیاء ان القاضی ابا حسین احمد بن محمد الزبیدی روی باسناده فی کتابه المسمی معالی الفرش الی عوالی العرش ان ابا هریرة رضی الله تعالی عنه قال اجمع المهاجرون والانصار عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ابو بکر رضی الله تعالی عنه و عیشک یا رسول الله انی لم اسجد لصنم قط فغضب عمر بن الخطاب رضی الله عنه و قال تقول و عیشک رسول الله صلی الله علیه وسلم انی لم اسجد لصنم قط و قد کنت فی الجاهلیة کذا و کذا

و قال تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین و قال تعالیٰ بالمومنین رؤف رحیم ابوبکر صدیق ارحم امت ہیں بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، امت مرحومہ پر کوئی

ایسا مہربان نہیں۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم فی الحدیث المشہور ارحم امتی بامتی ابو بکر وفی لفظ ارأف امتی اور رافت رحمت سے زیادہ ہے۔

مشابہت نمبر۴: اللہ جل جلالہ نے سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع فضائل کیا۔ کوئی خوبی وکمال اگلے انبیاء کو نہ ملا کہ اسکی مثل یا اس سے اَشَل حضور کو عطا نہ ہوا۔ قال القاضی فی الشفاء و قسطلانی فی المواہب وغیرھما فی غیرھما اسی طرح صدیق اکبر کو جامع خیر کیا کہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں خیر کی تین سو ساٹھ خصلتیں جب خدا بندے سے ارادہ بھلائی کا فرماتا ہے ان میں سے ایک عطا کرتا ہے کہ وہ اسے جنت میں لیجاتی ہے۔ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ ان میں سے مجھ میں بھی کوئی خصلت ہے؟ ارشاد ہوا شادمانی تیرے لیے اے ابو بکر کہ تو ان سب کا جامع ہے۔

ایک بار ارشاد فرمایا نمازی جنت کے بابِ نماز سے بلائے جائیں گے اور مجاہد بابِ جہاد اور اہل زکوۃ بابِ زکوۃ اور روزہ دار بابِ صیام، بابِ ریان سے۔ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ سب دروازوں سے بلائے جانے کی کوئی تو نہیں (یعنی مقصود کہ دخول جنت ہے، ایک ہی دروازہ سے حاصل ہے) پس یا رسول اللہ کوئی ایسا بھی ہے جو ان سب سے پکارا جائے۔ ارشاد ہوا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تو ان میں ہو اے ابو بکر اخرج البخاری فی صحیحه من حدیث الزهری قال اخبرنی حمید بن عبدالرحمن بن عوف ان ابا هریرة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من انفق زوجین من شیء من الاشیاء دعی من ابواب یعنی الجنة یا عبدالله هذه خیرا فمن کان من اهل الصلوة دعی من باب الصلوة و من کان من اهل الجهاد دعی من باب الجهاد و من کان من اهل الصدقة دعی من باب الصدقة و من کان من اهل الصیام دعی من باب الصیام و باب الریان

فقال ابو بکر ما علی هذا الذی یدعی من تلک الابواب من ضرورۃ هل یدعی منها کلها احد یا رسول اللہ قال نعم و ارجوا ان تکون منهم یا ابا بکر ۔ علماء فرماتے ہیں جو کسی قسم کی عبادت بکثرت کرے گا کہ اس سے ایک خصوصیت خاصہ اسے حاصل ہوگی جس کے سبب سے اسے بالتخصیص اسی عبادت کی طرف اضافت کریں اور اس کا اہل کہیں وہ خاص اس دروازہ سے ندا کیا جائے گا جو اس کے مناسب ہو اور جو تمام عبادات کا جامع ہو اور تمام اعمال اس کے درجہ نہایت میں واقع ہوں کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے سکیں وہ ازراہ تشریف و تکریم سب دروازوں سے بلایا جائے گا اگرچہ دخول ایک ہی دروازہ سے ہوگا۔ اور رجا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی واجب ہے جس امر میں فرمائیں مجھے امید ہے کہ ایسا ہو، لاجرم ویسا ہی ہوگا پس بالیقین ثابت ہوگیا کہ یہ جامعیت صدیق اکبر کو حاصل ہے وہو المقصود۔

مشابہت نمبر ۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوامع الکلم عطا فرمائے گئے تھوڑے لفظوں میں اتنا مضمون ارشاد فرماتے جس کی شرح و بسط میں کتابیں تصنیف ہوسکیں من ذالک قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات و قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلم تسلم قولہ صلی اللہ علیہ اسلم تسلم اخرجہ الشیخان ۔ و قولہ صلی اللہ علیہ وسلم الخراج بالضمان(۱) الی غیر ذالک

ابوبکر صدیق پر بھی اس کا پرتو پڑا اور فصل خطاب و حسن کلام میں پایہ رفیع عطا ہوا یہاں تک کہ امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حدیث طویل میں فرماتے ہیں کنت امثلهم کلاما و احولهم منطقا واطولهم صمتا و ابلغهم قولا اے ابوبکر آپ کا کلام سب سے بہتر تھا اور گفتار سب سے زیادہ درست اور طول خاموشی و بلاغت کلام میں آپ کا مثل کوئی نہ تھا۔ اسی طرح امیر المومنین فاروق اعظم یا ام المومنین رضی اللہ عنہما نے انہیں ابلغ الناس کہا اور امیر المومنین

---

(۱) قولہ صلی اللہ علیہ وسلم الخراج بالضمان اخرجہ احمد وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن حبان عن صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصححہ الترمذی وابن حبان والحاکم وابن القطان والمنذری والذہبی والزرکشی ۱۲ منہ۔

عمر نے سقیفہ بنی ساعدہ میں لوگوں کے اجتماع اور انصار کے دعوئی خلافت کے قصہ میں فرمایا میں نے فکر کر کے ایک کلام اپنے جی میں بنا رکھا تھا کہ انصار سے یوں یوں کہوں گا اور مجھے خوف تھا شاید ابو بکر ایسا نہ کہہ سکیں مگر جب ابو بکر نے کلام کیا میری مہیا کی ہوئی باتوں میں سے ایک کلمہ نہ چھوڑا کہ اس کی مثل اور اس سے افضل فی البدیہہ نہ فرما دیا۔ اخرج البخاری من حدیث عروۃ بن الزبیر عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی حدیث طویل قال واجتمعت الانصار الی سعد بن عبادۃ فی سقیفہ بنی ساعدۃ فقالوا منا امیر و منکم امیر فذھب الیھم ابو بکر الصدیق و عمر بن الخطاب و ابو عبیدۃ بن الجراح فذھب یتکلم فاسکتہ ابو بکر و کان عمر یقول واللہ ما اردت بذالک الا انی قد ھیأت کلاما قد اعجبنی خشیت ان لا یبلغہ ابو بکر ثم تکلم ابو بکر فتکلم ابلغ الناس و من حدیث ابن عباس عن عمر فی حدیث ذکرہ بطولہ قال عمر اردت ان اتکلم و کنت زورت مقالۃ اعجبتنی ارید ان اقدمھا بین یدی ابی بکر و کنت اداری منہ بعض الحدیث فلما اردت ان اتکلم قال ابو بکر علی رسلک فکرھت ان اغضبہ فتکلم ابو بکر فکان ھو احلم منی و اوقر واللہ ما ترک من کلمۃ اعجبتنی فی تزویری الا قال فی بدیھتہ مثلھا او افضل منھا۔ ابوذویب شاعر ہذلی سے اسی واقعہ میں منقول ہے تکلمت الاخبار فاطالوا الخطاب واکثروا الصواب فتکلم ابو بکر فللہ درہ من رجل لا یطیل الکلام و یعلم مواضع فصل الخطاب واللہ لقد تکلم بکلام لا یسمعہ سامع الا انقاد لہ و مال الیہ یعنی انصار نے کلام و خطاب میں تطویل کے اور بہت ٹھیک کہا اور ابو بکر نے کلام کیا سو خدا کے لیے ہے ان کی خوبی ایسے مرد کہ دراز نہیں کرتے کلام کو اور جانتے ہیں فصل خطاب کے مقامات کو۔ خدا کی قسم ایسی باتیں کیں کہ جو سننے والا سنے دل سے قبول کرے اور ان کی طرف جھک جائے۔

مشابہت نمبر ۶: جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر غارِ حرا شریف میں آیتیں اقراء شریف کی

نازل اور حضور کو فضیلت رسالت حاصل ہوئی صدمہ فشار جبریل و ہیبت کلام جلیل سے دل نازک ہلتا تھا اور حضور کو پرواز روح کا خوف ہوا۔ حضرت جناب ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بطریق تسمیہ عرض کیا خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوانہ کرے گا کہ آپ ذوی القربیٰ کی خبر گیری فرماتے ہیں اور بات سچ کہتے ہیں اور امانت ادا کرتے ہیں اور عاجزوں کا بار اٹھاتے ہیں نایاب نعمتیں عطا فرماتے ہیں اور مہمانوں کی مہمان داری کرتے ہیں اور حق حادثوں میں مدد فرماتے ہیں۔

فقد اخرج البخاری و مسلم فی صحیحهما حدیث بدأ الوحی بطوله عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها فیه فجاء الملک فقال اقراء فقال ما انا بقاری۔

☆......☆......☆

لگیے تفریح قلب کو کوئی منقبت سرا یا برکت چہچہیے حسرین --

علی عرفی تھے سا شیر صف در ہو تو میں جانوں

صفحہ نمبر 33

خوش کیا کبھی [illegible] تشوق تمنا اور [illegible] طول دیگر گذر لیا ہے

[illegible] عزیز قدم [illegible] شب خانہ خستیم

صفحہ نمبر 42

ہم [illegible] دہی میں ستمگار روں کرا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فرمایا جنتک ہمیں پہنچ کی [illegible]

لے اگلا فتح [illegible] بخشیدی [illegible] اگلا پچھلے گناہ ہو لے اور انبیا پر اونکی بڑائی کیا ہے کہا اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے ہم نے بھیجا [illegible] مگر اوسکی قوم کی زبان کے ساتھ تا اونکے لیے بیان کرے [illegible] خدا

صفحہ نمبر 43

ہوا فلک [illegible] کی ترنگ ہوا یا ہوش [illegible] جسکا تعلق نہ [illegible] اور مزہ ہے [illegible]

برادری [illegible] ہماری بندگی ایسی حضرات تفضیلیہ میں بھی مقبول نہیں ہوتا [illegible]

[illegible]

صفحہ نمبر 44

[illegible]

محقق قدس سرہ کی تکمیل الایمان میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

صفحہ نمبر 46

نو آئین میں ہے او سکا سرگرم رہتا ہے تو کریم قدیر جل جلالہ اپنی فضل و رحمت سے اوسی بارگاہ بے نہایت بخشتا ہے اور زیادت انعام سکے لیے لذات جنت بھی مرحمت فرماتا ہے کہ بندہ کو بذریعہ عمل حاصل ہوئی دونوں کو ثواب و اجر کہنا درست

بسلسلہ [illegible] قرب

صفحہ نمبر 47

الزلفۃ والقربۃ التی ینہا بہا اروئۃ ما یفیسے بجنبہا التلذذ بالثمرات الحسیۃ والالذ النفسیۃ

سچ ہے زیادت قرب و زلفے کے برابر کیا ثواب ہوگا یہ جان ہے جسکے حضور حظوظ نفسانیہ استغفر اللہ کہ کچھ بھی وقعت رکھیں

نسبہ [illegible] بیچ میں کر

صفحہ نمبر 48

تیوں سے خوش [illegible]

اے باد صبا اینہمہ آوردہ تست مگر شاید بیہ تنقیح خاطر و توضیح ناظر تشنیف فضل و ترصیف نفیس و حسن تاسیس اس رسالہ کے غیر میں نہ پائی جائی ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ۝ یا ھذا فعلیک بہ فانہ فانہ مفید و لا

صفحہ نمبر 49

دونوں طرف مشترک ہوتا ہے مگر بالتشکیک کہ افضل میں زائد اور مفضول میں کم اور ما بہ الافضلیت وہ جو مابہ التفاضل میں افضل کی زیادت افضل سے خاص ذات ہے مفضول کو اوسمیں اس کم و کیف سے اشتراک نہیں اگرچہ

صفحہ نمبر 49

بنے پر کی [illegible] لگی کہیں محض صفات سے اختصاص کو فضل کلی کا مدار ٹھیرایا کہیں کثرت فضائل و شہرت نے پکڑا کہیں شرف نسب و علو حسب و کرامت صہر و نفاست عیال پر نظر ڈالی کہیں ملکات [illegible] میں عزیمت سلاسل طریقت کی مسندیت تنزل ناسوتی کی

صفحہ نمبر 50

[illegible]

صفحہ نمبر 51

[illegible]

صفحہ نمبر 52

[illegible]

صفحہ نمبر 52

سو ملاسیر الشکار رتبہ نبی نہ رہتے اور اپنا تفضیلیہ نام بھی نہ چھپر کہ وہ خود نبی اور ولی کہہ
حضرات شیخین کی افضیلت السلام گراں سنگ کا پتھر دہے کہ ہر چند صد ہا فضائل میں عجائب
ولایت مآب کو سمجھا جاتی ہیں مگر انکا فضل کسی طرح نہیں گھٹتا اور جناب بلند

صفحہ نمبر 53

[illegible]

صفحہ نمبر 55

تمام انبیاء اور انبیاء کو تمام ملائکہ اور پر ملائکہ مقربین کو شیخین پر زیادتی مانی گئی ہے بعینہ اوسی
امر میں شیخین کو جناب حسنین و حضرت مرتضوی پر بیشی و شفقت حال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم

صفحہ نمبر 56

اوسکا تو شیخین سے [illegible] کہ ان حضرات کو خدمت حدیث سے شرف کا زیادہ کمال
علما کا مطالعہ تفصیلی [illegible] مختلف ہیں اسکے عرض نہ ہوا کہ تو جیسے

صفحہ نمبر 56

[illegible] جو حضرات [illegible] میں [illegible] رب جنت
[illegible] صحابہ میں خلفا [illegible] میں تفضیل ہو گی

صفحہ نمبر 57

[illegible] بحق مرجان [illegible] الانس والجان و [illegible] نیت کا لازم
[illegible] ہم سے صاف صاف لطیف خاطر
[illegible] جب کہتے ہو او سمیں کسی جانب حیثیت کا

صفحہ نمبر 58

[illegible] اب ہم کہتے ہیں الحمد للہ [illegible] [illegible] کب سے
[illegible] بسیط کا [illegible] تو انشاء اللہ

صفحہ نمبر 58

مخالف کو [illegible] ہیں پھر بھی مجال [illegible] اب آپ کی دوسری [illegible]
کر فرمایا کہ ہم افضل ہیں [illegible] یعنی آپ کو شیخین دونوں حضرات پر فضیلت کلی [illegible]

صفحہ نمبر 59

معارض نہیں ہو سکتیں قرآن و حدیث سے ثابت کرو ورنہ [illegible] اور
[illegible] سے [illegible] اور کہو قرآن پر ایمان [illegible] عجیب کر کتاب

صفحہ نمبر 61

باقی رہا یہ کہ [illegible] تفضیل ہمارا مذہب ہے [illegible] جبر کیا جائے
ایک سنی نے [illegible] ارشاد مسلم مگر ان کا [illegible] معلوم کر کے آپ ہو گئی

صفحہ نمبر 62

سلسلہ مباحثہ کا انجام رسید و رخت بمنزل مقصود کشیدن
اب کہ ہم بحمد اللہ تعالیٰ [illegible] کو سب کانٹوں سے صاف کر لیا اور بتوفیق ربانی مادہ نزاع کو

صفحہ نمبر 63

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل و بہتر ہیں [illegible] اجماع [illegible] اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سادات و مقتدایان ملت و حاملان [illegible] رسالت ہیں

صفحہ نمبر 63

تفضیل شیخین پر اجماع صحابہ [illegible] ثبوت ہو معلوم بالقطع ہیں جس میں کسی مخالف حیادار غیر منکر
آفتاب کو بھی مجال [illegible] اور ان [illegible] سلف کے معاملہ [illegible] ارشاد

صفحہ نمبر 69

یہاں تک کہ آزادگی [illegible] متین کی پشت پناہ ٹھیری اور اوہمین کی بانی ہوئی دو [illegible]
بقدر حصہ ابن عبدالبر کو بھی [illegible] روایت در حقیقت صحیح و معتبر ہوتی تو سخت تعجب کر [illegible]

صفحہ نمبر 70

تو ممکن کہ حرف [illegible] کا ہے جنہوں نے اوس پر التفات نہ فرمایا اس خلاف کا [illegible] بعد العقاد
اجماع سمجھنا ہے اور بیشک جو خلاف بعد تحقق اجماع [illegible] رافع اجماع و قابل قبول

صفحہ نمبر 71

اجماع [illegible] کو قبول و عدم قبول کا اختیار رہتا ہے گو اوس طرف اون معدودین کے سوا
کافہ اکابر ملت و صنادید امت ہوں تو یقین جان لو کہ ایسی وقت وہ مخالف شریعت درہم و برہم

صفحہ نمبر 86

[illegible]